حیات المسلمین

تالیف

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ معارف القرآن کراچی

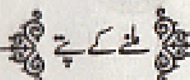
(Quranic Studies Publishers)



مکتبہ معارف القرآن کراچی
(Quranic Studies Publishers)

maktabamaarifulquran.com
Compound Jamia Darul-uloom Karachi.
Korangi Industrial Area, Post Code-75180.
Karachi - Pakistan.

باہتمام : محمد مشہود الحق کلیانوی
طبع جدید : جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ ـ اپریل ۲۰۱۱ء
مطبع : احمد برادرز پرنٹنگ پریس
ناشر : مکتبہ معارف القرآن کراچی
(Quranic Studies Publishers)
فون : (92-21) 35031565, 35123130
ای میل : info@quranicpublishers.com
mm.q@live.com
ویب سائٹ : www.maktabamaarifulquran.com



- ادارۃ المعارف، جامعہ دارالعلوم کراچی۔
- دارالاشاعت، اردو بازار کراچی۔
- بیت القرآن، اردو بازار کراچی۔
- ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی لاہور۔
- بیت العلوم، ۲۰ نابھہ روڈ لاہور۔

- Azhar Academy Ltd.,
54-68, Little Ilford Lane,
Manor Park-London E-12, 5QA, U.K.
Ph : +44-20-8911-9797

- Darul Uloom Al-Madania,
182, Sobieski Street Buffalo,
NY, 14212-U.S.A

فہرستِ مضامین

عنوان	صفحہ نمبر



عرضِ ناشر

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں اپنے دینِ حق کی تبلیغ و اشاعت کے لئے منتخب فرمایا تھا، آپؒ نے کم و بیش ایک ہزار تصانیف کا ذخیرہ چھوڑا ہے، ان تصانیف میں آپؒ نے اس دور کی ضروریات کے مطابق دین کی ہدایات کو جمع فرمایا ہے، زندگی کا شاید ہی کوئی شعبہ ہوگا جس کے بارے میں آپؒ نے کچھ تحریر نہ فرمایا ہو، اور یہ ذخیرہ ان شاء اللہ تاقیامت اُمت کی رہنمائی کرتا رہے گا۔

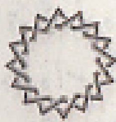
''اِدَارَۃُ الْمَعَارِف کراچی'' کو حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کی متعدد تصانیف شائع کرنے کی سعادت حاصل ہے، انہی میں سے زیرِ نظر مفید ترین کتاب ''حیاۃ المسلمین'' کی اشاعت بھی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی یہ کتاب ''حیاۃ المسلمین'' پچیس ابواب پر مشتمل ہے، ہر باب کو ''رُوح'' کا عنوان دیا گیا ہے، ہر ''رُوح'' کے تحت کسی ایک موضوع کو سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے اور اس طرح اسلام و ایمان، تحصیل و تعلیم علم دین، تعلیم قرآن، دُعا مانگنے، نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ واجبات دینیہ، خوش اخلاقی، خوش معاملگی، کسبِ حلال، ترکِ اسراف وغیرہ اُمورِ شرعیہ سے متعلق دین کی ہدایات کو واضح فرمایا ہے، پھر زندگی کے دُوسرے مختلف پہلوؤں مثلاً ازدواجی زندگی، عبادت گاہوں کی تعمیر، اپنا قومی امتیاز، اپنا لباس، اپنی وضع قطع، بول چال وغیرہ اُمور کو بیان فرمایا ہے۔ زندگی درحقیقت آخرت کی زندگی ہے، دُنیا کی زندگی آخرت کی زندگی کا

مقدمہ ہے اور جب تک دنیا کی زندگی احکامِ الٰہی کے مطابق نہ گزاری جائے آخرت کی زندگی کا حصول مشکل نظر آتا ہے، اس بنا پر اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت و اطاعت (ان حدود کے مطابق جو اللہ اور رسولؐ نے مقرر فرمائی ہیں) کا بیان بھی فرمایا، احکامِ الٰہیہ پر عمل پیرا ہونے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ وسیرتِ طیبہ، اسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے، چنانچہ اس سیرتِ طیبہ کا ایک عکس بھی اس کتاب کا جزو ہے، اور اس سب سے مقصود مسلمانوں کو سیرتِ طیبہ کے مطابق احکامِ الٰہیہ کی بجا آوری کی طرف توجہ دلانا ہے۔ غرض یہ کتاب حضرت حکیم الاُمت تھانوی قدس سرہ العزیز کی حکمتِ اصلاحِ اُمت کا عمدہ شاہکار ہے۔

"اِدَارَۃُ الْمَعَارِف کَرَاچِی" اس کتاب کو عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ پیش کر رہا ہے، اُمید ہے مسلمانوں کو حیاتِ دنیوی و اُخروی کی نعمتوں سے بہرہ ور کرنے میں مد و معاون ثابت ہوگی، اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، آمین۔

طالبِ دعا
محمد مشتاق تنی
۱۴۱۹ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ فِیْ کِتَابِہٖ: "اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْھَا" وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الَّذِیْ شَرَّفَہٗ بِخِطَابِہٖ: "وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا" وَدَعَا اُمَّتَہٗ اِلٰی جَزِیْلِ ثَوَابِہٖ فِیْ قَوْلِہٖ: "یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ" وَقَادَھُمْ اِلٰی رَفِیْعِ جَنَابِہٖ فِیْ قَوْلِہٖ: "اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ" وَبَعْدُ، فَقَدْ قَالَ تَعَالٰی: "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَّلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ" وَقَالَ تَعَالٰی: "وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی."

ان آیات کے ساتھ ایک اور آیت جو اہل جہنم کے حق میں ہے یعنی: "ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی" اگر بطور مقدمہ کے ملالی جاوے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس حیات میں راحت و حلاوت نہ ہو وہ حیات گو صورۃً غیر موت ہو مگر معنی غیر حیاۃ بھی ہے، تو اس انضمام کے بعد مثل نصوصِ کثیرہ شہیرہ کے خطبے کی آیات میں حیاۃ باطنی و اُخروی کا اور مابعد الخطبہ کی آیات میں علی تفسیر المحققین حیاۃِ ظاہری و دُنیوی کا بھی اختصاص صرف مطیعانِ حق کے ساتھ نہایت واضح اور مصرح ہے۔

مگر باوجود اس قدر وضاحت وصراحت کے ہمارے اسلامی بھائی اس مسئلے سے اس قدر غافل ہیں کہ گویا اس مسئلے کے دلائل کو کبھی نہ ان کی آنکھوں نے دیکھا، نہ ان کے کانوں نے سنا اور نہ ان کے قلب پر ان کا گزر ہوا، اور حیاۃ کی ان دونوں قسموں میں سے بھی حیاۃ اُخروی کا اختصاص مذکوران کے اذہان سے اتنا بعید نہیں، جتنا حیاۃ دُنیوی کا اختصاص بعید ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں پر عالم میں عموماً اور کشور ہند میں خصوصاً مصیبتوں پر مصیبتیں اور بلاؤں پر بلائیں نازل ہوتی چلی جاتی ہیں مگر نہ ان کے ذہن کو مطلق اس طرف التفات ہوتا ہے نہ ان کی زبان پر اُس کا نام آتا ہے، نہ اُن کے قلم سے یہ مضمون نکلتا ہے۔

اگر کسی کو علاج وتدبیر کی طرف توجہ ہوتی بھی ہے تو وہ نسخے استعمال کئے جاتے ہیں جن کی نسبت بے تکلف یہ کہنا یقیناً صحیح ہے کہ ۔

گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند — آں عمارت نیست ویراں کردہ اند
بے خبر بودند از حالِ دروں — استعیذ اللہ مما یفترون
رنجش از صفرا و از سودا نبود — بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود

اور اس بے اُصول علاج کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ۔

ہرچہ کردند از علاج و از دوا — رنج افزوں گشت وحاجت ناروا
از ہلیلہ قبض شد، اطلاق رفت — آب آتش را مدد شد ہمچو نفت
سستی دل شد فزوں وخواب کم — سوزشِ چشم و دلِ پُر درد و غم

مگر اس کے باوجود اس ناکامی پر ناکامی کے ان عطائی اطباء کی حالت اس خطائی طبیب کی سی ہے جس نے کسی کو بے موقع مسہل دے دیا اور برابر زیادتِ اسہال کی خبر اس کو پہنچ رہی تھی مگر وہ ہر اطلاع کے جواب میں یہی کہتا تھا کہ مادّۂ فاسد ہے، نکلنے دو۔ حتی کہ وہ مر بھی گیا مگر یہ اس کا مرنا سن کر بھی اپنی اسی رائے کو صحیح سمجھا کئے اور یہ فرمایا کہ اللہ رے مادّے جس کے نکلنے سے مرگیا، نہ نکلتا تو نہ معلوم کیا ہوجاتا!

اس جہلِ عملی کی وجہ صرف یہی جہلِ علمی ہے کہ ان مصائب کے سرمنشا کی تعیین میں ان کو نصوصِ الٰہیہ و نبویہ کی پوری تصدیق نہیں۔

اے صاحب! جب اللہ و رسول پر ایمان ہے جس کے معنی ہیں ہر امر اور ہر خبر میں ان کی تصدیق کرنا اور ان کو سچا سمجھنا، پھر یہ کیسی تصدیق ہے کہ کسی میں تصدیق اور کسی میں عدمِ تصدیق؟

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔

کیا تم قرآن کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حصے کا انکار کرتے ہو؟

اس لئے سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ اس تجاہل یا تغافل پر از سرِ نو تنبیہ کی جائے تا کہ مرض کے سبب کا تعین، پھر علاج صحیح کا تیقن ہو اور اس تعین و تیقن کے بعد اسباب کے ازالے اور علاج کی تحصیل کا اہتمام کریں۔

اور براہینِ عقلیہ و نقلیہ نیز مشاہدہ و تجربہ سے محقق و ثابت ہو چکا ہے کہ دورِ حاضر میں ان اسباب و معالجات کی تعلیم و تفہیم منحصر ہو گئی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک میں، پس بلا خوفِ منازع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عالی میں یہ دعویٰ بالکل سچا دعویٰ ہے۔

ذاتِ پاکش کاملے پُر مایۂ   آفتابے درمیانِ سایۂ
حاذقش گو کو حکیمِ حاذقست   صادقش داں کو امین و صادقست
در علاجش سحرِ مطلق را ببیں   در مزاجش قدرتِ حق را ببیں

جو شخص آپ کی صحتِ تشخیص کا اعتقاد کر کے آپ کی تجویز پر عمل کرے گا وہ بے ساختہ کہنے لگے گا۔

مطلعِ نورِ حق و دفعِ حرج   معنئ الصبر مفتاح الفرج
اے لقائے تو جوابِ ہر سوال   مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
ترجمانِ ہر چہ ما را در دلست   دست گیرِ ہر کہ پایش در گلست

مرحبا یا مجتبی یا مرتضی ان تغب جاء القضاء ضاق القضا
انت مولی القوم من لا یشتہی قد روی کلا لئن لم ینتہ

اور اگر یہ شخص آپ کی کسی تجویز کی "لِم" بھی نہ سمجھے گا تب بھی جیسا کہ لوازم اعتقاد سے ہے، یہ کہے گا۔

آنکہ از حق یابد او وحی و خطاب ہر چہ فرماید بود عین صواب
آنکہ جان بخشد اگر بکشد رواست نائبست او دست او دست خداست
ہم چو اسمٰعیل پیشش سربنہ شاد و خنداں پیش تیغش جاں بدہ
تابماند جانت خنداں تا ابد ہم چو جانِ پاکِ احمدؐ با احد
عاشقاں جامِ فرح آنگہ کشند کہ بدست خویش خوباں شاں کشند
آں کے راکش چنیں شاہے کشد سوئے تخت و بہترین جاہے کشد

اور آپ نے نہایت شفقت و غایت رحمت سے اپنا پورا مطلب بے دریغ عام خلائق کے روبرو پیش فرمایا، آگے استعمال کرنے والوں یا استعمال نہ کرنے والوں کی سعادت وشقاوت، جس نے جب کبھی بھی استعمال کیا صلاح وفلاح اس کے پیش پیش رہی اور جس نے اس میں اہمال کیا اگر اس کو کچھ حصہ عقیدت ومحبت کا حاصل ہے اس عقیدت ومحبت کی برکت سے اس پر عنایت اس طرح متوجہ ہوتی ہے کہ صلاح وفلاح سے اس کو حرماں عاجل نصیب کیا جاتا ہے تاکہ اس فوری تنبیہ سے وہ اپنی اصلاح کرسکے۔

اور جو عقیدت ومحبت سے خالی ہیں اس خلو کی شامت سے ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا ہے کہ بطور استدراج کے ان کو صورتاً و عاجلاً کامیابی عطا کردی جاتی ہے اور حقیقتاً و آجلاً حرمان ہی ان کے نصیب حال ہوتا ہے، چنانچہ حرمانِ عاجل تو ظاہر ہی ہے، اور حرمانِ حقیقی کا شاہد اُن کی اندرونی حالت ہے کہ خالص راحت وحلاوت کو وہ خود اپنے اندر مفقود پاتے ہیں۔

اسی فلاحِ عاجل وصوری اور حرمانِ عاجل وحقیقی کا ذکر ان آیات میں ہے:-

قولہ تعالیٰ: اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّھُمْ بِہٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ نُسَارِعُ لَھُمْ فِی الْخَیْرَاتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ۔ وقولہ تعالیٰ: فَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ بِھَا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَتَزْھَقَ اَنْفُسُھُمْ وَھُمْ کٰفِرُوْنَ۔

ترجمہ:- کیا یہ لوگ گمان کر رہے ہیں کہ ہم اُن کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدہ پہنچاتے رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے، ان کے اموال و اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں، اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان مذکورہ چیزوں سے دُنیوی زندگی میں (بھی) ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جائے۔ (التوبہ آیت:۵۵)

جب عیاناً و برہاناً صلاح وفلاح کا انحصار مطبِ نبوی کے نسخوں میں ثابت ہوچکا تو برادرانِ اسلام پر جن کو مرض کی خبر اور اس کے سبب اور نسخے سے بے خبری ہے واجب ولازم ہوا کہ اب اس علمی تغافل وتجاہل یا عملی تکاسل وتثاقل کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہیں اور ان حکمی وحتمی نسخوں کا استعمال کریں اور عاجلاً وآجلاً وصورتاً وحقیقتاً صلاح وفلاح کا متزائد ومتصاعد مشاہدہ کریں۔ یہ تنبیہ کلی ہے جلبِ منافع و دفعِ مضار کے طریق صحیح پر اور تنبیہ جزئی ومبسوط تمام شریعت مطہرہ ہے، لیکن تنبیہ کلی واجمالی تو اس کے لئے کافی نہیں کہ عمل بدون تفصیل متعذر ہے اور تنبیہ جزئی وتفصیلی پر مختصر وقت میں مطلع ہونا متعسر ہے، اس لئے ضرورت اس کی ہے کہ اسلامی بھائیوں کی حالت حاضرہ غیر متحملۃ التاخیر فی المعالجہ کے اعتبار سے جو اجزاء اس تفصیل میں ایک بناء خاص پر مستحق تقدیم فی التعلیم ہیں سردست ان کی تعیین وتبیین بقدر ضرورت کر دی جائے اور

وہ بناءِ خاص یہ ہے کہ جس طرح ادویۂ حسیہ میں بعض ادویہ ازالۂ مرض میں مؤثر بالخاصیت ہیں اور بعض مؤثر بالکیفیت، پھر ان میں بعض مؤثر بلا واسطہ ہیں، مثلاً اس طرح کہ مرض حرارت سا فرج سے تھا، کسی جزو بارد سے اس کا علاج کیا گیا، اور بعض مؤثر بالواسطہ مثلاً اس طرح کہ وہ حرارت کسی خلط سے تھی اس کا علاج ایسے جزو سے کیا گیا جو بالذات اس خلط کی مقلّل یا معدّل ہے اور بواسطہ اس تقلیل یا تعدیل کے مزیل حرارت۔

اسی طرح حکمائے اُمت و اطبائے ملت کو کہ مبصرانِ آثار و ماہرانِ اسرار ہیں اپنے ذوقِ نورانی و ادراکِ وجدانی سے مکشوف ہوا ہے کہ اعمال مؤثر بالخاصہ بھی ہیں اور یہ حکم تمام شرائع کو عام ہے اور ان میں سے بعض مؤثر بالکیفیہ بھی ہیں پھر ان میں سے بعض مؤثر قریب اور بعض مؤثر بالواسطہ بالوسائط۔

اس وقت میں نے تعجیلِ حصولِ منفعت و تسہیلِ قبولِ دعوت کی مصلحت سے یہ تجویز کیا ہے کہ احکام میں سے قسم دوم کی بھی قسم دوم کے بعض ان اجزاء کی فہرست کو جو علماً و عملاً ہر طرح سہل ہیں اپنے بھائیوں کے روبرو پیش کروں اور زیادتِ تسہیل کے لئے تدریجاً ایک ایک دو دو جزو پیش کروں، چند مدت میں وہ سب خود جمع بھی ہو جاویں گے۔

اور وہ اجزاء اس قسم کے ہوں گے: اسلام، علمِ دین، نماز، زکوٰۃ، قرآن، خوش اخلاقی، خوش معاملگی، کسبِ حلال، ترکِ اسراف، حکایاتِ اولیاء، و دُعاء و امثالہا اور ان اجزاء کی خاصیت پر (کہ وہی موضوع ہے اس رسالے کا جو کہ شروع تمہید میں مذکور ہے) نظر کر کے اس فہرست کا نام "حیاۃ المسلمین" قرار دیتا ہوں اور ان اجزاء کو ارواح سے ملقب کرتا ہوں جو اسبابِ حیات ہیں اور ان ارواح کا تعدد ہر مسلم کے لئے تعددِ آثار کے اعتبار سے ہر زندہ کے لئے ارواحِ طیبہ حیوانی و نفسانی و طبعی کا تعدد ہے۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْهِدَايَةِ وَبِيَدِهِ الرِّعَايَةُ وَالْحِمَايَةُ

کتبہ اشرف علی

لغرۃ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۱ھ



رُوح اوّل ①

اسلام وایمان

(دونوں لفظوں کا مطلب قریب ہی قریب ہے)

۱- فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ: بلاشبہ (سچا) دین اللہ کے نزدیک یہی اسلام ہے۔

۲- اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ: جو شخص اسلام کے سوا کسی دُوسرے دین کو تلاش (اور اختیار) کرے گا سو وہ دین اس شخص سے (خدائے تعالیٰ کے نزدیک) مقبول (اور منظور) نہ ہوگا، اور وہ (شخص) آخرت میں خراب ہوگا۔

۳- اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو شخص تم میں سے اپنے دین (اسلام) سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجاوے تو ایسے لوگوں کے (نیک) اعمال دُنیا اور آخرت میں سب غارت ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

ف:- دُنیا میں اعمال کا غارت ہونا یہ ہے کہ اس کی بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے، اگر اس کا کوئی مورث مسلمان مرے، اس شخص کو میراث کا حصہ نہیں ملتا، مرنے کے بعد جنازے کی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ اور آخرت میں ضائع ہونا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔

مسئلہ:- اگر یہ شخص پھر مسلمان ہوجاوے تو بی بی سے پھر نکاح کرنا پڑے گا، بشرطیکہ بی بی بھی راضی ہو، اور اگر وہ راضی نہ ہو تو زبردستی نکاح نہیں ہوسکتا۔

۴- اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! تم (ضروری عقیدوں کی تفصیل سن لو وہ یہ ہے کہ) اعتقاد رکھو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) اپنے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی (یعنی قرآن کے ساتھ) اور ان کتابوں کے ساتھ (بھی) جو کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) پہلے (اور نبیوں پر) نازل ہو چکی ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اور (اسی طرح جو) اس کے فرشتوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) اس کی کتابوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) اس کے رسولوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) روزِ قیامت کے ساتھ (کفر کرے) تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا، بلاشبہ جو لوگ (پہلے تو) مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے، پھر مسلمان ہوئے (اور اس بار بھی اسلام پر قائم نہ رہے ورنہ پہلی بار کا اسلام سے پھر جانا معاف ہو جاتا بلکہ) پھر کافر ہو گئے پھر (مسلمان ہی نہ ہوئے ورنہ پھر بھی ایمان مقبول ہو جاتا بلکہ) کفر میں بڑھتے چلے گئے (یعنی مرتے دم تک کفر پر قائم رہے) اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو (بہشت کا) راستہ دکھائیں گے۔

۵- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہوئے (یعنی ایمان اختیار نہ کیا) ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کریں گے (اور وہاں ان کی برابر یہ حالت رہے گی کہ) جب ایک دفعہ ان کی کھال (آگ سے) جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری (تازی) کھال پیدا کر دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب ہی بھگتتے رہیں، بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے بہت جلد ہم ان کو ایسی بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے (مکانوں کے) نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) ان کے لیے اُن (بہشتوں) میں بیبیاں ہوں گی صاف ستھری

اور ہم اُن کو نہایت گنجان سائے میں داخل کریں گے۔

ف:- ان آیتوں میں اسلام والوں کے لئے جنت کی نعمتیں اور اسلام سے ہٹنے والوں کے لئے دوزخ کی مصیبتیں تھوڑی سی بیان کی گئی ہیں، دُوسری آیتوں میں اور حدیثوں میں جنت کی طرح طرح کی نعمتیں اور دوزخ کی طرح طرح کی مصیبتیں بہت سی بیان ہوئی ہیں۔

اے مسلمانو! دُنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے، اگر اسلام پر قائم رہ کر مان لیا کہ کچھ تھوڑی سی تکلیف بھی بھگت لی، تب بھی مرنے کے ساتھ ہی ایسے عیش وچین دیکھو گے کہ یہاں کی سب تکلیفیں بھول جاؤ گے اور اگر کسی لالچ سے یا کسی تکلیف سے بچنے کے لئے کوئی شخص خدانخواستہ اسلام سے پھر گیا تو مرنے کے ساتھ ہی ایسی مصیبت کا سامنا ہوگا کہ دُنیا کے سب عیش بھول جائے گا، پھر اس مصیبت سے کبھی بھی نجات نہ ہوگی، تو جس کو تھوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ ساری دُنیا کی بادشاہی کے لالچ میں بھی اسلام کو نہ چھوڑے گا۔

اے اللہ! ہمارے بھائیوں کو ہدایت کر اور ان کی عقلیں دُرست رکھ۔

روح دوم ۲

تحصیل وتعلیم علمِ دین

(یعنی دین کا سیکھنا اور سکھلانا)

۱- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: علم (دین) کا طلب کرنا (یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ)

ف:- اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت ہو، شہری ہو یا دیہاتی ہو، امیر ہو یا غریب ہو، دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے، اور علم کا یہ مطلب نہیں کہ عربی ہی پڑھے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی باتیں سیکھے خواہ عربی کتابیں پڑھ کر، خواہ اُردو کی کتابیں پڑھ کر، خواہ معتبر عالموں سے زبانی پوچھ کر، خواہ معتبر واعظوں سے وعظ کہلوا کر اور جو عورتیں خود نہ پڑھ سکیں اور نہ کسی عالم تک پہنچ سکیں، وہ اپنے مردوں کے ذریعے سے دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہیں۔

۲- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: اے ابوذرؓ! (یہ ایک صحابی کا نام ہے) اگر تم کہیں جا کر ایک آیت قرآن کی سیکھ لو، یہ تمہارے لئے سو رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے، اور اگر تم کہیں جا کر ایک مضمون علم (دین) کا سیکھ لو خواہ اس پر عمل ہو یا نہ ہو، یہ تمہارے لئے ہزار رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے۔

(ابن ماجہ)

اس حدیث سے علمِ دین حاصل کرنے کی کتنی بڑی فضیلت ثابت ہوئی، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعضے لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ: ''جب عمل نہ ہوسکا تو پوچھنے اور سیکھنے

سے کیا فائدہ؟" یہ غلطی ہے، دیکھو! اس میں صاف فرمایا ہے کہ خواہ عمل ہو یا نہ ہو، دونوں حالت میں یہ فضیلت حاصل ہوگی۔ اس کی تین وجہ ہیں، ایک تو یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگئی تو گمراہی سے بچ گیا، یہ بھی بڑی دولت ہے، دُوسری وجہ یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگی تو ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی تو عمل کی بھی توفیق ہوجائے گی، تیسری وجہ یہ ہے کہ کسی اور کو بھی بتلا دے گا، یہ بھی ضرورت اور ثواب کی بات ہے۔

۳- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آدمی علم (دین کی بات) سیکھے پھر اپنے بھائی مسلمان کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دین کی جو بات معلوم ہوا کرے وہ دُوسرے بھائی مسلمان کو بھی بتلا دیا کرے، اس کا ثواب تمام خیر خیرات سے زیادہ ہے۔ سبحان اللہ! خدا تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے کہ ذرا سی زبان ہلانے میں ہزاروں روپے خیرات کرنے سے بھی زیادہ ثواب مل جاتا ہے۔

۴- حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ!

اس کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اپنے گھر والوں کو بھلائی (یعنی دین) کی باتیں سکھلاؤ۔ (حاکم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے، نہیں تو انجام دوزخ ہے۔ (یہ سب حدیثیں کتاب ترغیب سے لی گئی ہیں)۔

۵- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ایمان والے کے عمل اور نیکیوں میں سے جو چیز اُس کے مرنے کے بعد بھی اس کو پہنچتی رہتی ہے ان میں یہ چیزیں بھی ہیں، ایک علم (دین) جو سکھلایا گیا ہو (یعنی کسی کو پڑھایا ہو یا مسئلہ بتلایا ہو) اور اس (علم) کو پھیلایا ہو (مثلاً دین کی کتابیں تصنیف کی ہوں یا ایسی کتابیں

خرید کر وقف کی ہوں یا طالب علموں کو دی ہوں یا طالب علموں کو کھانے کپڑے کی مدد دی ہو جن سے علم دین پھیلے گا اور یہ بھی مدد دے کر اس پھیلانے میں ساجھی ہو گیا) اور دوسرے نیک اولاد جس کو چھوڑ کر مرا ہو (اور بھی کئی چیزیں فرمائیں)۔

(ابن ماجہ و بیہقی)

۶- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: کسی اولاد والے نے اپنی اولاد کو کوئی دینے کی چیز ایسی نہیں دی جو اچھے ادب (یعنی علم) سے بڑھ کر ہو۔

(ترمذی و بیہقی)

۷- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو شخص تین بیٹیوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی عیال داری (یعنی ان کی پرورش کی ذمہ داری) کرے پھر ان کو ادب (علم) سکھاوے اور ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بے فکر کر دے (یعنی ان کی شادی ہو جاوے جس سے وہ پرورش سے بے فکر ہو جاویں) اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت کو واجب کر دے گا۔ ایک شخص نے دو کی نسبت پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دو میں بھی یہی فضیلت ہے۔ ایک شخص نے ایک کی نسبت پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک میں بھی یہی فضیلت ہے۔ (شرح السنۃ)۔ (یہ حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں)

ف:- ان حدیثوں میں اور اسی طرح اور بہت سی حدیثوں میں علم دین اور تعلیم دین یعنی دین کے سیکھنے اور سکھلانے کا ثواب اور اس کا فرض ہونا مذکور ہے، اصل سیکھنا اور سکھلانا تو وہی ہے جس سے آدمی عالم یعنی مولوی بن جاوے، مگر ہر شخص کو نہ اتنی ہمت اور نہ اتنی فرصت، اس لئے میں دین سیکھنے اور سکھلانے کے آسان طریقے بتلاتا ہوں جس سے عام لوگ بھی اس فرض کو ادا کر کے ثواب حاصل کر سکیں، تفصیل ان طریقوں کی یہ ہے کہ:-

۱- جو لوگ اردو حروف پہچان سکتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں یا آسانی سے اردو

پڑھنا سیکھ سکتے ہیں تو وہ ایسا کریں کہ اُردو زبان میں جو معتبر کتابیں دین کی ہیں، جیسے بہشتی زیور اور بہشتی گوہر اور تعلیم الدین اور قصد السبیل اور تبلیغ دین اور تسہیل المواعظ کے سلسلے کے وعظ جتنے مل جاویں ان کتابوں کو کسی اچھے جاننے والے سے سبق کے طور پر پڑھ لے اور جب تک کوئی ایسا پڑھانے والا نہ ملے ان کتابوں کو خود دیکھتا رہے اور جہاں سمجھ میں نہ آوے یا کچھ شبہ رہے وہاں پنسل وغیرہ سے کچھ نشان کردے، پھر جب کوئی اچھا جاننے والا مل جاوے اس سے پوچھ لے اور سمجھ لے اور اس طرح جو حاصل ہو وہ مسجد یا بیٹھک میں بیٹھ کر دوسروں کو بھی پڑھ کر سنا دیا کرے اور گھر میں آکر اپنی عورتوں اور بچوں کو سنا دیا کرے، اسی طرح جنھوں نے مسجد یا بیٹھک میں سنا ہے وہ بھی اس کو اپنے دھیان میں چڑھا کر جتنا یاد رہے اپنے گھروں میں آکر گھر والوں کو سنا دیا کریں۔

۲- اور جو لوگ اُردو نہیں پڑھ سکتے وہ کسی اچھے لکھے پڑھے سمجھ دار آدمی کو اپنے یہاں بلا کر اس سے اسی طرح وہی کتابیں سن لیا کریں اور دین کی باتیں پوچھ لیا کریں، اگر ایسا آدمی ہمیشہ رہنے کے لئے تجویز ہو جاوے تو بہت ہی اچھا ہے، اگر اس کو کچھ تنخواہ بھی دینا پڑے تو سب آدمی تھوڑا تھوڑا چندے کے طور پر جمع کر کے ایسے شخص کو تنخواہ بھی دے دیا کریں، دُنیا کے لئے بے ضرورت کاموں میں سینکڑوں ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہو، اگر دین کی ضروری بات میں تھوڑا سا خرچ کرو تو کوئی بڑی بات نہیں، مگر ایسا آدمی جو تم کو دین کی باتیں بتلا دے اور ایسی کتابیں اپنی عقل سے تجویز مت کرنا بلکہ کسی اچھے اللہ والے عالم سے صلاح لے کر تجویز کرنا۔

۳- ایک کام یہ پابندی سے کریں کہ جب کوئی کام دُنیا کا یا دین کا کرنا ہو جس کا اچھا یا بُرا ہونا شرع سے نہ معلوم ہو اس کو دھیان کر کے کسی اللہ والے عالم سے ضرور پوچھ لیا کریں اور وہ جو بتلا دے اس کو خوب یاد رکھیں اور دوسرے مردوں اور عورتوں کو بھی بتلا دیا کریں اور ایسے عالم کے پاس جانے کی فرصت نہ ہو تو اس کے

پاس خط بھیج کر پوچھ لیا کریں اور جواب کے واسطے ایک لفافے پر اپنا پتہ لکھ کر یا لکھوا کر اپنے خط کے اندر رکھ دیا کریں کہ اس طرح سے جواب دینا اس عالم کو آسان ہوگا اور جلدی آوے گا۔

۴- ایک اس بات کی پابندی رکھیں کہ کبھی کبھی اللہ والے عالموں سے ملتے رہیں، اگر ارادہ کر کے جاویں تو بہت ہی اچھی بات ہے اور اگر اتنی فرصت نہ ہو اور ایسا عالم بھی پاس نہ ہو جیسے گاؤں والے ایک طرف پڑے رہتے ہیں، تو جب کبھی شہروں میں کسی کام کو جانا ہو اور وہاں ایسا عالم موجود ہو تو تھوڑی دیر کے لئے اس کے پاس بیٹھ جایا کریں اور کوئی بات یاد آجائے تو پوچھ لیا کریں۔

۵- ایک کام ضروری سمجھ کر یہ کیا کریں کہ کبھی کبھی مہینہ دو مہینے میں کسی عالم کی صلاح سے کسی وعظ کہنے والے کو اپنے گاؤں یا اپنے محلے میں بلا کر اس کا وعظ سنا کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دل میں پیدا ہو کہ اس سے دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

یہ مختصر بیان ہے دین کے سیکھنے کے طریقوں کا اور طریقے بھی کیسے بہت آسان، اگر پابندی سے ان طریقوں کو جاری رکھیں گے تو دین کی ضروری باتیں بے محنت حاصل ہو جائیں گی۔ اور اس کے ساتھ دو باتوں کا اور خیال رکھیں کہ وہ بطور پرہیز کے ہیں، ایک یہ کہ کافروں کے اور گمراہوں کے جلسوں میں ہرگز نہ جاویں، اوّل تو کفر اور گمراہی کی باتیں کان میں پڑنے سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے، دوسرے بعض دفعہ ایمان کے جوش میں ایسی باتوں پر غصہ آجاتا ہے، پھر اگر غصہ ظاہر کیا تو بعض دفعہ فساد ہو جاتا ہے، بعض دفعہ اس فساد سے دُنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے، بعض دفعہ مقدمے کا جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے جس میں وقت بھی خرچ ہوتا ہے اور روپیہ بھی، یہ سب باتیں پریشانی کی ہیں۔ اور اگر غصہ ظاہر نہ کر سکے تو دل ہی دل میں گھٹن اور رنج پیدا ہوتا ہے، خواہ مخواہ بیٹھے بٹھلائے غم خریدنا کیا فائدہ؟ دوسری بات یہ

ہے کہ کسی سے بحث و مباحثہ نہ کریں کہ اس میں بھی اکثر ویسی ہی خرابیاں ہو جاتی ہیں جن کا ابھی بیان ہوا، اور ایک بڑی خرابی ان دونوں باتوں میں اور ہے جو سب خرابیوں سے بڑھ کر ہے، وہ یہ کہ ایسے جلسوں میں جانے سے یا بحث کرنے سے کوئی بات کفر کی اور گمراہی کی ایسی کان میں پڑ جاتی ہے جس سے خود بھی شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے پاس اتنا علم نہیں جو اس شبہ کو دل سے دُور کر سکے تو ایسا کام کیوں کرے جس سے اتنا بڑا نقصان ہونے کا ڈر ہو؟ اور اگر کوئی خواہ مخواہ بحث چھیڑنے لگے تو سختی سے کہہ دو کہ: ''ہم سے ایسی باتیں مت کرو، اگر تم کو پوچھنا ہی ضروری ہو تو عالموں کے پاس جاؤ!'' اگر ان سب باتوں کا خیال رکھو گے تو دوا اور پرہیز کو جمع کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ دین کے تندرست رہو گے، کبھی دین کی بیماری نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

زوح سوم (۳)

قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا

۱- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: تم سب میں اچھا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔
(بخاری)

۲- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: تم میں سے کوئی شخص مسجد میں جا کر کلام اللہ شریف کی دو آیتیں کیوں نہ سیکھ لے، یہ اس کے لئے دو اُونٹنیوں (کے ملنے) سے زیادہ بہتر ہے، اور تین آیتیں تین اُونٹنیوں سے۔ اور چار آیتیں چار اُونٹنیوں سے زیادہ بہتر ہیں اور ان کی گنتی کے جتنے اُونٹ ہوں ان سب سے وہ آیتیں بہتر ہیں۔
(مسلم)

ف:- اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اُونٹ تو دُنیا ہی میں کام آتے ہیں اور آیتیں دونوں جہان میں کام آتی ہیں۔ اور اُونٹ کا نام مثال کے طور پر لیا گیا کیونکہ عرب اُونٹوں کو بہت چاہتے تھے ورنہ ایک آیت کے مقابلے میں ساری دُنیا کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ (مرقاۃ) اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے پورا قرآن بھی نہ پڑھا ہو تھوڑا ہی پڑھا ہو، اس کو بھی بڑی نعمت حاصل ہوگئی۔

۳- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جس کا قرآن خوب صاف ہو وہ (درجے میں) ان فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو بندوں کے اعمال نامے لکھنے والے اور عزت والے اور پاکی والے ہیں، اور جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس میں اٹکتا ہو اور وہ اس کو مشکل لگتا ہو، اس کو دو ثواب ملیں گے۔
(بخاری و مسلم)

ف:- دو ثواب اس طرح سے کہ ایک ثواب پڑھنے کا اور ایک ثواب اس محنت کا کہ اچھی طرح چلتا نہیں مگر تکلیف اُٹھا کر پڑھتا ہے، اس حدیث میں کتنی بڑی تسلی ہے اس شخص کے لئے جس کو قرآن اچھی طرح یاد نہیں ہوتا کہ وہ تنگ ہو کر اور ناامید ہو کر یہ سمجھ کر چھوڑ نہ دے کہ جب یاد ہی نہیں ہوتا تو پڑھنے ہی سے کیا فائدہ، آپ نے خوشخبری دے دی کہ ایسے شخص کو دو ثواب ملیں گے۔

۴- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اُجاڑ گھر۔ (ترمذی و داری)

ف:- اس میں تاکید ہے کہ کوئی مسلمان قرآن سے خالی نہ ہونا چاہئے۔

۵- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جس شخص نے کلام اللہ کا ایک حرف پڑھا، اس کو ایک نیکی ملتی ہے، اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے (تو اس حساب سے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں) اور میں یوں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے، بلکہ اس میں الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔

(ترمذی، داری)

ف:- یہ ایک مثال ہے، اسی طرح جب پڑھنے والے نے "اَلْحَمْدُ" کہا تو اس میں پانچ حرف ہیں، لہٰذا اس پر پچاس نیکیاں ملیں گی۔ اللہ اکبر! کتنی بڑی فضیلت ہے، بس ایسے شخص کی حالت پر افسوس ہے کہ ذرا سی کم ہمتی کر کے اتنی بڑی دولت نہ کمائے۔

۶- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جس نے قرآن پڑھا اور اس کے حکموں پر عمل کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی اس روشنی سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگی جو دُنیا کے گھروں میں اس حالت میں ہو کہ آفتاب تم لوگوں میں آجاوے۔ (یعنی اگر آفتاب تمہارے پاس آجاوے تو اس وقت گھروں میں کتنی روشنی ہو جائے؟ اس روشنی سے بھی زیادہ روشنی اس تاج کی ہوگی) سو اس شخص کی نسبت تمہارا کیا خیال ہوگا جس نے خود یہ کام کیا

ہے؟ (یعنی قرآن پڑھا ہے اور اس پر عمل کیا ہے اس کا کیا کچھ مرتبہ ہوگا!)۔

(احمد وابوداؤد)

ف:- اس حدیث میں اولاد کے قرآن پڑھنے کی کتنی بڑی فضیلت ہے! سو سب مسلمانوں کو چاہئے کہ اولاد کو ضرور قرآن پڑھائیں، لڑکوں کو بھی، لڑکیوں کو بھی، اگر کاروبار میں پورا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا پڑھا سکو پڑھاؤ! جیسا حدیث نمبر ۲ میں معلوم ہوا، اور اگر حفظ نہ کرا سکو تو ناظرہ ہی پڑھاؤ، اور اگر حفظ کرانے کی توفیق ہو تو سبحان اللہ! اس کی اور بھی فضیلت ہے جیسا کہ ابھی اس کی حدیث لکھتا ہوں۔

۷- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو حفظ کرے اور اس کے حلال کو حلال جانے اور اس کے حرام کو حرام جانے (یعنی عقیدہ اس کے خلاف نہ رکھے جیسے اوپر والی حدیث پر عمل کرنے کو فرمایا) تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کی سفارش (بخشش کے لئے) اس کے گھر والوں میں ایسے دس شخصوں کے حق میں قبول فرماوے گا کہ ان سب کے لئے دوزخ لازم ہو چکی تھی۔ (احمد وترمذی وابن ماجہ ودارمی)

ف:- اس حدیث میں حفظ کرنے کی فضیلت پہلے سے بھی زیادہ ہے اور ظاہر ہے کہ گھر والوں میں سب سے زیادہ قریب کے علاقے والے ماں باپ ہیں تو یہ سفارش بخشش کی ماں باپ کے لئے یقینی ہے تو اس سے اپنی اولاد کو حافظ بنانے کی فضیلت کس درجے کی ثابت ہے۔

۸- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: دلوں کو بھی (کبھی) زنگ لگ جاتا ہے، جیسے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے جب اس کو پانی پہنچ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اور وہ کون چیز ہے جس سے دلوں کی صفائی ہو جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کا زیادہ دھیان اور قرآن مجید کا پڑھنا۔ (بیہقی شعب الایمان)

۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں دیہاتی لوگ بھی تھے اور ایسے بھی تھے جو عرب نہ تھے (مطلب یہ کہ ایسے لوگ بھی تھے جو بہت اچھا قرآن نہ پڑھ سکتے تھے کیونکہ دیہاتیوں کی تعلیم کم ہوتی ہے اور جو عرب نہیں ان کی زبان عربی پڑھنے میں زیادہ صاف نہیں ہوتی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑھتے رہو، سب خاصے ہیں۔ (ابوداؤد، بیہقی) (یعنی اگر بہت اچھا نہ پڑھ سکو تو دل تھوڑا نہ کرو اور اچھا پڑھنے والے ان کو حقیر نہ سمجھیں، اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے)۔

ف:۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ خیال نہ کرے کہ ہماری زبان صاف نہیں یا ہماری عمر زیادہ ہوگئی، اب اچھا نہ پڑھا جائے گا تو ہم کو ثواب کیا ملے گا یا شاید گناہ ہو، دیکھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی کیسی تسلی فرمادی اور سب کو پڑھنے کا حکم دیا۔

(یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں)

۱۰۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کے لئے بھی کان لگاوے اُس کے لئے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے (اس بڑھنے کی کوئی حد نہیں بتلائی، خدائے تعالیٰ سے اُمید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی، بے انتہا بڑھتی چلی جاوے گی) اور جو شخص اس آیت کو پڑھے، وہ آیت اس شخص کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا (جو اس نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے)۔ (احمد)

ف:۔ اللہ اکبر! قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آوے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے، وہ بھی ثواب سے مالا مال ہوجاوے گا، خدا کے بندو! یہ تو کچھ بھی مشکل نہیں۔

۱۱۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا (اور ان کو بخشواوے گا)۔ (مسلم)

۱۲۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: قرآن کا پڑھنے والا قیامت کے روز آوے گا، قرآن یوں کہے گا: اے پروردگار! اس کو جوڑا پہنا دیجیے، پس اس کو عزت کا تاج پہنا دیا جائے گا، پھر کہے گا: اے پروردگار! اور زیادہ پہنا دیجیے، پس اس کو عزت کا جوڑا پہنا دیا جائے گا، پھر کہے گا: اے پروردگار! اس سے خوش ہو جایئے، پس اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے گا، پھر اس سے کہا جاوے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور (درجوں پر) چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلے ایک ایک نیکی بڑھتی جائے گی۔

(ترمذی و ابن خزیمہ و حاکم)

ف:- اس پڑھنے اور چڑھنے کی تفصیل ایک اور حدیث میں آئی ہے کہ جس طرح سنبھال کر دُنیا میں پڑھتا تھا اسی طرح پڑھتا ہوا اور چڑھتا ہوا چلا جا، جو آیت پڑھنے میں اخیر ہوگی وہاں ہی تیرے رہنے کا گھر ہے۔ (ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و ابن حبان)۔ (یہ حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں)

ف:- مسلمانو! ان حدیثوں میں غور کرو اور قرآن مجید حاصل کرنے میں اور اولاد کو پڑھانے میں کوشش کرو، اگر پورا قرآن پڑھنے یا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا ہو سکے اسی کی ہمت کرو، اگر اچھی طرح یاد نہ ہوتا ہو یا صاف اور صحیح نہ ہوتا ہو تو گھبراؤ مت، اس میں لگے رہو، اس طرح سے پڑھنے میں بھی ثواب ملتا ہے، اگر حفظ نہ کر سکو تو ناظرہ ہی پڑھو پڑھاؤ، اس کی بھی بڑی فضیلت ہے، اگر پورا قرآن حاصل کرنے کی فرصت نہیں، یا ہمت نہیں، کسی پورا قرآن پڑھنے والے کے پاس بیٹھ کر سن ہی لیا کرو (یعنی اس سے اجازت لے کر)۔

ان سب باتوں کا ثواب اُوپر حدیثوں میں پڑھ چکے ہو، اور یہ موٹی بات ہے کہ جو کام ضروری ہوتا ہے اور ثواب کا ہوتا ہے اس کا سامان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اور اس میں ثواب بھی ملتا ہے، پس اس قاعدے سے قرآن کے پڑھنے پڑھانے کا سامان کرنا بھی ضروری ہوگا اور اس میں ثواب بھی ملے گا اور سامان اس کا یہی ہے کہ

ہر جگہ کے مسلمان مل کر قرآن کے مکتب قائم کریں اور بچوں کو قرآن پڑھوائیں، اور بڑی عمر کے آدمی بھی اپنے کاموں میں سے تھوڑا تھوڑا وقت نکال کر تھوڑا تھوڑا قرآن سیکھا کریں، اور جو پڑھانے والا مفت نہ ملے سب مل کر اس کو گزارے موافق کچھ تنخواہ دیا کریں۔ اسی طرح جو بچے اپنے گھر سے غریب ہوں اور اس لئے زیادہ قرآن نہ پڑھ سکیں، اُن کے کھانے کپڑے کا بندوبست کر دیا کریں کہ وہ اطمینان سے قرآن مجید ختم کر سکیں اور جو لڑکے جتنا قرآن پڑھتے جائیں اپنے گھر جا کر عورتوں اور لڑکیوں کو بھی پڑھا دیا کریں، اس طرح سے گھر کے سب مرد اور عورتیں قرآن پڑھ لیں گے، اگر کوئی سیپارے میں نہ پڑھ سکے وہ زبانی ہی کچھ سورتیں یاد کر لے۔

اور قرآن کے کچھ اور حقوق بھی ہیں:-

۱- ایک یہ کہ جو شخص جتنا پڑھ لے خواہ پورا ہو خواہ تھوڑا، وہ اس کو ہمیشہ پڑھتا رہا کرے تاکہ یاد رہے، اگر یاد نہ رکھا تو پڑھا بے پڑھا سب یکساں ہو گیا۔

۲- دُوسرا یہ کہ اگر کسی کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کا بھی شوق ہو تو بطور خود ترجمہ نہ دیکھے کہ اس میں غلط سمجھ جانے کا قوی اندیشہ ہے، کسی عالم سے سبق کے طور پر پڑھ لے۔

۳- تیسرا یہ کہ قرآن مجید کا بہت ادب کرنا چاہئے، اس کی طرف پاؤں نہ کرو، ادھر پیٹھ نہ کرو، اس سے اُونچی جگہ پر مت بیٹھو، اس کو زمین یا فرش پر مت رکھو، بلکہ رحل یا تکیے پر رکھو۔

۴- چوتھا یہ کہ اگر وہ پھٹ جائے، کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک جگہ جہاں پاؤں نہ پڑے دفن کر دو۔

۵- پانچواں یہ کہ جب قرآن پڑھا کرو، یہ دھیان رکھا کرو کہ ہم اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں، پھر دیکھنا دل پر کیسی روشنی ہوتی ہے۔

رُوح چہارم ④

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا اور رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا

۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں گی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی، ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسولؐ سب ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں (یعنی جتنی محبت اس کو اللہ سے اور رسولؐ سے ہو اتنی کسی سے نہ ہو) اور ایک وہ شخص جس کو کسی بندے سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کے لئے ہو، (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو، محض اس وجہ سے محبت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے) اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچالیا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچا رکھا ہو، خواہ کفر سے توبہ کرلی اور بچ گیا) اور اس (بچالینے) کے بعد وہ کفر کی طرف آنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

(روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے)

۲- نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: تم میں کوئی شخص (پورا) ایمان دار نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ اپنے والد سے بھی زیادہ، اپنی اولاد سے بھی زیادہ اور سب آدمیوں سے بھی زیادہ۔ (روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے)۔ (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں)۔

۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بندہ ایمان دار نہیں ہوتا جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ تمام اہل وعیال سے زیادہ اور تمام آدمیوں سے بھی زیادہ۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

اور بخاری میں عبداللہ بن ہشام کی روایت سے یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بے شک مجھ کو آپ کے ساتھ تمام چیزوں سے زیادہ محبت ہے بجز اپنی جان کے (یعنی اپنی جان کے برابر آپ کی محبت معلوم نہیں ہوتی)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ایمان دار نہ ہوگے جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ رکھو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اب تو آپ کے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب پورے ایمان دار ہوئے اے عمر!

ف:- اس بات کو آسانی کے ساتھ یوں سمجھو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اول غور نہیں کیا تھا کہ اپنی تکلیف سے جتنا اثر ہوتا ہے دوسرے کی تکلیف سے اتنا اثر نہیں ہوتا، اس لئے اپنی جان زیادہ پیاری معلوم ہوئی، پھر سوچنے سے معلوم ہوا کہ اگر جان دینے کا موقع آجائے تو یقینی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچانے کے لئے ہر مسلمان اپنی جان دینے کو تیار ہوجائے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر بھی جان دینے سے کبھی منہ نہ موڑے تو اس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جان سے بھی زیادہ پیارے ہوئے۔

۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو اس وجہ سے کہ وہ تم کو غذا میں اپنی نعمتیں دیتا ہے اور مجھ سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) محبت رکھو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

ف:- اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف غذا دینے ہی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ

محبت رکھو، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات واحسانات جو بے شمار ہیں اگر کسی کی سمجھ میں نہ آویں تو یہ احسان تو بہت ظاہر ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا، یہی سمجھ کر اس سے محبت کرو۔

۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس کے لئے کیا سامان کر رکھا ہے؟ (جو اس کے آنے کا شوق ہے!) اس نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لئے کچھ بہت نماز روزے کا سامان تو کیا نہیں، مگر اتنی بات ہے کہ میں اللہ سے اور رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: (قیامت میں) ہر شخص اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہوگا (سو تجھ کو میرا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوگا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی ہوگا) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے مسلمانوں کو اسلام لانے (کی خوشی) کے بعد کسی بات پر اتنا خوش ہوتا نہیں دیکھا جتنا اس پر خوش ہوئے۔

(روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے)

ف:- اس حدیث میں کتنی بڑی بشارت ہے کہ اگر زیادہ عبادت کا بھی ذخیرہ نہ ہو تو اللہ کی اور رسول ﷺ کی محبت سے اتنی بڑی دولت مل جاوے گی۔ (یہ حدیثیں تخریج احادیث الاحیاء للعراقی میں ہیں)۔

۶- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز تہجد میں) ایک آیت میں تمام رات گزار کر صبح کردی اور وہ آیت یہ ہے: "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" یعنی (اے پروردگار!) اگر آپ ان کو (یعنی میری اُمت کو) عذاب دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں (آپ کو ان پر ہر طرح کا اختیار ہے) اور اگر آپ ان کی مغفرت فرمادیں

(تو آپ کے نزدیک کچھ مشکل کام نہیں کیونکہ) آپ زبردست ہیں (بڑے سے بڑا کام کر سکتے ہیں) اور حکمت والے ہیں (گنہگاروں کو بخش دینا بھی حکمت سے ہوگا)۔

(روایت کیا اس کو نسائی و ابن ماجہ نے)

ف:- شیخ دہلویؒ نے مشکوٰۃ کے حاشیے میں کہا ہے کہ اس آیت کا مضمون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے اپنی قوم کے معاملے میں اور غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنی اُمت کی حالت حضورِ حق میں پیش کر کے ان کے لئے مغفرت کی درخواست کی۔ فقط شیخؒ نے یہ لفظ "غالباً" احتیاط کے لئے فرمادیا ورنہ دُوسرا احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔ تو دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت کے ساتھ کتنی بڑی شفقت ہے کہ تمام رات کا آرام اپنی اُمت پر قربان کر دیا اور اس کے لئے دُعا مانگتے رہے اور سفارش فرماتے رہے، کون ایسا بے حس ہوگا کہ اتنی بڑی شفقت سن کر بھی عاشق نہ ہو جاوے گا۔

۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری (اور تمہاری) حالت اس شخص کی سی ہے کہ جیسے کسی نے آگ روشن کی، اس میں پروانے گرنے لگے اور وہ ان کو ہٹاتا ہے مگر وہ اس کی نہیں مانتے اور آگ میں دھنسے جاتے ہیں، اسی طرح میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹاتا ہوں (کہ دوزخ میں لے جانے والی چیزوں سے روکتا ہوں) اور تم اس میں گھسے جاتے ہو۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے)

ف:- دیکھئے! اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ سے اپنی اُمت کو بچانے کا کتنا اہتمام معلوم ہوتا ہے، یہ محبت نہیں تو کیا ہے؟ اگر ہم کو ایسی محبت والے سے محبت نہ ہو تو افسوس ہے۔

۸- حضرت عباس بن مرداس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دُعا فرمائی، آپ کو جواب دیا گیا کہ

تعالیٰ نے ان کی مغفرت کردی بجز حقوق العباد کے (کہ اس میں ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا اور بدونِ عذاب مغفرت نہ ہوگی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: اے پروردگار! اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو (اس کے حق کا عوض) جنت سے دے کر ظالم کی مغفرت فرما سکتے ہیں۔ مگر اس شام کو یہ دُعا قبول نہیں ہوئی، پھر جب مزدلفہ میں آپ کو صبح ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی دُعا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول ہوگئی، پس آپ ہنسے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پوچھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابلیس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دُعا قبول کرلی اور اُمت کی مغفرت فرمادی، خاک لے کر اپنے سر پر ڈالتا تھا اور ہائے وائے کرتا تھا، مجھ کو اس کا اضطراب دیکھ کر ہنسی آگئی۔

(روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور اسی کے قریب بیہقی نے)

ف:- اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ حقوق العباد علی الاطلاق بدونِ سزا معاف ہوجاویں گے، اور نہ یہ مطلب ہے کہ خاص حج کرنے سے بدونِ سزا معاف ہوجاویں گے، بلکہ قبل اس دُعا کے قبول ہونے کے دو احتمال تھے، ایک یہ کہ حقوق العباد کی سزا میں جہنم میں ہمیشہ رہنا پڑے، دُوسرا یہ کہ گو جہنم میں ہمیشہ رہنا نہ ہو لیکن سزا ضرور ہو، اب اس دُعا کے قبول ہونے کے بعد دو وعدے ہوگئے، ایک یہ کہ بعد سزا کبھی نہ کبھی ضرور نجات ہوجاوے گی، دُوسرا یہ کہ بعض دفعہ بدونِ سزا بھی اس طور پر نجات ہوجاوے گی کہ مظلوم کو نعمتیں دے کر اس سے راضی نامہ دلوایا جائے گا۔

ف:- غور کر کے دیکھو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قانون کی منظوری لینے میں کس قدر فکر اور تکلیف ہوئی، کیا اب بھی قلب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جوش نہیں اُٹھتا۔

۹- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آیتیں پڑھیں جن میں حضرت

ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعائیں اپنی اپنی اُمت کے لئے مذکور ہیں اور (دعا کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور عرض کیا: اے اللہ! میری اُمت، میری اُمت! حق تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرئیل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور یوں تو تمہارا پروردگار جانتا ہی ہے اور ان سے پوچھو آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا تھا، ان کو بتلایا، حق تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور کہو ہم آپ کو آپ کی اُمت کے معاملے میں خوش کردیں گے اور رنج نہ دیں گے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

ف:- ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو کبھی بھی خوش نہ ہوں گے اگر آپ کی اُمت میں سے ایک آدمی بھی دوزخ میں رہے۔

(درمنثور عن الثعلبی)

اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوش کرنے کا، تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اُمتی بھی دوزخ میں نہ رہے گا، اے مسلمانو! یہ سب دولتیں اور نعمتیں جس ذات کی برکت سے نصیب ہوئیں اگر اُن سے بھی محبت نہ کرو گے تو کس سے کرو گے؟

۱۰- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب نوشی میں سزا بھی دی تھی، ایک دفعہ پھر لایا گیا اور سزا کا حکم ہو کر سزا دی گئی، ایک شخص نے کہا: اے اللہ! اس پر لعنت کر کس کثرت سے اس کو لایا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو، واللہ! میرا علم یہ ہے کہ یہ خدا سے اور رسول سے محبت رکھتا ہے۔ (روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

ف:- خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے کی کتنی قدر فرمائی

گئی کہ اتنا بڑا گناہ کرنے پر بھی اس پر لعنت کی اجازت نہیں دی گئی۔

اے مسلمانو! ایسی مفت کی دولت جس میں نہ محنت نہ مشقت کہاں نصیب ہوتی ہے، اس کو ہاتھ سے مت دینا، اپنی رگ رگ میں اللہ کی و رسولؐ کی محبت اور عشق سمالینا اور رچالینا۔ (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں اور ایک دُرِّ منثور کی، جس میں اس کا نام لکھ دیا ہے)۔

روحِ پنجم ⑤

اعتقادِ تقدیر وعملِ توکل

(یعنی تقدیر پر یقین لانا اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا)

اس اعتقاد وعمل میں یہ فائدے ہیں:۔

الف:۔ کیسی ہی مصیبت یا پریشانی کا واقعہ ہو اس سے دل مضبوط رہے گا، یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا، اس کے خلاف ہو نہیں سکتا تھا اور وہ جب چاہے گا، اس کو دفع کردے گا۔

ب:۔ جب یہ سمجھ گیا تو اگر اس مصیبت کے دور ہونے میں دیر بھی لگے گی تو پریشان اور مایوس اور دل کمزور نہ ہوگا۔

ج:۔ نیز جب یہ سمجھ گیا تو کوئی تدبیر اس مصیبت کے دفع کرنے کی ایسی نہ کرے گا، جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو، یوں سمجھے گا کہ مصیبت تو بدون خدا تعالیٰ کے چاہے ہوئے دفع ہوگی نہیں، پھر خدا تعالیٰ کو کیوں ناراض کیا جائے۔

د:۔ نیز اس سمجھنے کے بعد سب تدبیروں کے ساتھ یہ شخص دعا میں بھی مشغول ہوگا، کیونکہ یہ سمجھے گا کہ جب اسی کے چاہنے سے یہ مصیبت ٹل سکتی ہے تو اسی سے عرض کرنے میں نفع کی زیادہ امید ہے، پھر دعا میں لگ جانے سے اللہ تعالیٰ سے علاقہ بڑھ جاوے گا جو تمام راحتوں کی جڑ ہے۔

ہ:۔ نیز جب ہر کام میں یہ یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہی کے کرنے سے ہوتا ہے تو کسی کامیابی میں اپنی کسی تدبیر یا سمجھ پر اس کو ناز اور فخر اور دعویٰ نہ ہوگا۔

حاصل ان سب فائدوں کا یہ ہوا کہ یہ شخص کامیابی میں شکر کرے گا اور ناکامی میں صبر کرے گا اور یہی فائدے اس مسئلے کے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بطور خلاصہ بتلائے ہیں:-

لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ. الآیۃ.

(سورۃ الحدید)

اور اس مسئلے کا یہ مطلب نہیں کہ تقدیر کا بہانہ کرکے شریعت کے موافق ضروری تدبیر کو بھی چھوڑ دے، بلکہ یہ شخص کمزور تدبیر کو بھی نہ چھوڑے گا اور اس میں بھی اُمید رکھے گا کہ خدائے تعالیٰ اس میں بھی اثر دے سکتا ہے، اس لئے کبھی ہمت نہ ہارے گا، جیسے بعض لوگوں کو یہ غلطی ہوجاتی ہے۔ اور دین تو بڑی چیز ہے، دُنیا کے ضروری کاموں میں بھی ایسی کم ہمتی کی بُرائی حدیث میں آئی ہے، چنانچہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمے کا فیصلہ فرمایا تو ہارنے والا کہنے لگا: "حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" (مطلب یہ کہ خدا کی مرضی میری قسمت) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کم ہمتی کو ناپسند فرماتا ہے لیکن ہوشیاری سے کام لو (یعنی کوشش و تدبیر میں کمی مت کرو) پھر جب کوئی کام تمہارے قابو سے باہر ہوجائے تب کہو: "حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" (یعنی خدا کی مرضی میری قسمت)۔ (ابوداؤد) یہ مضمون توضیح میں اس مسئلے کے فائدے بتلانے اور غلطیوں سے بچانے کے لئے آگیا تھا، اب وہ حدیثیں لکھی جاتی ہیں جن میں اس مسئلے کا ذکر ہے۔

۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کوئی شخص مؤمن نہ ہوگا جب تک کہ تقدیر پر ایمان نہ لائے، اس کی بھلائی پر بھی اور بُرائی پر بھی، یہاں تک کہ یقین کرلے کہ جو بات واقع ہونے والی تھی وہ اُس سے ٹلنے والی نہ تھی اور جو بات اُس سے ٹلنے والی تھی وہ اس پر واقع ہونے

والی نہ تھی۔ (ترمذی)

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! میں تجھ کو چند باتیں بتلاتا ہوں، اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ وہ تیری حفاظت فرماوے گا، اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ تو اس کو اپنے سامنے (یعنی قریب) پاوے گا، جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ، اور جب تجھ کو مدد چاہنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو اور یہ یقین کر لے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے نفع پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دی تھی، اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دی تھی۔ (ترمذی)

۳۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی پانچ چیزوں سے فراغت فرمادی ہے، اس کی عمر سے اور اس کے رزق سے اور اس کے عمل سے اور اس کے دفن ہونے کی جگہ سے اور یہ کہ انجام میں سعید ہے یا شقی ہے۔ (احمد و بزار و کبیر و اوسط)

۴۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی ایسی چیز پر آگے مت بڑھ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ میں آگے بڑھ کر اس کو حاصل کرلوں گا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر نہ کیا ہو، اور کسی ایسی چیز سے پیچھے مت ہٹ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ وہ میرے پیچھے ہٹنے سے ٹل جاوے گی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر کردیا ہو۔ (کبیر و اوسط)

ف:۔ یعنی یہ دونوں گمان غلط ہیں، بلکہ جو چیز مقدر میں نہیں وہ آگے بڑھنے سے بھی حاصل نہیں ہوسکتی، اس لئے اس گمان سے آگے بڑھنا بے کار ہے، اور اسی طرح جو چیز مقدر ہے وہ ہٹنے اور بچنے سے ٹل نہیں سکتی، اس لئے اس گمان سے بچنا

بے کار ہے۔

۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نفع کی چیز کو کوشش سے حاصل کرو اور اللہ سے مدد چاہو اور ہمت مت ہارو، اور اگر تجھ پر کوئی واقعہ پڑ جائے تو یوں مت کہو کہ اگر میں یوں کرتا تو ایسا ایسا ہو جاتا (لیکن ایسے وقت میں) یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر فرمایا تھا اور جو اس کو منظور ہوا، اس نے وہی کیا۔ (مسلم)

یہاں تک کی حدیثیں ''جمع الفوائد'' سے نقل کی گئی ہیں، ان حدیثوں میں زیادہ تقدیر کا بیان تھا، آگے آیتیں اور حدیثیں ہیں جن میں زیادہ توکل کا اور کچھ کچھ تقدیر کا بیان ہے۔

۶- ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے: پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کرلیں، سو خدائے تعالیٰ پر اعتماد (کر کے اس کام کو کر ڈالا) کیجئے، بے شک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے (جو خدائے تعالیٰ پر اعتماد کریں) محبت فرماتے ہیں۔ (آل عمران)

ف:- اس سے بڑھ کر کیا دولت ہوگی کہ خدا پر بھروسہ رکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے، جس شخص سے خدا تعالیٰ کو محبت ہو اس کی فلاح میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے؟

اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توکل کے ساتھ تدبیر کا بھی حکم ہے کیونکہ مشورہ تو تدبیر ہی کے لئے ہوتا ہے، البتہ تدبیر پر بھروسہ کرنا نہ چاہئے بلکہ تدبیر کر کے بھی بھروسہ خدا ہی پر ہونا چاہئے۔

۷- ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ: یہ ایسے (مخلص) لوگ ہیں کہ (بعض) لوگوں نے (جو) ان سے (آکر) کہا کہ ان لوگوں نے (یعنی کفار مکہ نے) تمہارے (مقابلے کے) لئے (بڑا) سامان جمع کیا ہے، سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہئے تو اس

(خبر) نے اُن کے (جوش) ایمان کو اور زیادہ کردیا اور (نہایت استقلال سے) یہ کہہ (کر بات کو ختم کر) دیا کہ ہم کو حق تعالیٰ (سب مہمات میں) کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے (یہی سپرد کرنا توکل ہے) پس یہ لوگ خدائے تعالیٰ کی نعمت اور فضل سے (یعنی ثواب اور نفع تجارت سے) بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ (اس واقعے میں) رضائے حق کے تابع رہے (اسی کی بدولت ہر طرح کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے) اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔ (آل عمران)

ف:- ان آیتوں میں ایک قصے کی طرف اشارہ ہے جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو دُنیا اور دین، دونوں کا فائدہ ہوا، اللہ تعالیٰ یہ بتلاتا ہے کہ یہ دونوں دولتیں توکل کی بدولت ملیں۔

۸- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: آپ فرما دیجئے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے، وہ ہمارا مالک ہے (پس مالک حقیقی جو تجویز کرے بندے کو اس پر راضی رہنا واجب ہے) اور (ہماری کیا تخصیص ہے) سب مسلمانوں کو اپنے سب کام اللہ کے سپرد رکھنے چاہئیں۔ (دوسری بات یہ) فرما دیجئے کہ (ہمارے لئے جیسی اچھی حالت بہتر ہے ایسی ہی تختی کی حالت بھی باعتبار انجام کے بہتر ہے کہ اس میں درجات بڑھتے ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں پس) تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو۔ (سورہ توبہ)

ف:- اس سے ثابت ہوا کہ توکل کا اثر یہ ہے کہ اگر کوئی ناگواری بھی پیش آوے تو اس سے بھی پریشانی نہیں ہوتی بلکہ اس کو بھی بہتر ہی سمجھتے ہیں، اگر دُنیا میں بھی اس کا ظہور نہ ہو تو آخرت میں ضرور ہوگا، جو ہمارا اصلی گھر ہے اور وہی بھلائی ہمیشہ کام آنے والی ہے۔

۹- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (جب بنی اسرائیل کو

فرعون کے ظلم سے خوف میں دیکھا تو ان سے) فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو (سوچ بچار مت کرو بلکہ) اس پر توکل کرو اگر تم (اس کی) اطاعت کرنے والے ہو، انہوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا (بعد اس کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ) اے ہمارے پروردگار! ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافر لوگوں سے نجات دے (یعنی جب تک ہم پر ان کی حکومت مقدر ہے ظلم نہ کرنے پاویں اور پھر ان کی حکومت ہی کے دائرے سے نکال دیجئے)۔ (سورۂ یونس)

ف:- اس سے معلوم ہوا کہ توکل کے ساتھ دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے۔

۱۰- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کام بنانے کے لئے کافی ہے (اور یہ کام بنانا عام ہے، ظاہراً بھی ہو یا صرف باطناً)۔ (الطلاق)

ف:- دیکھئے! توکل پر کیسا عجیب وعدہ فرمایا ہے اور اصلاح باطناً اس وقت تو معلوم نہیں ہوتی مگر بہت جلد سمجھ میں آجاتی ہے۔

۱۱- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: آدمی کی سعادت یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو اس کے لئے مقدر فرمایا ہے اس پر راضی رہے اور آدمی کی محرومی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ سے خیر مانگنا چھوڑ دے اور یہ بھی آدمی کی محرومی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اس کے لئے مقدر فرمایا ہے اس سے ناراض ہو۔ (احمد و ترمذی)

۱۲- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: آدمی کا دل (تعلقات کے) ہر میدان میں شاخ شاخ رہتا ہے، سو جس نے اپنے دل کو ہر شاخ کے پیچھے ڈال دیا، اللہ تعالیٰ پروا بھی نہیں کرتا خواہ وہ کسی میدان میں ہلاک ہو جاوے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ سب

شاخوں میں اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

ف:۔ یعنی اس کو پریشانی اور مشکلیں نہیں ہوتیں، یہ دو حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں۔

۱۳۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (اپنے دل سے) اللہ تعالیٰ ہی کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کی سب ذمے داریوں کی کفالت فرماتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص دُنیا کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کو دُنیا ہی کے حوالے کر دیتا ہے۔ (ابوالشیخ) یہ حدیث ترغیب ترہیب میں ہے۔

۱۴:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ: اُونٹ کو باندھ کر توکل کر۔ (ترمذی)

ف:۔ یعنی توکل میں تدبیر کی ممانعت نہیں، ہاتھ سے تدبیر کرے، دل سے اللہ پر توکل کرے اور اس تدبیر پر بھروسہ نہ کرے۔

۱۵۔ حضرت ابوخزامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: دوا اور جھاڑ پھونک کیا تقدیر کو ٹال دیتی ہے؟ فرمایا: یہ بھی تقدیر ہی میں داخل ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

ف:۔ یعنی یہ بھی تقدیر میں ہے کہ فلاں دوا یا جھاڑ پھونک سے نفع ہو جائے گا، یہ حدیث تخریج عراقی میں ہے۔

نتیجہ:۔ مسلمانو! ان آیتوں اور حدیثوں سے سبق لو، کیسی ہی دُشواری پیش آوے دل تھوڑا مت کرو اور دین میں کچے مت ہو، خدائے تعالیٰ مدد کرے گا، فقط۔

رُوحِ ششم (۶)

دُعا مانگنا

یعنی جس چیز کی ضرورت ہو خواہ وہ دُنیا کا کام ہو یا دِین کا اور خواہ اس میں اپنی بھی کوشش کرنا پڑے اور خواہ اپنی کوشش اور قابو سے باہر ہو، سب خدا تعالیٰ سے مانگا کرے لیکن اتنا خیال ضروری ہے کہ وہ گناہ کی بات نہ ہو، اس میں سب باتیں آگئیں جیسے کوئی کھیتی یا سوداگری کرتا ہے تو محنت اور سامان بھی کرنا چاہئے مگر خدا تعالیٰ سے دُعا بھی مانگنا چاہئے کہ اے اللہ! اس میں برکت فرما اور نقصان سے بچا، یا کوئی دُشمن ستاوے خواہ دُنیا کا دُشمن، خواہ دِین کا دُشمن، تو اس سے بچنے کی تدبیر بھی کرنی چاہئے، خواہ وہ تدبیر اپنے قابو کی ہو خواہ حاکم سے مدد لینا پڑے، مگر اس تدبیر کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دُعا بھی مانگنا چاہئے کہ اے اللہ! اس دُشمن کو زیر کردے یا مثلاً کوئی بیمار ہو تو دوا دارو بھی کرنا چاہئے مگر خدا تعالیٰ سے بھی دُعا مانگنا چاہئے کہ اے اللہ! اس بیماری کو کھودے، یا اپنے پاس کچھ مال ہے تو اس کی حفاظت کا سامان بھی کرنا چاہئے جیسے مضبوط مکان میں مضبوط مضبوط قفل لگا کر رکھنا یا گھر والوں یا نوکروں کے ذریعے سے اس کا پہرہ دینا، دیکھ بھال رکھنا، مگر اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے بھی دُعا مانگنا چاہئے کہ اے اللہ! اس کو چوروں سے محفوظ رکھ! یا مثلاً کوئی مقدمہ کر رکھا ہے یا اس پر کسی نے کر رکھا ہے تو اس کی پیروی بھی کرنا چاہئے، وکیل اور گواہوں کا انتظام بھی کرنا چاہئے مگر اس کے ساتھ خدائے تعالیٰ سے دُعا بھی کرنا چاہئے کہ اے اللہ! اس مقدمے میں مجھ کو فتح دے اور ظالم کے شر سے مجھ کو بچا، یا قرآن اور علم دِین

حاصل کر رہا ہے تو اس میں بھی جی لگا کر پابندی سے محنت بھی کرنا چاہئے مگر اس کے ساتھ دُعا بھی کرنا چاہئے کہ اے اللہ! اس کو آسان کر دے اور میرے ذہن میں اس کو جمادے یا نماز و روزے وغیرہ شروع کیا ہے یا بزرگوں کے بتلانے سے اور عبادتوں میں لگ گیا ہے تو سستی اور نفس کے حیلے بہانے کا مقابلہ کر کے ہمت کے ساتھ اس کو نباہنا چاہئے مگر دُعا بھی کرنا چاہئے کہ اے اللہ! میری مدد کر اور مجھ کو اس کی ہمیشہ توفیق دے اور اس کو قبول فرما۔

یہ نمونے کے طور پر چند مثالیں لکھ دی ہیں، ہر کام اور ہر مصیبت میں اسی طرح جو اپنے کرنے کی تدبیر ہے، وہ بھی کرے اور سب تدبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے خوب عاجزی اور توجہ کے ساتھ عرض بھی کرتا رہے اور جس کام میں تدبیر کا کچھ دخل نہیں، اس میں تو تمام کوشش دُعا ہی میں خرچ کرنا ضرور ہے، جیسے بارش کا ہونا، یا اولاد کا زندہ رہنا، یا کسی بیمار کا لاعلاج بیماری سے اچھا ہو جانا یا نفس و شیطان کا نہ بہکانا، یا وبا اور طاعون سے محفوظ رہنا، یا قابو یافتہ ظالموں کے شر سے بچنا، ان کاموں کا بنانے والا تو بجز خدائے تعالیٰ کے کوئی برائے نام بھی ہیں، اس لئے تدبیر کے کاموں میں جتنا حصہ تدبیر کا ہے ان بے تدبیر کے کاموں میں وہ حصہ تدبیر کا بھی دُعا ہی میں خرچ کرنا چاہئے۔ غرض تدبیر کے کاموں میں تو کچھ تدبیر اور کچھ دُعا ہے اور بے تدبیر کے کاموں میں تدبیر کی جگہ بھی دُعا ہی ہے، تو اس میں زیادہ دُعا ہوئی اور دُعا فقط اس کا نام نہیں کہ دو چار باتیں یاد کرلیں اور نمازوں کے بعد اس کو صرف زبان سے آموختہ کی طرح پڑھ دیا، سو یہ دُعا نہیں ہے محض دُعا کی نقل ہے، دُعا کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواست پیش کرنا ہے، سو جس طرح حاکم کے یہاں درخواست دیتے ہیں کم سے کم دُعا اس طرح تو کرنا چاہئے کہ درخواست دینے کے وقت آنکھیں بھی اسی طرف لگی ہوتی ہیں، دل بھی ہمہ تن اُدھر ہی ہوتا ہے، صورت بھی عاجزوں کی سی بناتے ہیں اگر زبانی کچھ عرض کرنا ہوتا ہے تو کیسے ادب سے گفتگو

کرتے ہیں اور اپنی عرضی منظور ہونے کے لئے پورا زور لگاتے ہیں، اور اس کا یقین دلانے کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ ہم کو آپ سے پوری اُمید ہے کہ ہماری درخواست پر پوری توجہ فرمائی جاوے گی، پھر بھی اگر عرضی کے موافق حکم نہ ہوا اور حاکم عرضی دینے والے کے سامنے افسوس ظاہر کرے کہ تمہاری مرضی کے مطابق تمہارا کام نہ ہوا تو یہ شخص فوراً جواب دیتا ہے کہ: ”حضور! مجھ کو کوئی رنج یا شکایت نہیں ہے، اس معاملے میں قانون ہی سے جان نہ تھی یا میری پیروی میں کمی رہ گئی تھی، حضور نے کچھ کمی نہیں فرمائی“ اور اگر اس حاجت کی آئندہ بھی ضرورت ہو تو کہتا ہے کہ: ”مجھ کو نااُمیدی نہیں، پھر عرض کرتا رہوں گا اور اصلی بات تو یہ ہے کہ مجھ کو حضور کی مہربانی کام سے زیادہ پیاری چیز ہے، کام تو خاص وقت یا محدود درجے کی چیز ہے، حضور کی مہربانی تو عمر بھر کی اور غیر محدود درجے کی دولت اور نعمت ہے“ تو اے مسلمانو! دل میں سوچو کیا تم دُعا مانگنے کے وقت اور دُعا مانگنے کے بعد جب اس کا کوئی ظہور نہ ہو، خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہو؟ سوچو اور شرماؤ! جب یہ برتاؤ نہیں کرتے تو اپنی دُعا کو دُعا یعنی درخواست کس منہ سے کہتے ہو؟ تو واقعہ میں کمی تمہاری ہی طرف سے ہے جس سے وہ دُعا درخواست نہ رہی، اور اس طرف سے تو اتنی رعایت ہے کہ درخواست دینے کا وقت بھی متعین نہیں فرمایا، وقت بے وقت جب چاہو عرض معروض کرلو، نمازوں کے بعد کا وقت بھی تم ہی نے ٹھہرا رکھا ہے، البتہ وہ وقت دُوسرے وقتوں سے زیادہ برکت کا ہے سو اس وقت زیادہ دُعا کرو، باقی اور وقتوں میں بھی اس کا سلسلہ جاری جس وقت جو حاجت یاد آگئی فوراً دل ہی سے یا زبان سے بھی مانگنا شروع کردیا کرو۔ جب دُعا کی حقیقت معلوم ہوگئی تو اس حقیقت کے موافق دُعا مانگو! پھر دیکھو کیسی برکت ہوتی ہے اور برکت کا یہ مطلب نہیں کہ جو مانگوگے وہی مل جائے گا، کبھی تو وہی چیز مل جاتی ہے جیسے کوئی آخرت کی چیزیں مانگے، کیونکہ وہ بندے کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے، البتہ اس میں ایمان اور اطاعت شرط ہے کیونکہ وہاں کی چیزیں قانوناً اس

شخص کو مل سکتی ہیں اور کبھی وہ چیز مانگی ہوئی نہیں ملتی، جیسے کوئی دُنیا کی چیزیں مانگے، کیونکہ وہ بندے کے لئے کبھی بھلائی ہے، کبھی بُرائی۔

جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھلائی ہوتی ہے اس کو مل جاتی ہے اور جب بُرائی ہوتی ہے تو نہیں ملتی، جیسے باپ بچے کو پیسہ مانگنے پر کبھی دے دیتا ہے اور کبھی نہیں دیتا، جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ اس سے ایسی چیز خرید کر کھاوے گا جس سے حکیم نے منع کر رکھا ہے۔ تو برکت کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مانگی ہوئی چیز مل جاوے بلکہ برکت کا مطلب یہ ہے کہ دُعا کرنے سے حق تعالیٰ کی توجہ بندے کی طرف ہو جاتی ہے، اگر وہ چیز بھی کسی مصلحت سے نہ ملے تو دُعا کی برکت سے بندے کے دل میں تسلی اور قوت پیدا ہو جاتی ہے اور پریشانی اور کمزوری جاتی رہتی ہے اور یہ اثر حق تعالیٰ کی اس خاص توجہ کا ہوتا ہے جو دُعا کرنے سے بندے کی طرف حق تعالیٰ کو ہو جاتی ہے، اور یہی توجہ خاص اجابت کا وہ یقینی درجہ ہے جس کا وعدہ حق تعالیٰ کی طرف سے دُعا کرنے والے کے لئے ہوا ہے، اور اس حاجت کا عطا فرما دینا یہ اجابت کا دُوسرا درجہ ہے[1] جس کا وعدہ بلا شرط نہیں، بلکہ اس شرط سے ہے کہ بندے کی مصلحت کے خلاف نہ ہو۔ اور یہی توجہ خاص ہے جس کے سامنے بڑی سے بڑی حاجت اور دولت کوئی چیز نہیں اور یہی توجہ خاص بندے کی اصل پونجی ہے جس سے دُنیا میں بھی اس کو حقیقی اور دائمی راحت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی غیر محدود اور ابدی نعمت اور حلاوت نصیب ہوگی، تو دُعا میں اس برکت کے ہوتے ہوئے دُعا کرنے والے کو خسارہ اور محرومی کا اندیشہ کرنے کی کب گنجائش ہے؟

اب دو چار حدیثیں دُعا کی فضیلت اور آداب میں لکھتا ہوں:۔

---

(۱) جیسے طبیب سے کوئی درخواست کرے کہ میرا علاج مسہل سے کر دیجئے تو اصل منظوری تو علاج شروع کر دینا ہے کہ مسہل دے یا نہ دے، دُوسری منظوری مسہل دینا ہے اس میں یہ شرط ہے کہ مصلحت بھی سمجھے۔

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے کی دُعا قبول ہوتی ہے تاوقتیکہ کسی گناہ یا رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کی دُعا نہ کرے، جب تک کہ جلدی نہ مچاوے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جلدی مچانے کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلدی مچانا یہ ہے کہ یوں کہنے لگے کہ میں نے بار بار دُعا کی مگر قبول ہوتی ہوئی نہیں دیکھا، سو دُعا کرنے سے تھک جاوے اور دُعا کرنا چھوڑ دے۔ (مسلم)

ف:- اس میں تاکید ہے اس بات کی کہ گو قبول نہ ہو مگر برابر کئے جاوے، اس کے متعلق اُوپر بیان آچکا ہے۔

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا تعالیٰ کے نزدیک دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز قدر کی نہیں۔

(ترمذی وابنِ ماجہ)

۳- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دُعا (ہر چیز سے) کام دیتی ہے، ایسی (بلا) سے بھی جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی بلا سے بھی جو کہ ابھی نازل نہیں ہوئی، سو اے بندگانِ خدا! دُعا کو پلّے باندھو۔

(ترمذی واحمد)

۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے دُعا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرتا ہے۔ (ترمذی)

ف:- البتہ جس کو اس کی دُھن اور دھیان سے فرصت نہ ہو وہ اس میں داخل نہیں!

۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دُعا کرو کہ تم قبولیت کا یقین رکھا کرو اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غفلت بھرے دل سے دُعا قبول نہیں کرتا۔ (ترمذی)

ف:- تو دُعا خوب توجہ سے کرنا چاہیے اور اجابت کے دو[1] درجے اُوپر بیان کئے ہیں وہی قبولیت کے بھی ہیں کیونکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں، اور ایک وجہ اس کا عام ہے جو اگلی حدیث میں آتا ہے۔

۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسا مسلمان نہیں جو دُعا کرے جس میں گناہ اور قطع رحم نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ اس دُعا کے سبب اس کو تین چیزوں میں سے ایک ضرور دیتا ہے، یا تو فی الحال وہی مانگی ہوئی چیز دے دیتا ہے اور یا اس کو آخرت کے لئے ذخیرہ کر دیتا ہے اور یا کوئی ایسی ہی بُرائی اس سے ہٹا دیتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس حالت میں تو ہم خوب کثرت سے دُعا کیا کریں گے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کے یہاں اس سے بھی زیادہ (عطا کی) کثرت ہے! (احمد)

ف:- خلاصہ یہ کہ کوئی دُعا خالی نہیں جاتی۔

۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم میں سے ہر شخص کو اپنے رب سے حاجتیں مانگنا چاہئیں (اور ثابت کی روایت میں ہے کہ) یہاں تک کہ اس سے نمک بھی مانگے اور جوتے کا تسمہ ٹوٹ جاوے وہ بھی اس سے مانگے۔ (ترمذی)

ف:- یعنی یہ خیال نہ کرے کہ ایسی حقیر چیز اتنے بڑے سے کیا مانگیں؟ اس کے نزدیک تو بڑی چیز بھی چھوٹی ہی ہے۔

---

(۱) یعنی توجہ خاص جو موعود اور غائب وہی چیز مل جاتا ہے جو غیر موعود ہے۔ ۱۲

رُوح ہفتم ⑦

نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا

تاکہ ان سے اچھی باتیں سنیں، اُن سے اچھی خصلتیں سیکھیں اور جو نیک لوگ گزر گئے ہیں اُن کے اچھے حالات کی کتابیں پڑھ کر یا پڑھوا کر ان کے حالات معلوم کریں کہ یہ بھی ایسا ہی ہے جیسے گویا اُن کے پاس ہی بیٹھ کر ان سے باتیں سن لیں اور اُن سے اچھی خصلتیں سیکھ لیں۔

ف:- چونکہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ دُوسرے انسان کے خیالات اور حالات سے بہت جلد اور بہت قوت کے ساتھ اور بدون کسی خاص کوشش کے اثر قبول کرلیتا ہے، اچھا اثر بھی اور بُرا اثر بھی، اس لئے اچھی صحبت بہت ہی بڑے فائدے کی چیز ہے اور اسی طرح بُری صحبت بڑے نقصان کی چیز ہے، اور اچھی صحبت ایسے شخص کی صحبت ہے جس کو ضرورت کے موافق دین کی باتوں کی واقفیت بھی ہو اور جس کے عقیدے بھی اچھے ہوں، شرک و بدعت اور دُنیا کی رسموں سے بچتا ہو، اعمال بھی اچھے ہوں، نماز روزہ اور ضروری عبادتوں کا پابند ہو، معاملات بھی اچھے ہوں، لین دین صاف ہو، حلال و حرام کی احتیاط ہو، اخلاقِ ظاہری بھی اچھے ہوں، مزاج میں عاجزی ہو، کسی کو بے وجہ تکلیف نہ دیتا ہو، غریبوں، حاجت مندوں کو ذلیل نہ سمجھتا ہو، اخلاقِ باطنی بھی اچھے ہوں، خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کا خوف دل میں رکھتا ہو، دُنیا کا لالچ دل میں نہ رکھتا ہو، دین کے مقابلے میں مال اور راحت اور آبرو کی پروا نہ رکھتا ہو، آخرت کی زندگی کے سامنے دُنیا کی زندگی کو عزیز نہ رکھتا ہو، ہر حال میں صبر و شکر کرتا ہو، جس شخص میں یہ باتیں پائی جاویں اس کی صحبت

اکسیر ہے، اور جس شخص کو ان باتوں کی پوری پہچان نہ ہوسکے، اس کے لئے یہ پہچان ہے کہ اپنے زمانے کے نیک لوگ (جن کو اکثر مسلمان عام طور پر نیک سمجھتے ہوں ایسے نیک لوگ) جس شخص کو اچھا کہتے ہوں، اور دس پانچ بار اس کے پاس بیٹھنے سے بُری باتوں سے دل ہٹنے لگے اور نیک باتوں کی طرف دل جھکنے لگے، بس تم اس کو اچھا سمجھو، اور اس کی صحبت اختیار کرو اور جس شخص میں بُری باتیں دیکھی جاویں بدون کسی سخت مجبوری کے اس سے میل جول مت کرو کہ اس سے دین تو بالکل تباہ ہوجاتا ہے اور بعض دفعہ دُنیا کا بھی نقصان ہوجاتا ہے، کبھی تو جان کا، کہ کسی تکلیف یا پریشانی کا سامنا ہوجاتا ہے اور کبھی مال کا کہ بُری جگہ خرچ ہوگیا یا دھوکے میں آکر کسی کو دے دیا، خواہ محبت کے جوش میں آکر مفت دے دیا، خواہ قرض کے طور پر دے دیا تھا پھر وصول نہ ہوا، اور کبھی آبرو کا کہ بُروں کے ساتھ یہ بھی رُسوا اور بدنام ہوا۔ اور جس شخص میں نہ اچھی علامتیں معلوم ہوں اور نہ بُری علامتیں، اس پر گمان تو نیک رکھو مگر اس کی صحبت اختیار مت کرو۔ غرض تجربے سے نیک صحبت کو دین کے سنورنے میں اور دل کے مضبوط ہونے میں بڑا دخل ہے، اور اسی طرح صحبتِ بد کو دین کے بگڑنے میں اور دل کے کمزور ہونے میں۔ اب چند آیتیں اور حدیثیں صحبتِ نیک کی ترغیب میں اور صحبتِ بد کی مذمت میں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو لوگ (دین کے پکے اور) سچے ہیں، اُن کے ساتھ رہو! (سورۂ توبہ)

ف:۔ ساتھ رہنے میں ظاہری صحبت بھی آگئی اور ان کی راہ پر چلنا بھی آگیا۔

۲۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور (اے مخاطب!) جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات (اور اَحکام) میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں (کے پاس بیٹھنے) سے کنارہ کش ہوجا، یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جاویں اور اگر تجھ کو شیطان بھلادے (یعنی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت یاد نہ رہے) تو (جب یاد

آجائے) یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ (بلکہ فوراً اُٹھ کھڑا ہو، اور اس سے ایک آیت بعد ارشاد ہے) اور (کچھ مجلس تکذیب کی تخصیص نہیں بلکہ) ایسے لوگوں سے کنارہ کش رہ جنھوں نے اپنے (راس) دین کو (جس کا ماننا ان کے ذمے فرض تھا، یعنی اسلام کو) لہو ولعب بنا رکھا ہے......الخ" (سورۂ انعام)

۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ہم جن لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں ان میں سے سب سے اچھا کون شخص ہے؟ (کہ اسی کے پاس بیٹھا کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا شخص (پاس بیٹھنے کے لئے سب سے اچھا ہے) کہ جس کا دیکھنا تم کو اللہ کی یاد دلاوے اور اس کا بولنا تمہارے علم (دین) میں ترقی دے اور اس کا عمل تم کو آخرت کی یاد دلاوے۔ (ابو یعلیٰ)

ف:- میں نے جو اوپر نیک شخص کی علامتیں بیان کی ہیں، اس حدیث شریف میں ان میں سے بعض بڑی علامتیں مذکور ہیں۔

۴- حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید ابو اُمامہؓ کا قول ہو، تب بھی حدیث ہی ہے) کہ: حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے بیٹا! تو علماء کے پاس بیٹھنے کو اپنے ذمے لازم رکھنا اور اہل حکمت کی باتوں کو سنتے رہنا (حکمت، دین کی باریک باتوں کو کہتے جیسے سچے درویش کیا کرتے ہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دل کو نورِ حکمت سے اس طرح زندہ کردیتے ہیں جیسے مردہ زمین کو موسلا دھار پانی سے زندہ کردیتے ہیں۔
(طبرانی فی الکبیر)

۵- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت ایسے لوگوں کے لئے واجب (یعنی ضروری الثبوت) ہوگئی جو میرے ہی علاقے سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو میرے ہی علاقے سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں.....الخ۔
(مالک وابن حبان)

ف:- یہ جو فرمایا "میرے علاقے سے" (مطلب یہ کہ محض دین کے واسطے)۔

۶- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: نیک ہم نشین اور بد ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص مشک لئے ہوئے ہو، (یہ مثال ہے نیک صحبت کی) اور ایک شخص بھٹی کو دھونک رہا ہو، (یہ مثال ہے بد صحبت کی) سو وہ مشک والا یا تجھ کو دے دے گا اور یا (اگر نہ بھی دیا تو) اس سے تجھ کو خوشبو ہی پہنچ جاوے گی، اور بھٹی کا دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلا دے گا (اگر کوئی چنگاری آ پڑی) اور یا (اگر اس سے بچ بھی گیا تو) اس کی گندی بو ہی تجھ کو پہنچ جاوے گی۔ (بخاری و مسلم)

ف:- یعنی نیک صحبت سے اگر کامل نفع نہ ہو تب بھی کچھ تو ضرور ہو جاوے گا، اور بد صحبت سے اگر کامل ضرر نہ ہو تب بھی کچھ تو ضرور ہو جاوے گا۔ (یہ سب حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں)۔

۷- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے: کسی کی صحبت اختیار مت کرو، بجز ایمان والے کے۔

(ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

ف:- اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ کافر کی صحبت میں مت بیٹھو، دوسرا یہ کہ جس کا ایمان کامل نہ ہو اس کے پاس مت بیٹھو، پس پورا قابل صحبت وہ ہے جو مومن ہو خصوص جو مومن کامل ہو، یعنی دین کا پورا پابند ہو۔

۸- حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جو اس دین کا (بڑا) مدار ہے جس سے تم دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو، ایک تو اہل ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑ لو (اور دوسرے) جب تنہا ہوا کرو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو (اور تیسرے) اللہ ہی کے لئے محبت رکھو اور اللہ ہی کے لئے بغض

رکھو...الخ۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

ف:- یہ بات تجربے سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ صحبتِ نیک جڑ ہے تمام دین کی، دین کی حقیقت، دین کی حلاوت، دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں سب سے بڑھ کر ذریعہ ان چیزوں کا صحبتِ نیک ہے۔

۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ: جنت میں یاقوت کے ستون ہیں، ان پر زبرجد کے بالاخانے قائم ہیں، ان میں کھلے ہوئے دروازے ہیں جو تیز چمکدار ستارے کی طرح چمکتے ہیں، لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ان بالاخانوں میں کون رہے گا؟ آپؐ نے فرمایا: جو لوگ اللہ کے لئے (یعنی دین کے لئے) آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے لئے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے لئے آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

(یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں)۔

۱۰- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مشرکین کے ساتھ نہ سکونت کرو اور نہ اُن کے ساتھ یکجائی کرو (یعنی ان کی مجلس میں مت بیٹھو!) جو شخص اُن کے ساتھ سکونت کرے گا یا یکجائی کرے گا وہ اُن ہی میں سے ہے۔ (ترمذی)

یہ حدیث جمع الفوائد سے لی گئی ہے۔ ان سب آیتوں و حدیثوں سے مدعا کے ایک جزو کا ثبوت ہونا ظاہر ہے، یعنی نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا تاکہ ان سے اچھی باتیں سنیں اور ان سے اچھی خصلتیں سیکھیں، اب مدعا کا دوسرا جزو رہ گیا، یعنی جو نیک لوگ گزر گئے ہیں کتابوں سے اُن کے اچھے حالات معلوم کرنا کہ اس سے بھی ویسے ہی فائدے حاصل ہوتے ہیں جیسے ان کے پاس بیٹھنے سے، آگے اس دوسرے جزو کا بیان کرتے ہیں۔

۱۱- ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے (مذکورہ) قصے (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اور حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ اور حضرت صالح علیہ السلام کا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور حضرت لوط علیہ السلام کا اور حضرت شعیب علیہ السلام کا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا، یہ سب قصے) آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں۔ (سورۂ ہود)

ف:- یہ ایک فائدہ ہے نیکوں کے قصوں کے بیان کرنا کہ ان سے دل کو مضبوطی اور تسلی ہوتی ہے کہ جیسے وہ حق پر مضبوط رہے، ہم کو بھی مضبوط رہنا چاہئے۔ اور جس طرح اس مضبوطی کی برکت سے خدائے تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی، اسی طرح اس مضبوطی پر ہماری بھی مدد ہوگی، جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ: ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی (یہاں) دنیاوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور (وہاں) اس روز بھی (مدد کریں گے) جس میں گواہی دینے والے (فرشتے) کھڑے ہوں گے (مراد اس سے قیامت کا دن ہے)۔ (سورۂ مؤمن) اور وہاں کی مدد تو ظاہر ہے کہ حکم ماننے والے ظاہر میں کامیاب ہوں گے اور بے حکمی کرنے والے ناکامیاب ہوں گے، اور یہاں کی مدد کبھی تو اسی طرح کی ہوتی ہے اور کبھی دوسری طرح ہوتی ہے، وہ اس طرح کہ اوّل بے حکموں کو حکم ماننے والوں پر غلبہ ہوگیا، مگر منجانب اللہ کسی وقت ان سے بدلہ ضرور لیا گیا، چنانچہ تاریخ بھی اس کی گواہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) اور ان قصوں سے یوں بھی تسلی ہوتی ہے کہ جیسے دین پر مضبوط رہنے پر آخرت میں وہ بڑھے رہیں گے جس کی خبر کئی قصوں کے بعد اس ارشاد میں دی گئی ہے: یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کے لئے ہے۔ (سورۂ ہود) اسی طرح ہم سے بھی اس بڑھے رہنے کا وعدہ ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ: جو لوگ متقی ہیں ان کافروں سے اعلیٰ درجے (کی حالت) میں ہوں گے۔ (سورۂ بقرہ)

۱۲- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص (ہمیشہ کے

لئے) کوئی طریقہ اختیار کرنے والا ہو اس کو چاہئے کہ ان لوگوں کا طریقہ اختیار کرے جو گزر چکے ہیں کیونکہ زندہ آدمی پر تو پھسل جانے کا بھی شبہ ہے (اس لئے زندہ آدمی کا طریقہ اسی وقت اختیار کیا جاسکتا ہے جب تک وہ راہ پر رہے) یہ لوگ جن کا ہمیشہ کے لئے طریقہ لیا جاسکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ہیں۔ (اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ) جہاں تک ہو سکے ان کے اخلاق و عادات کو سند بناؤ۔

(رزین، جمع الفوائد)

ف:- اور یہ ظاہر ہے کہ صحابہؓ کے اخلاق و عادات کا اختیار کرنا جب ہی ممکن ہے جب ان کے واقعات معلوم ہوں، تو ایسی کتابوں کا پڑھنا سننا ضروری ٹھہرا۔

۱۳- جس طرح قرآن مجید میں حضرات انبیاء و علماء و اولیاء کے قصے بہ مصلحت ان کی پیروی کرنے کے مذکور ہیں (جو اس ارشاد میں مذکور ہے: "فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ") اسی طرح حدیثوں میں ان مقبولین کے قصے بکثرت مذکور ہیں، چنانچہ حدیث کی اکثر کتابوں میں "کتاب القصص" ایک مستقل حصہ قرار دیا گیا ہے، اس سے بھی ایسے قصوں کا مفید اور قابلِ استغال ہونا ثابت ہوتا ہے، اسی وجہ سے بزرگوں نے ہمیشہ ایسے قصوں کی کتابیں لکھنے کا اہتمام رکھا ہے۔

اب میں ایسی چند کتابوں کے نام بتلاتا ہوں کہ ان کو پڑھا کریں یا سنا کریں، اگر سنانے والا عالم مل جائے تو سبحان اللہ! ورنہ جو مل جاوے۔

۱- تاریخ حبیب الہٰ، ۲- نشر الطیب، ۳- مغازی الرسول، ۴- قصص الانبیاء، ۵- مجموعہ فتوح الشام والمصر والعجم، ۶- فتوح العراق، ۷- فتوحات بہنسا، ۸- فردوس آسیہ، ۹- حکایات الصالحین، ۱۰- تذکرۃ الاولیاء، ۱۱- انوار المحسنین، ۱۲- نزہۃ البساتین، ۱۳- امداد المشتاق، ۱۴- نیک بیبیاں۔

نوٹ:- ان میں نمبر ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ میں بعض مضامین اور نمبر ۱۴ کا حصہ ملفوظات عام لوگوں کی سمجھ میں شاید نہ آویں، وہ ان سے اپنا ذہن خالی رکھیں۔

(اشرف علی عفی عنہ تھانوی)

روح ہشتم[1] ⑧

سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

جو شعر ہذا کا مصداق ہے ۔

فتوح فی فتوح فی فتوح
وروح فوق روح فوق روح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کو اپنے دل میں جمانا جس سے آپ کی محبت بھی بڑھے اور جس سے ان عادات کو اختیار کرنے کا بھی شوق ہو، اب چند آیتیں اور حدیثیں اس باب کی لکھتا ہوں۔

۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور بے شک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں۔ (سورۂ نون)

۲۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: (اے لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں جن کو تمہاری (سب کی) مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں، (بالخصوص) ایمان داروں کے ساتھ (تو) بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔ (سورۂ توبہ)

۳۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے، سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں (اور زبان سے نہیں فرماتے کہ اٹھ کر چلے جاؤ) اور اللہ تعالیٰ صاف

---

(۱) اور یہ مضمون اگرچہ روح ہفتم کے دوسرے حصے کا تتمہ ہے، مگر ایک تو وہ حصہ خود ہی مستقل تھا، دوسرے یہ تتمہ بوجہ شاندار ہونے کے مثل مستقل کے ہے، اس لئے اس کو جداگانہ نمبر بنایا گیا۔ ۱۲

بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتے۔ (سورۂ احزاب)

ف:- کیا انتہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مروّت کی کہ اپنے غلاموں کو بھی یہ فرماتے ہوئے شرماتے تھے کہ: اب اپنے کاموں میں لگو اور یہ لحاظ اپنے ذاتی معاملات میں تھا، اور احکام الٰہی کی تبلیغ میں نہ تھا، یہ آیتیں تھیں۔ آگے حدیثیں ہیں۔

۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی، آپ نے کبھی مجھ کو اُف بھی نہ کہا، اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ: فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا؟ (بخاری و مسلم)

ف:- ہر وقت کے خادم کو دس برس کے عرصے تک ''ہوں'' سے ''ہاں'' نہ فرمانا یہ معمولی بات نہیں، کیا اتنے عرصے تک کوئی بات بھی خلاف مزاج لطیف نہ ہوئی ہوگی؟

۲- ان ہی سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر خوش خلق تھے، آپؐ نے مجھ کو ایک دن کسی کام کے لئے بھیجا، میں نے کہا: میں تو نہیں جاتا اور دل میں یہ تھا کہ جہاں حکم دیا ہے وہاں جاؤں گا (یہ بچپن کا اثر تھا)، میں وہاں سے چلا تو بازار میں چند کھیلنے والے لڑکوں پر گزرا، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے (آکر) میری گردن پکڑ لی، میں نے آپؐ کو دیکھا تو آپؐ ہنس رہے تھے، آپؐ نے فرمایا: تم تو جہاں میں نے کہا تھا جا رہے ہو، میں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! میں جا رہا ہوں۔ (مسلم)

۳- ان ہی سے روایت ہے کہ: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور آپؐ کے بدن پر ایک نجران کا بنا ہوا موٹی کنی کا چادرہ تھا، آپؐ کو ایک بدوی ملا اور اس نے آپؐ کو چادرہ پکڑ کر بڑی زور سے کھینچا اور آپؐ اس کے سینے کے قریب جا پہنچے، پھر کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لئے بھی اللہ کے اس مال میں سے دینے کا حکم دو جو تمہارے پاس ہے، آپؐ نے اس کی طرف التفات فرمایا، پھر

بغیے، پھر اس کے لئے عطا فرمانے کا حکم دیا۔ (بخاری و مسلم)

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپؐ نے یہ فرمایا ہو کہ نہیں دیتا، (اگر ہوا دے دیا، ورنہ اس وقت معذرت اور دُوسرے وقت کے لئے وعدہ فرمالیا)۔ (بخاری و مسلم)

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکریاں مانگیں جو (آپؐ ہی کی تھیں، اور) دو پہاڑوں کے درمیان پھر رہی تھیں، آپؐ نے اس کو سب دے دیں، وہ اپنی قوم میں آیا اور کہنے لگا: اے قوم! مسلمان ہو جاؤ، واللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوب دیتے ہیں کہ خالی ہاتھ رہ جانے سے بھی اندیشہ نہیں کرتے۔ (مسلم)

۶۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے جبکہ آپ مقام حنین سے واپس ہو رہے تھے، آپؐ کو بدوی لوگ لپٹ گئے اور آپؐ سے مانگ رہے تھے، یہاں تک کہ آپؐ کو ایک ببول کے درخت سے اَڑا دیا اور آپؐ کا چادرہ بھی چھین لیا، آپؐ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میرا چادرہ تو دے دو! اگر میرے پاس ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی اُونٹ ہوتے تو میں سب تم میں تقسیم کر دیتا، پھر تم مجھ کو نہ بخیل پاؤ گے، نہ جھوٹا، نہ تھوڑے دل کا۔ (بخاری)

۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ چکتے، مدینے (والوں) کے غلام اپنے برتن لاتے جن میں پانی ہوتا تھا، سو جو برتن بھی پیش کرتے، آپؐ (برکت کے لئے) اس میں اپنا دستِ مبارک ڈال دیتے، بعض اوقات سردی کی صبح ہوتی، جب بھی اپنا دستِ مبارک اس میں ڈال دیتے۔ (مسلم)

۸۔ ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مزاج نہ تھے اور نہ کوسنا دینے والے تھے، کوئی بات عتاب کی ہوتی تو یوں فرماتے: فلانے شخص کو کیا

ہو گیا اس پیشانی کو خاک لگ جاوے (جس سے کوئی تکلیف ہی نہیں، خصوص اگر سجدے میں لگ جاوے تب تو یہ دُعا ہے نمازی ہونے کی اور نماز میں خاصیت ہے بُری باتوں سے روکنے کی، تو یہ اصلاح کی دُعا ہوئی)۔
(بخاری)

۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر شرمگین تھے کہ کنواری لڑکی جیسے اپنے پردے میں ہوتی ہے، اس سے بھی زیادہ، سو جب کوئی بات ناگوار دیکھتے تو (شرم کے سبب زبان سے نہ فرماتے مگر) ہم لوگ اس کا اثر آپ کے چہرۂ مبارک میں دیکھتے تھے۔
(بخاری ومسلم)

۱۰- حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ: اپنے گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے (جس کی مثالیں اگلی حدیث میں آتی ہیں)۔
(بخاری)

۱۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے اور اپنا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کر لیتے تھے جس طرح تم میں معمولی آدمی اپنے گھر میں کام کر لیتا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی کہا کہ: آپ من جملہ بشر کے ایک بشر تھے، (گھر کے اندر مخدوم اور ممتاز ہو کر نہ رہتے تھے) اپنے کپڑے میں جوئیں دیکھ لیتے تھے (کہ شاید کسی کی چڑھ گئی ہو، کیونکہ آپ اس سے پاک تھے) اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے، (یہ مثالیں ہیں گھر کے کام کی، کیونکہ رواج میں یہ کام گھر والوں کے کرنے کے ہوتے ہیں) اور اپنا (ذاتی) کام بھی کر لیتے تھے۔
(ترمذی)

۱۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مارا اور نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو، ہاں راہِ خدا میں جہاد اس سے مستثنیٰ ہے، (مراد وہ مارنا ہے جیسے غصے کے جوش میں عادت

ہے) اور آپؐ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی جس میں آپؐ نے اس تکلیف پہنچانے والے سے انتقام لیا ہو، البتہ اگر کوئی شخص اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرتا تو اس وقت آپ اللہ کے لئے اس سے انتقام لیتے تھے۔ (مسلم)

۱۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آٹھ برس کا تھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگیا تھا، اور دس برس تک میں نے آپ کی خدمت کی، میرے ہاتھوں کوئی نقصان بھی ہوگیا تو آپ نے کبھی ملامت نہیں کی، اگر آپ کے گھر والوں میں سے کسی نے ملامت بھی کی تو آپ فرماتے: جانے دو، اگر کوئی (دوسری) بات مقدر ہوتی تو وہی ہوتی۔ (مصابیح بلفظہ وبیہقی مع تغیر یسیر)

۱۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتے تھے کہ آپؐ مریض کی بیمار پُرسی فرماتے تھے اور جنازے کے ساتھ جاتے تھے.....الخ۔ (ابن ماجہ وبیہقی)

۱۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں سے خود نہ نکالتے تھے یہاں تک کہ وہی اپنا ہاتھ نکال لیتا تھا اور نہ اپنا منہ اس کے منہ کی طرف سے پھیرتے تھے، یہاں تک کہ وہ ہی اپنا منہ آپ کی طرف سے پھیر لیتا تھا، اور آپ کبھی اپنے پاس بیٹھنے والے کے سامنے اپنے زانو کو بڑھائے ہوئے نہیں دیکھے گئے (بلکہ صف میں سب کے برابر بیٹھتے تھے۔ ایک مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ زانو سے مراد پاؤں ہو، یعنی آپ کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاتے تھے)۔ (ترمذی)

۱۶ و ۱۷- شمائل ترمذی، باب تواضع و باب خلق میں دو لمبی حدیثیں ہیں، ان میں سے بعضے جملے نقل کرتا ہوں۔ حضرت حسینؓ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مکان میں تشریف لے جاتے تو مکان میں رہنے کے وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے، ایک حصہ اللہ جل شانہ کی

عبادت کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے (حقوق ادا کرنے کے) لئے اور ایک حصہ اپنی ذاتِ خاص کے لئے، پھر اپنے حصے کو اپنے اور لوگوں کے درمیان اس طرح تقسیم فرماتے کہ اس حصے (کے برکات) کو اپنے خاص اصحاب کے ذریعے سے عام لوگوں تک پہنچاتے (یعنی اس حصے میں خاص حضرات کو استفادے کے لئے اجازت تھی، پھر وہ عام لوگوں تک ان علوم کو پہنچاتے) اور اس مذکورہ حصہ اُمت میں آپ کی عادت یہ تھی کہ اہلِ فضل (یعنی اہلِ علم وعمل) کو (حاضری) کی اجازت دینے میں دُوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور اس وقت کو ان پر بقدر ان کی دینی فضیلت کے تقسیم کرتے تھے کیونکہ کسی کو ایک ضرورت ہوئی، کسی کو دو ضرورتیں ہوئیں، کسی کو کئی ضرورتیں، آپ (اسی نسبت سے) ان کے ساتھ مشغول ہوتے اور ان کو بھی ایسے کام میں مشغول رکھتے جس میں ان کی اور اُمت کی مصلحت ہو، جیسے مسئلہ پوچھنا اور مناسب حالات کی اطلاع دینا اور آپ کے سب طالب ہوکر آتے، اور (علاوہ علمی فوائد کے) کچھ کھا پی کر واپس جاتے اور دین کے ہادی بن کر نکلتے، (یہ رنگ تھا مجلسِ خاص کا)۔ پھر میں نے اپنے باپ سے آپ کے باہر تشریف لانے کی بابت پوچھا، (انہوں نے اس کی تفصیل بیان کی جس کو میں ان ہی کی دُوسری حدیث سے نقل کرتا ہوں) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت کشادہ رو، نرم خو، نرم مزاج تھے، آپ کے سامنے لوگ آپس میں جھگڑتے نہ تھے اور جب آپ کے رُوبرو کوئی بات کرتا، اس کے فارغ ہونے تک آپ خاموش رہتے اور آپ پردیسی آدمی کی گفتگو اور سوال میں بے تمیزی کرنے پر تحمل فرماتے تھے اور کسی کی بات نہیں کاٹتے تھے، یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا، تب اس کو کاٹ دیتے، خواہ منع فرما کر یا اُٹھ کر چلے جانے سے (یہ رنگ تھا مجلسِ عام کا)، یہ برتاؤ تو اپنے تعلق والوں سے تھا، اور مخالفین کے ساتھ جو برتاؤ تھا اس کا بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔

۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی موقع پر آپ صلی

اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! مشرکین پر بددعا کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کوسنے والا کر کے نہیں بھیجا گیا، میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم)

ف:- اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت دشمنوں کے لئے بھی دعائے خیر ہی کرنے کی تھی اور کبھی کبھار اپنے مالک حقیقی سے فریاد کے طور پر کچھ کہہ دینا کہ ان کی شرارت سے آپ کی حفاظت فرمادے، یہ اور بات ہے۔

۱۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبا قصہ طائف کا منقول ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفار کے ہاتھ سے اس قدر اذیت پہنچی جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ اُحد کی تکلیف سے بھی زیادہ سخت فرمایا ہے، اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو پہاڑوں کے فرشتے سے ملایا اور اس نے آپ کو سلام کیا اور عرض کیا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ مجھ کو حکم دیں، اگر آپ چاہیں تو میں دونوں پہاڑوں کو ان لوگوں پر لا ملاؤں (جس میں یہ سب پس جاویں)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ میں اُمید کرتا ہوں کہ (شاید) اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کر دے جو صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ (بخاری ومسلم)

ف:- دیکھئے! اگر اس وقت ہاتھ سے بدلہ لینے کا موقع نہ تھا تو زبان سے کہنا تو آسان تھا، خصوص جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ یقین بھی دلایا گیا کہ زبان ہلاتے ہی سب تہس نہس کر دیئے جائیں گے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی شفقت ہی سے کام لیا، یہ برتاؤ ان مخالفین سے تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدِمقابل تھے، بعضے مخالفین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعایا تھے جن پر باضابطہ بھی قدرت تھی، ان کے ساتھ بھی برتاؤ سنئے۔

۴۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبا قصہ منقول ہے جس میں کسی یہودی کا جو کہ مسلمانوں کی رعیت ہو کر مدینہ میں آباد تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے کچھ قرض تھا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار اس قدر تنگ کیا کہ ظہر سے اگلے دن صبح تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد سے گھر بھی نہیں جانے دیا، لوگوں کے دھمکانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھ کو معاہد اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی قصے میں ہے کہ جب دن چڑھا تو یہودی نے کہا: "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" اور یہ بھی کہا کہ میں نے یہ سب اس لئے کیا تھا کہ آپ کی صفت جو توراۃ میں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ کے بیٹے ہیں آپ کی پیدائش مکہ میں ہے اور ہجرت کا مقام مدینہ ہے اور سلطنت شام میں ہوگی (چنانچہ بعد میں ہوئی)، اور آپ نہ سخت خو ہیں، نہ دُرشت مزاج، نہ بازاروں میں شور وغل کرنے والے ہیں، اور نہ بے حیائی کا کام، نہ بے حیائی کی بات آپ کی وضع ہے، مجھ کو اس کا دیکھنا تھا (کہ دیکھوں آپ وہی ہیں یا نہیں؟ سو دیکھ لیا، آپ وہی ہیں)"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" ۔ (بیہقی) بجز دو حدیثوں کے جن میں شمائل کا نام ہے، باقی سب حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں۔

مشورہ:- اگر ان ہی تھوڑی سی حدیثوں کو روز مرہ ایک ہی بار پڑھ لیا کرو، سن لیا کرو، تو پھر دیکھ لوگے تم کیسی جلدی کیسے اچھے ہو جاؤ گے۔

روح نہم ⑨

مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھ کر ادا کرنا

(آیت نمبرا) فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ: ایمان والے (سب آپس میں ایک دوسرے کے) بھائی بھائی ہیں۔ (آگے فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے۔ (آگے ارشاد ہے) اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے۔ (یعنی جس سے دوسرے کی تحقیر ہو، آگے فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو! کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں، اور (کسی کے عیب کا) سراغ مت لگایا کرو، اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔

حدیث ا- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کو (بلاوجہ) بُرا بھلا کہنا بڑا گناہ ہے اور ان سے (بلاوجہ) لڑنا (قریب) کفر (کے) ہے۔ (بخاری ومسلم)

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص (لوگوں کے عیوب پر نظر کرکے اور اپنے کو عیوب سے بَری سمجھ کر بطور شکایت کے) یوں کہے کہ لوگ برباد ہوگئے، تو یہ شخص سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہے (کہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتا ہے)۔ (مسلم)

۳- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: چغل خور (قانوناً بدون سزا) جنت میں نہ جاوے گا۔ (بخاری ومسلم)

۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کے روز سب سے بدتر (حالت میں) اس شخص کو پاؤ گے جو دو رُویہ ہو، یعنی جو ایسا ہو کہ اِن کے منہ پر اِن جیسا، اُن کے منہ پر اُن جیسا۔
(بخاری و مسلم)

۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ خوب جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) اپنے بھائی (مسلمان) کا ایسے طور پر ذکر کرنا کہ (اگر اس کو خبر ہو تو) اس کو ناگوار ہو، عرض کیا گیا کہ: یہ بتلایئے کہ اگر میرے (اس) بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں (یعنی اگر میں سچی بُرائی کرتا ہوں)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس میں وہ بات ہے جو تو کہتا ہے، تب تو تو نے اس کی غیبت کی، اور اگر وہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔
(مسلم)

۶- حضرت سفیان بن اسد حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ: بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی (مسلمان) کو کوئی ایسی بات کہے کہ وہ اس میں تجھ کو سچا سمجھ رہا ہے اور تو اس میں جھوٹ کہہ رہا ہے۔
(ابوداؤد)

۷- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی گناہ سے عار دلاوے اس کو موت نہ آوے گی جب تک کہ وہ خود اس گناہ کو نہ کرے گا (یعنی عار دلانے کا یہ وبال ہے، اگر کسی خاص وجہ سے ظہور نہ ہو اور بات ہے، اور خیر خواہی سے نصیحت کرنے کا کچھ ڈر نہیں)۔
(ترمذی)

۸- حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ: اپنے بھائی (مسلمان) کی (کسی دنیوی یا دینی بُری) حالت پر خوشی مت ظاہر کر، کبھی اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمادے اور تجھ کو مبتلا کردے۔ (ترمذی)

۹- حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگانِ خدا میں سے سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں پہنچاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلوادیتے ہیں .....الخ۔ (احمد وبیہقی)

۱۰- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے بھائی (مسلمان) سے نہ (خواہ مخواہ) بحث کیا کر، اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کر (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اُس سے کوئی ایسا وعدہ کر جس کو تو نہ پورا کرے۔ (ترمذی)

ف:- البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کرسکے تو معذور ہے، چنانچہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ: کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت وعدہ پورا کرنے کی نیت تھی مگر وعدہ پورا نہیں کرسکا اور (اگر آنے کا وعدہ تھا تو) وقت پر نہ آسکا (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہوگیا) تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔ (ابوداؤد وترمذی)

۱۱- عیاض مجاشعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ سب آدمی تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے، اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے، (کیونکہ فخر اور ظلم تکبر ہی سے ہوتا ہے)۔ (مسلم)

۱۲- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری ومسلم)

۱۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بیوہ اور غریبوں کے کاموں میں سعی کرے وہ (ثواب میں) اس شخص کے مثل ہے جو جہاد میں سعی کرے۔ (بخاری و مسلم)

۱۴- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں اور وہ شخص جو کسی یتیم کو اپنے ذمے رکھ لے، خواہ وہ یتیم اس کا (کچھ لگتا) ہو اور خواہ غیر کا ہو، ہم دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی اُنگلی اور بیچ کی اُنگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں میں تھوڑا سا فرق بھی کر دیا (کیونکہ نبی اور غیر نبی میں فرق تو ضروری ہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں رہنا کیا تھوڑی بات ہے)۔ (بخاری)

۱۵- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم مسلمانوں کو باہمی ہمدردی اور باہمی محبت اور باہمی شفقت میں ایسا دیکھو گے جیسے (جاندار) بدن ہوتا ہے کہ جب اس کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو تمام بدن بدخوابی اور بیماری میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۶- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل آتا یا صاحب حاجت آتا تو آپ (صحابہؓ سے) فرماتے کہ: تم سفارش کر دیا کرو، تم کو ثواب ملے گا، اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے حکم دے دے (یعنی میری زبان سے وہی نکلے گا جو اللہ تعالیٰ کو دلوانا ہوگا، مگر تم کو مفت کا ثواب مل جاوے گا، اور یہ اس وقت ہے جب جس سے سفارش کی جاوے اس کو گرانی نہ ہو، جیسا یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا)۔ (بخاری و مسلم)

۱۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: اپنے بھائی (مسلمان) کی مدد کر، خواہ وہ ظالم ہو خواہ وہ مظلوم ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مظلوم

ہونے کی حالت میں تو مدد کروں مگر ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو ظلم سے روک دے، یہی تمہاری مدد کرنا ہے اس ظالم کی۔ (بخاری و مسلم)

۱۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ کسی مصیبت میں اس کا ساتھ چھوڑ دے، اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت میں رہتا ہے، اور جو شخص کسی مسلمان کی کوئی سختی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں میں سے اس کی سختی دور کرے گا، اور جو کچھ کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یہ فرمایا: آدمی کے لئے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں، اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز اور نہ اس کے مال کا نقصان کرنا اور نہ اس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا (مثلاً اس کا عیب کھولنا، اس کی غیبت کرنا وغیرہ)۔ (مسلم)

۲۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، کوئی بندہ (پورا) ایماندار نہیں بنتا یہاں تک کہ اپنے بھائی (مسلمان) کے لئے وہی بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ شخص جنت میں نہ جاوے گا جس کا پڑوسی اس کے خطرات سے مطمئن

نہ ہو (یعنی اس سے اندیشہ ضرر کا لگا رہے)۔ (مسلم)

۲۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور بُرے کام سے منع نہ کرے (کیونکہ یہ بھی مسلمان کا حق ہے کہ موقع پر اس کو دین کی باتیں جتلا دیا کرے، مگر نرمی اور تہذیب سے)۔ (ترمذی)

۲۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس کی حمایت پر قادر ہو اور اس کی حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دُنیا اور آخرت میں اس کی حمایت ضرور فرمائے گا اور اگر اس کی حمایت نہ کی، حالانکہ وہ اس کی حمایت پر قادر تھا، تو دُنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرمائے گا۔ (شرح السنہ)

۲۴- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (کسی کا) کوئی عیب دیکھے، پھر اس کو چھپالے (یعنی دُوسروں سے ظاہر نہ کرے) وہ (ثواب میں) ایسا ہوگا جیسے کسی نے زندہ درگور لڑکی کی جان بچالی (کہ قبر سے اس کو زندہ نکال لیا)۔ (احمد و ترمذی)

۲۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم میں ہر ایک شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے، پس اگر اس (اپنے بھائی) میں کوئی گندی بات دیکھے تو اس سے (اس طرح) دُور کردے (جیسے آئینہ داغ دھبّہ چہرے کا اس طرح صاف کردیتا ہے کہ صرف عیب والے پر تو ظاہر کردیتا ہے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا، اسی طرح اس شخص کو چاہئے کہ اس کے عیب کی خفیہ طور پر اصلاح کردے، فضیحت نہ کرے)۔ (ترمذی)

۲۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ: لوگوں کو ان کے مرتبے پر رکھو! (یعنی ہر شخص سے اس کے مرتبے کے موافق برتاؤ کرو، سب کو ایک لکڑی سے مت ہانکو)۔ (ابوداؤد)

۲۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: وہ شخص (پورا) ایمان دار نہیں جو خود اپنا پیٹ بھر لے اور اس کا پڑوسی اس کے برابر میں بھوکا رہے۔ (بیہقی)

۲۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مومن اُلفت (اور لگاؤ) کا محل اور خانہ ہے اور اس شخص میں خیر نہیں جو کسی سے نہ خود اُلفت رکھے اور نہ اس سے کوئی اُلفت رکھے (یعنی سب سے روکھا اور الگ رہے، کسی سے میل ہی نہ ہو، باقی دین کی حفاظت کے لئے کسی سے تعلق نہ رکھنا یا کم رکھنا وہ اس سے مستثنیٰ ہے)۔ (احمد و بیہقی)

۲۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری اُمت میں سے کسی کی حاجت پوری کرے صرف اس نیت سے کہ اس کو مسرور (اور خوش) کرے، سو اس شخص نے مجھ کو مسرور کیا اور جس نے مجھ کو مسرور کیا اُس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمادے گا۔ (بیہقی)

۳۰- نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی پریشان حال کی امداد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ۷۳ مغفرت لکھے گا جن میں ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لئے کافی ہے اور ۷۲ مغفرت قیامت کے دن اس کے لئے درجات ہو جاویں گے۔ (بیہقی)

۳۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کے لئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی پاکیزہ ہے، تو

نے جنت میں اپنا مقام بنالیا ہے۔ (ترمذی)

۴۲- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کسی شخص کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کردے، اس طرح سے کہ دونوں ملیں اور یہ اِدھر کو منہ پھیر لے اور وہ اُدھر کو منہ پھیر لے اور ان دونوں میں اچھا وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔ (بخاری و مسلم)

۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے کو بدگمانی سے بچاؤ کہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے، اور کسی کی مخفی حالت کی کریدمت کرو، نہ اچھی حالت کی نہ بُری حالت کی اور نہ دھوکا دینے کو کسی چیز کے دام بڑھاؤ اور نہ آپس میں حسد کرو، نہ بغض رکھو، اور نہ پیٹھ پیچھے غیبت کرو، اور اے اللہ کے بندو! سب بھائی بھائی ہوکر رہو۔ اور ایک روایت میں ہے: نہ ایک دُوسرے پر رشک کرو۔ (بخاری و مسلم)

۴۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں (اس وقت ان ہی چھ کے ذکر کا موقع تھا)۔

عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

۱- جب اس سے ملنا ہو تو اس کو سلام کر۔

۲- اور جب وہ تجھ کو بلاوے تو قبول کر۔

۳- اور جب وہ تجھ سے خیرخواہی چاہے اس کی خیرخواہی کر۔

۴- اور جب چھینک لے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہہ۔

۵- اور جب بیمار ہوجاوے اس کی عیادت کر۔

۶- اور جب مرجاوے اس کے جنازے کے ساتھ جا۔ (مسلم)

۳۵۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچاوے، اس کے ساتھ فریب کرے۔ (ترمذی) (یہ سب حدیثیں مشکوۃ میں ہیں)۔

یہ تو عام مسلمانوں کے کثیر الوقوع حقوق ہیں اور خاص اسباب سے اور خاص حالات سے خاص حقوق بھی ہیں جن کو میں نے بقدر ضرورت رسالہ حقوق الاسلام میں لکھ دیا ہے، سب کے ادا کی خوب کوشش رکھو کیونکہ اس میں بہت بے پروائی ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ (آمین)

روح دہم ⑩

اپنی جان کے حقوق ادا کرنا

جس کی وجہ یہ ہے ہماری جان بھی اللہ تعالیٰ کی ملک ہے جو ہم کو بطور امانت دے رکھی ہے، اس لئے اس کے حکم کے موافق اس کی حفاظت ہمارے ذمے ہے، اور اس کی حفاظت ایک یہ ہے کہ اس کی صحت کی حفاظت کرے، دوسرے اس کی قوت کی حفاظت کرے، تیسرے اس کی جمعیت کی حفاظت کرے، یعنی اپنے اختیار سے کوئی ایسا کام نہ کرے جس میں جان میں پریشانی پیدا ہو جاوے، کیونکہ ان چیزوں میں خلل آجانے سے دین کے کاموں کی ہمت نہیں رہتی، نیز دوسرے حاجت مندوں کی خدمت اور امداد نہیں کر سکتا، نیز کبھی کبھی ناشکری اور بے صبری سے ایمان کھو بیٹھتا ہے، اس بارے میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

آیت نمبر ا- اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول نعمتوں کے شمار میں ارشاد فرمایا: جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے۔ (الشعراء)

ف:- اس سے صحت کا مطلوب ہونا صاف معلوم ہوتا ہے۔

۲- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور ان (دشمنوں) کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے قوت تیار رکھو۔ (الانفال)

ف:- اس میں قوت کی حفاظت کا حکم ہے، مسلم بن عقبہ بن عامر کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر تیراندازی کے ساتھ منقول ہے، اور اس کو قوت اس لئے فرمایا کہ اس سے دین اور دل میں بھی مضبوطی ہوتی ہے

اور اس میں دوڑنا بھاگنا پڑتا ہے تو بدن میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور یہ اس زمانے کا ہتھیار تھا، اس زمانے میں جو ہتھیار ہیں وہ تیر کے حکم میں ہیں اور اس مضمون کا بقیہ حدیث نمبر ۱۳ کے ذیل میں آئے گا۔

۳- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور (مال کو) بے موقع مت اُڑانا۔ (بنی اسرائیل:۲۶)

ف:- مال کی تنگی سے جان میں پریشانی ہوتی ہے، اس پریشانی سے بچنے کا حکم دیا گیا اور جن اُمور سے اس سے بھی زیادہ پریشانی ہو جائے ان سے بچنے کا تو اور زیادہ حکم ہوگا اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔ آگے حدیثیں ہیں۔

۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شب بیداری اور نفل روزے میں زیادتی کی ممانعت میں) فرمایا کہ: تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری ومسلم)

ف:- مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہو جائے گی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی۔

۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کے بارے میں کثرت سے لوگ ٹوٹے رہتے ہیں (یعنی ان سے کام نہیں لیتے جس سے دینی نفع ہو) ایک صحت، دوسرے بے فکری۔ (بخاری)

ف:- اس سے صحت اور بے فکری کا ایسی نعمت ہونا معلوم ہوا کہ ان سے دین میں مدد ملتی ہے، اور بے فکری اس وقت ہوتی ہے کہ کافی مال پاس ہو اور کوئی پریشانی بھی نہ ہو، تو اس سے افلاس اور پریشانی سے بچے رہنے کی کوشش کرنے کا مطلوب ہونا بھی معلوم ہوا۔

۳- حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو (اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو)

جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (غنیمت سمجھو) اور صحت کو بیماری سے پہلے اور مالداری کو افلاس سے پہلے اور بے فکری کو پریشانی سے پہلے اور زندگی کو مرنے سے پہلے۔ (ترمذی)

ف:- معلوم ہوا کہ جوانی میں جو صحت و قوت ہوتی ہے، وہ اور بے فکری اور مالی گنجائش بڑی نعمتیں ہیں۔

۴- حضرت عبید اللہ بن محصن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں اس حالت میں صبح کرے کہ اپنی جان میں (پریشانی سے) امن میں ہو اور اپنے بدن میں (بیماری سے) عافیت میں ہو اور اس کے پاس اُس دن کے کھانے کو ہو (جس سے بھوکا رہنے کا اندیشہ نہ ہو) تو یوں سمجھو کہ اُس کے لئے ساری دُنیا سمیٹ کر دے دی گئی۔ (ترمذی)

ف:- اس سے بھی صحت اور امن و عافیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔

۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص حلال دُنیا کو اس لئے طلب کرے کہ مانگنے سے بچا رہے، اور اپنے اہل و عیال کے (ادائے حقوق کے) لئے کمایا کرے اور اپنے پڑوسی پر توجہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند جیسا ہوگا..... الخ۔ (بیہقی و ابونعیم)

ف:- معلوم ہوا کہ کسبِ مال کی بقدرِ ضرورت دین بچانے کے لئے اور ادائے حقوق کے لئے بڑی فضیلت ہے، اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔

۶- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: دُنیا کی بے رغبتی (جس کا حکم ہے) نہ حلال کو حرام کرنے سے ہے اور نہ مال کے ضائع کرنے سے..... الخ۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

ف:- اس حدیث میں صاف بُرائی ہے مال کے برباد کرنے کی، کیونکہ اس سے جمعیت جاتی رہتی ہے۔

۷- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اُتاریں اور ہر بیماری کے لئے دوا بھی بنائی، سو تم دوا کیا کرو اور حرام چیز سے دوا مت کرو۔ (ابوداؤد)

ف:- اس میں صاف حکم ہے تحصیلِ صحت کا۔

۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: معدہ بدن کا حوض ہے، اور رگیں اس کے پاس (غذا حاصل کرنے) آتی ہیں، سو اگر معدہ دُرست ہوا تو وہ رگیں صحت لے کر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہوا تو رگیں بیماری لے کر جاتی ہیں۔ (شعب الایمان وبیہقی)

ف:- اس میں معدے کی خاص رعایت کا ارشاد ہے۔

۹- حضرت اُمّ منذر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یہ (کھجور) مت کھاؤ! تم کو نقاہت ہے، پھر میں نے چقندر اور جو تیار کیا، آپؐ نے فرمایا: اے علی! اس میں سے لے لو وہ تمہارے موافق ہے۔ (احمد وترمذی وابن ماجہ)

ف:- اس حدیث سے بد پرہیزی کی ممانعت معلوم ہوئی کہ مضرِ صحت ہے۔

۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا فرماتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بھوک سے، وہ بھوک بُری ہم خواب ہے.... الخ۔ (ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ)

ف:- "مرقاۃ" میں "طیبی" سے، پناہ مانگنے کا سبب نقل کیا ہے کہ اس سے قویٰ ضعیف ہوجاتے ہیں اور دماغ پریشان ہوجاتا ہے، اس سے صحت وقوت وجمعیت کا مطلوب ہونا ثابت ہوا ہے، کیونکہ زیادہ بھوک سے یہ سب فوت ہوجاتے ہیں اور بھوک کی جو فضیلت آئی ہے اُس سے بھوک اور بیماری کا مطلوب التحصیل ہونا لازم نہیں آتا۔

۱۱- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: تیر اندازی بھی کیا کرو اور سواری بھی کیا کرو۔

(ترمذی وابن ماجہ وابوداؤد و دارمی)

ف:- سواری سیکھنا بھی ایک ورزش ہے، جس سے قوت بڑھتی ہے۔

۱۲- ان ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: جس نے تیر اندازی سیکھی پھر چھوڑ دی، وہ ہم میں سے نہیں، یا یوں فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

ف:- اس سے کس قدر تاکید معلوم ہوتی ہے قوت کی حفاظت کی، اور اس کے فوت ہونے کا بیان آیت نمبر ۳ کے ذیل میں گزر چکا ہے، اور ان دو حدیثوں کے اس مضمون کا بقیہ اگلی حدیث کے ذیل میں آتا ہے۔

۱۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قوت والا مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے مومن سے بہتر اور زیادہ پیارا ہے، اور یوں سب میں خوبی ہے....الخ۔ (مسلم)

ف:- جب قوت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی پیاری چیز ہے تو اس کو باقی رکھنا اور بڑھانا اور جو چیزیں قوت کم کرنے والی ہیں ان سے احتیاط رکھنا یہ سب مطلوب ہوگا، اس میں غذا کا بہت کم کر دینا، نیند کا بہت کم کر دینا، ہم بستری میں حد قوت سے آگے زیادتی کرنا، ایسی چیز کھانا جس سے بیماری ہو جاوے، یا بد پرہیزی کرنا جس سے بیماری بڑھ جاوے یا جلدی نہ جاوے، یہ سب داخل ہو گئے، ان سب سے بچنا چاہئے، اسی طرح قوت بڑھانے میں ورزش کرنا، دوڑنا، پیادہ چلنے کی عادت کرنا، جن اسلحہ کی قانون سے اجازت ہے یا اجازت حاصل ہو سکتی ہے ان کی مشق کرنا، یہ سب داخل ہے، مگر حد شرع و حد قانون سے باہر نہ ہونا چاہئے، کیونکہ اس سے جمعیت و راحت جو کہ شرعاً مطلوب ہے، برباد ہوتی ہے۔

۱۴- حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے باپ سے، وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سوار ایک شیطان ہے، اور دو سوار دو شیطان ہیں، اور تین سوار قافلہ ہے۔ (مالک و ترمذی وابوداؤد ونسائی)

ف:- یہ اس وقت تھا کہ جب اِکے دُکے کو دشمن کا خطرہ تھا، اس سے ثابت ہے کہ اپنی حفاظت کا سامان ضروری ہے۔

۱۵- حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب کسی منزل میں اُترتے تو گھاٹیوں میں اور نشیبی میدانوں میں متفرق ہو جاتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تمہارا گھاٹیوں اور نشیبی میدانوں میں متفرق ہو جانا یہ شیطان کی طرف سے ہے (اس لئے کہ اگر کسی پر آفت آوے تو دوسروں کو خبر بھی نہ ہو)۔ سو اس کے بعد جس منزل پر اُترتے ایک دوسرے سے اس طرح مل جاتے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ اگر ان سب پر ایک کپڑا بچھا دیا جائے تو سب پر آ جاوے۔ (ابوداؤد)

ف:- اس سے بھی اپنی احتیاط اور حفاظت کی تاکید ثابت ہوتی ہے۔

۱۶- حضرت ابو السائب، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک اجازت لینے والے سے) فرمایا کہ: اپنا ہتھیار ساتھ لے لو، مجھ کو بنی قریظہ سے (جو کہ یہودی اور دشمن تھے) اندیشہ ہے۔ چنانچہ اس شخص نے ہتھیار لے لیا اور گھر کو چلا، لمبی حدیث ہے۔ (مسلم)

ف:- جس موقع پر دشمنوں سے ایسا اندیشہ ہو، اپنی حفاظت کے لئے جائز ہتھیار اپنے ساتھ رکھنے کا اس سے ثبوت ہوتا ہے۔

۱۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر تھے اور حضرت ابو لبابہؓ اور حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سواری تھے، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپؐ کی طرف سے پیادہ چلیں گے!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں، (یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب ہے اس کی مجھ کو بھی حاجت ہے)۔ (شرح السنۃ)

ف:- اس سے ثابت ہوا کہ پیادہ چلنے کی بھی عادت رکھے، زیادہ آرام طلب نہ ہو۔

۱۸- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہم کو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔ (ابوداؤد)

ف:- اس میں بھی وہی بات ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھی اور ننگے پاؤں چلنا اس سے زیادہ۔

۱۹- حضرت ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تنگی سے گزر کرو اور موٹا چلن رکھو اور ننگے پاؤں چلا کرو۔

(جمع الفوائد از کبیر و اوسط)

ف:- اس میں کئی مصلحتیں ہیں، مضبوطی و جفاکشی و آزادی۔

۲۰- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مؤمن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اس کا سامنا کرے۔ (تیسیر از ترمذی)

ف:- وجہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے پریشانی بڑھتی ہے، اس میں تمام وہ کام آگئے جو اپنے قابو کے نہ ہوں بلکہ اگر کسی مخالف کی طرف سے بھی کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعے سے اس کی مدافعت کرو، خواہ وہ خود انتظام کر دیں، خواہ تم کو انتظام کی اجازت دے دیں اور اگر خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش

آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کردو، اور پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ تمہاری مصیبت دُور ہو۔ یہ تین آیتیں ہیں اور بیس حدیثیں، جن میں بجز دو اخیر کے کہ ان کے ساتھ کتاب کا نام لکھا ہے، باقی سب مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔

نوٹ (الف):- ان آیات و احادیث سے صحت وقوت و جمعیت یعنی امن و عافیت وراحت کا مطلوب ہونا صاف ظاہر ہے، جس کی تقریر جابجا کردی گئی ہے۔

نوٹ (ب):- جو افعال ان مقاصد مذکورہ میں خلل انداز ہوں اگر وہ مقاصد واجب ہوں اور خلل یقینی اور شدید ہے تو وہ افعال حرام ہیں، ورنہ مکروہ۔

نوٹ (ج):- اگر بدون بندہ کے اختیار کے محض منجانب اللہ ایسے واقعات پیش آجاویں جن سے یہ مقاصد صحت وقوت و طمانیت وغیرہ سے برباد ہوجاویں تو پھر ان مصائب پر ثواب ملتا ہے اور مدد غیبی بھی ہوتی ہے، پریشانی نہیں ہوتی، اس لئے ان پر صبر کرے اور خوش رہے، انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام سب کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہے، جس سے قرآن اور حدیث بھرے ہوئے ہیں۔

روح یازدہم ⑪

نماز کی پابندی کرنا

کچھ آیتیں اور زیادہ حدیثیں اس بارے میں نقل کرتا ہوں۔

آیت نمبرا:- خدائے تعالیٰ نے ڈرنے والے کی صفات میں فرمایا: اور وہ لوگ نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں۔ (شروع سورۂ بقرہ)

ف:- اس میں اچھی طرح پڑھنا اور وقت پر پڑھنا اور ہمیشہ پڑھنا سب آ گیا۔

۲- اور نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرو۔ (ربع الم)

ف:- ایسے الفاظ سے نماز کا حکم قرآن مجید میں بہت ہی کثرت سے جابجا آیا ہے۔

۳- اے ایمان والو! (طبیعتوں میں سے غم ہلکا کرنے کے بارے میں) صبر اور نماز سے سہارا (اور مدد) لو۔ (شروع سیقول)

ف:- اس میں نماز کی ایک خاصیت مذکور ہے جس کی ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے۔

۴- محافظت کرو سب نمازوں کی۔ (اور اسی کے آخیر میں فرمایا) پھر اگر تم کو (باقاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے (جس طرح بن سکے، خواہ قبلے کی طرف منہ نہ ہو اور گو رکوع اور سجدہ صرف اشارے ہی سے ممکن ہو) پڑھ لیا کرو! (اس حالت میں بھی اس پر محافظت رکھو، اس کو ترک مت کرو)۔ (قریب ختم سیقول)

ف:- غور کرو کس قدر تاکید ہے نماز کی، کہ ایسی سخت حالت میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

۵- (اگر دشمن کے مقابلے کے موقع پر اندیشہ ہو کہ اگر سب نماز میں لگ جاویں گے تو دشمن موقع پاکر حملہ کر بیٹھے گا) تو (ایسی حالت میں) یوں چاہئے کہ (جماعت کے دو گروہ ہو جاویں، پھر) ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ (جب آپ تشریف رکھتے تھے اور آپ کے بعد جو امام ہو اس کے ساتھ نماز میں) کھڑا ہو جائے (اور دوسرا گروہ نگہبانی کے لئے دشمن کے مقابل کھڑا ہو جائے تاکہ دشمن کو دیکھتا رہے، آگے ارشاد ہے کہ) پھر جب یہ لوگ (آپ کے ساتھ) سجدہ کر چکیں (یعنی ایک ہی رکعت پوری کرلیں) تو یہ لوگ (نگہبانی کے لئے) آپ کے پیچھے ہو جائیں تو دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی (یعنی شروع بھی نہیں کی، وہ بجائے اس پہلے گروہ کے امام کے قریب) آجائے اور آپ کے ساتھ نماز (کی ایک رکعت جو باقی رہی ہے اس کو) پڑھ لے (تو یہ ایک رکعت ہوئی اور دوسری رکعت اس طرح پڑھیں گے کہ جب امام دو رکعت پر سلام پھیر دے تو دونوں گروہ اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لیں اور اگر امام چار رکعت پڑھے تو ہر گروہ کو دو رکعت پڑھاوے اور دو دو اپنے طور پر پڑھ لیں، اور مغرب میں ایک گروہ کو دو رکعت پڑھاوے اور ایک گروہ کو ایک رکعت)۔

ف:- غور کرو نماز کس درجہ ضروری چیز ہے کہ ایسی کشاکشی میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں دی گئی، مگر ہماری مصلحت کے لئے اس کی صورت بدل دی۔

۶- اے ایمان والو! جب تم نماز کو اٹھنے لگو (آگے وضو اور غسل کا حکم ہے، پھر ارشاد ہے کہ) اگر تم بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو، آگے اور عذروں کا بیان ہے، جن میں پانی نہ ملنے کی بھی ایک صورت ہے) تو (ان سب میں) تم پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو۔ (شروع سورۂ مائدہ)

ف:- دیکھو اگر بیماری میں پانی سے نقصان ہو یا پانی نہ ملتا ہو تب تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم ہوگیا، ایسے ہی نماز میں آسانی ہوگئی کہ اگر کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھنا جائز ہوگیا، اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف ہو تو لیٹنا جائز ہوگیا، لیکن نماز معاف نہیں ہوئی۔

۷- (شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی وجہ میں یہ بھی فرمایا) اور (شیطان یوں چاہتا ہے کہ اس شراب اور جوئے کے ذریعہ سے) اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے (جو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے افضل طریقہ ہے) تم کو باز رکھے۔

(شروع واذا سمعوا)

ف:- دیکھو! نماز کی کس قدر شان ظاہر ہوتی ہے کہ جو چیز اس سے روکنے والی تھی، اس کو حرام کردیا تا کہ نماز میں خلل نہ ہو۔

۸- (ایک ایسی جماعت کے بارے میں جنھوں نے ہر طرح سے اسلام کو ضرر اور اہل اسلام کو اذیت پہنچائی تھی ارشاد ہے کہ) اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کرلیں (یعنی مسلمان ہوجائیں) اور (اس اسلام کو ظاہر بھی کردیں، مثلاً) نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں وہ تمہارے دینی بھائی ہوجائیں گے (اور پچھلا کیا ہوا سب معاف ہوجائے گا)۔

(شروع سورۃ براءۃ)

ف:- اس آیت میں نماز کو اسلام کی علامت فرمایا ہے، یہاں تک کہ اگر کسی کافر کو کسی نے کلمہ پڑھتے نہ سنا ہو مگر نماز پڑھتے دیکھے تو سب علماء کے نزدیک واجب ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں اور زکوٰۃ کی کوئی خاص صورت نہیں، اس لئے وہ اس درجے کی علامت نہیں۔

۹- (ایک جماعت انبیاء کا ذکر فرما کر ان کے بعد کے ناخلف لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں کہ) ان کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو برباد کردیا (اس سے تھوڑا آگے فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے (مراد عذاب ہے)۔

(قریب ختم سورۃ مریم)

ف:- دیکھو! نماز کے ضائع کرنے والوں کے لئے عذاب کی کیسی وعید سنائی؟

۱۰- اور اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے۔

(آخر سورۂ طٰہٰ)

ف:- یہ حکم ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکہ دوسرے سننے والے سمجھیں کہ جب آپ کو نماز معاف نہیں تو اوروں کو کیسے معاف ہو سکتی ہے؟ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا جیسا خود پابند رہنا ضروری ہے اسی طرح اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید رکھنا ضروری ہے۔ اور بہت آیتیں ہیں، اس وقت ان ہی پر کفایت کی گئی ہے۔

احادیث ۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بتلاؤ تو اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو اور اس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کیا کرے تو کیا اس کا کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ: کچھ بھی میل کچیل نہ رہے گا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہی حالت ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

ف:- اس سے کتنی بڑی فضیلت نماز کی ثابت ہوتی ہے، اور مسلم کی ایک حدیث میں اجتناب کبائر کو شرط فرمایا ہے، مگر یہ کیا تھوڑی دولت ہے؟

۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بندے کے اور کفر کے درمیان بس ترک نماز کی کسر ہے، (جب ترک نماز کیا وہ کسر مٹ گئی اور کفر آ گیا، چاہے بندے کے اندر نہ آوے، پاس ہی آ جاوے مگر دوری تو نہ رہی)۔ (مسلم)

ف:- دیکھو! نماز چھوڑنے پر کتنی بڑی وعید ہے کہ وہ بندے کو کفر کے قریب کر دیتا ہے۔

۳- حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس پر محافظت رکھے، وہ قیامت کے روز اس کے لئے روشنی اور دستاویز اور نجات ہوگی اور جو شخص اس پر محافظت نہ کرے وہ اس کے لئے نہ روشنی ہوگی اور نہ دستاویز اور نہ نجات، اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور اُبَی بن خلف کے ساتھ ہوگا، (یعنی دوزخ میں اگرچہ ان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نہ رہے، مگر ان کے ساتھ ہونا ہی بڑی سخت بات ہے)۔ (احمد و دارمی وبیہقی فی شعب الایمان)

۴- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہمارے اور لوگوں کے درمیان جو ایک عہد کی چیز (یعنی عہد کا سبب) ہے وہ نماز ہے، پس جس شخص نے اس کو ترک کردیا، وہ (برتاؤ کے حق میں) کافر ہوگیا (یعنی ہم اس کے ساتھ کافروں کا برتاؤ کریں گے، کیونکہ اور کوئی علامت اس میں اسلام کی نہیں پائی جاتی، کیونکہ وضع، لباس وگفتگو سب مشترک تھے تو ہم کافر ہی سمجھیں گے)۔ (احمد و ترمذی ونسائی وابن ماجہ)

ف:- اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ ترکِ نماز بھی ایک علامت ہے کفر کی، گو کوئی دوسری اسلامی علامت ہونے سے ترکِ نماز سے کافر نہ سمجھیں، مگر کفر کی کسی علامت کو اختیار کرنا کیا تھوڑی بات ہے؟

۵- حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے باپ سے اور ان کے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہوں، اور اس پر ان کو مارو جب وہ دس برس کے ہوں۔ (ابوداؤد)۔ (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں)

۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو شخص قبیلہ قضاعہ کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلمان ہوئے، ان میں ایک شہید ہوگیا اور دوسرا برس روز پیچھے (موت طبعی سے مرا)، حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں کہ میں نے پیچھے مرنے والے کو (خواب میں) دیکھا کہ اس شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا، مجھ کو بہت تعجب ہوا، صبح کو میں نے اس کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس (مرنے والے) نے اُس (شہید) کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے اور برس روز تک ہزاروں رکعتیں پڑھیں (اگر صرف فرض و واجب و سنتِ مؤکدہ ہی لی جاویں تو دس ہزار رکعات کے قریب ہوتی ہیں، یعنی اس لئے وہ شہید سے بڑھ گیا)۔

(احمد و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی)

ف:- ابن ماجہ و ابن حبان نے اتنا اور زیادہ روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان دونوں کے درجوں میں اتنا فرق ہے کہ آسمان و زمین کے فاصلے سے بھی زیادہ، فقط۔ اور ظاہر ہے کہ زیادہ دخل اس فضیلت میں نماز ہی کو ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی کثرت کا بیان بھی فرمایا، تو نماز ایسی چیز ٹھہری کہ اس کی بدولت شہید سے بھی بڑا رتبہ مل جاتا ہے۔

۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: جنت کی کنجی نماز ہے۔ (دارمی)

ف:- نماز ہی کا نام لینا صاف بتلا رہا ہے کہ وہ سب عبادات سے بڑھ کر جنت میں لے جانے والی ہے۔

۸- حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے اوّل جس چیز کا بندہ سے قیامت میں حساب ہوگا وہ نماز ہے، اگر وہ ٹھیک اُتری تو اس کے سارے عمل ٹھیک اُتریں گے، اور اگر وہ خراب نکلی تو اس کے سارے عمل خراب نکلیں گے۔ (طبرانی اوسط)

ف:- معلوم ہوتا ہے نماز کی برکت سب عبادات میں اثر کرتی ہے، اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی بڑا عمل ہونے کی۔

۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث میں یہ بھی) فرمایا کہ جس کے پاس نماز نہیں (یعنی نماز نہ پڑھتا ہو) اس کے پاس دین نہیں۔

نماز کو دین سے وہ نسبت ہے جیسے سر کو دھڑ سے نسبت ہے (کہ سر نہ ہو تو دھڑ مردہ ہے، اس طرح نماز نہ ہو تو تمام اعمال بے جان ہیں)۔ (طبرانی اوسط وصغیر)

ف:- جس چیز پر دین کا اتنا بڑا دارومدار ہو اس کو چھوڑ کر کسی نیک عمل کو کافی سمجھنا کتنی بڑی غلطی ہے۔

۱۰- حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کاتب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے: جو شخص پانچ نمازوں کی محافظت کرے یعنی رکوع کی بھی ان کے سجدے کی بھی اور ان کے ان وقتوں کی بھی (یعنی ان میں کوتاہی نہ کرے) اور اس کا اعتقاد رکھے کہ سب نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا، یا فرمایا کہ جنت اس کے لئے واجب ہوگی یا یہ فرمایا کہ وہ دوزخ پر حرام ہو جاوے گا (ان سب کا ایک ہی مطلب ہے)۔ (احمد)

یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں، یہ دس آیتیں اور دس حدیثیں سب مل کر بیس ہوئیں، اے مسلمانو! اتنی آیتیں، حدیثیں سن کر بھی نماز کی پابندی نہ کروگے؟

روح دوازدہم ⑫

مسجد بنانا

(اس میں اس کے بنانے میں مدد مال سے یا جان سے اور اس کے لئے زمین دینا، اس کی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کرنا سب آ گیا) اور اس کے حقوق ادا کرنا (ان حقوق میں یہ سب باتیں آ گئیں) یعنی ۱-اس میں نماز پڑھنا، خاص کر جماعت کے ساتھ، ۲-اس کو صاف رکھنا، ۳-ادب کرنا، ۴-اس کی خدمت کرنا، ۵-وہاں کثرت سے حاضر رہنا (اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں)۔

آیات ۱- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور اُس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدائے تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر (اور عبادت) کئے جانے سے بندش کرے، اور اُن کے ویران ہونے میں کوشش کرے۔

۲- ہاں! اللہ کی مسجدوں کو (حقیقۃً) آباد کرنا، ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز کی پابندی کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈرتے ہوں، سو ایسے لوگوں کے لئے توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود (یعنی جنت و نجات) تک پہنچ جاویں۔ (توبہ)

ف:- اس آیت میں مسجد کے آباد کرنے والے کے لئے خوشخبری ہے ایمان اور جنت کی۔ چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم لوگ کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد کا خیال رکھتا ہے (اس میں اس کی خدمت کا خیال اور وہاں حاضر باشی کا خیال سب آ گیا) تو تم لوگ اس کے

ایمان کی گواہی دے دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ" الآیۃ (یہ وہی آیت ہے جس کا ترجمہ ابھی لکھا گیا)۔ (مشکوٰۃ و ترمذی و ابن ماجہ و داری)

۳- وہ (اہلِ ہدایت) ایسے گھروں میں (جاکر عبادت کرتے) ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔ (نور)

ف:- مراد ان گھروں سے مسجدیں ہیں اور ان کا ادب یہ ہے جو آگے حدیثوں میں آتا ہے۔

احادیث ۱- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہو (اور کوئی بُری غرض نہ ہو) اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی کی مثل (اس کا گھر) جنت میں بنادے گا۔ (بخاری و مسلم)

ف:- اس حدیث سے نیت کی دُرستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بناوے بلکہ بنی ہوئی کی مرمت کردے اس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی مرمت کرکے یہ حدیث بیان کی تھی اور دُوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جو شخص کوئی مسجد بناوے (بنانے میں مال خرچ کرنا، یا جان خرچ کرنا دونوں آگئے۔ چنانچہ جمع الفوائد میں رزینؒ سے حضرت ابوسعیدؓ کی روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے بننے کے وقت خود بھی اینٹیں اُٹھا رہے تھے) خواہ وہ قطاۃ پرندے کے گھونسلے کے برابر ہو یا اس سے بھی چھوٹی ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنادے گا۔ (ابن خزیمہ و ابن حبان)

ف:- اس حدیث میں بنی ہوئی مسجد میں چندہ دینے کی فضیلت بھی معلوم

ہوئی، کیونکہ گھونسلے کے برابر بنانے کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ پوری مسجد نہیں بنا سکا، اس کے بننے میں تھوڑی سی شرکت کرلی جس سے اس کی رقم کے مقابلے میں اس مسجد کا اتنا ذرا حصہ آگیا۔ اور اُوپر کی حدیث میں جو آیا ہے کہ اس کی مثل جنت میں گھر بنے گا، اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ اس صورت میں گھونسلے کے برابر گھر بن جاوے گا، کیونکہ مثل کا یہ مطلب نہیں کہ چھوٹے بڑے ہونے میں اس کی مثل ہوگا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسا اس شخص کا اخلاص ہوگا، اسی کی مثل گھر بنے گا، لیکن لمبائی چوڑائی میں بہت بڑا ہوگا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنادے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنادے گا جو اس سے بہت لمبا چوڑا ہوگا۔ (احمد)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عبادت کے لئے حلال مال سے کوئی عمارت (یعنی مسجد) بنائے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں موتی اور یاقوت کا گھر بنادے گا۔ (طبرانی اوسط)

ف:۔ یہ بھی مسجد کا ادب ہے کہ اس میں حرام مال نہ لگاوے خواہ وہ حرام روپیہ پیسہ ہو، خواہ ملبہ ہو، خواہ زمین ہو، جیسا بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے کہ دُوسرے زمین دار کی زمین میں بدون اس کی اجازت کے مسجد بنالیتے ہیں، پھر اس کے روک ٹوک کرنے پر لڑنے مرنے کو تیار ہوجاتے ہیں اور اس کو اسلام کی بڑی طرف داری و خدمت سمجھتے ہیں، خاص کر اگر زمین دار غیر مسلم ہو تب تو اس کو کفر و اسلام کا مقابلہ سمجھتے ہیں، سو خوب سمجھ لو کہ اس زمین میں جو مسجد بنائی جاوے وہ شرع سے مسجد ہی نہیں ہے البتہ زمین دار کی خوشی سے اپنی ملک کرا کر پھر اس میں مسجد بنالے۔

۳۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت تھی (شاید حبشن ہو) جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، ایک رات وہ مرگئی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی، آپ نے فرمایا: تم نے مجھ کو اس کی خبر کیوں

کی؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر باہر تشریف لے گئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہوکر اس پر تکبیر فرمائی (مراد نماز جنازہ ہے) اور اس کے لئے دُعا فرمائی، پھر واپس تشریف لے آئے۔

(ابن ماجہ وابن خزیمہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تو نے کس عمل کو زیادہ فضیلت کا پایا؟ اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینے والے کو۔

(ابوالشیخ اصفہانی)

ف: دیکھئے! مسجد میں جھاڑو دینے کی بدولت ایک غریب گمنام حبشن جس کی مسکنت وگمنامی کے سبب اس کی وفات کی بھی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں کی گئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی بڑی قدر فرمائی کہ اس کی وفات کی خبر نہ دینے کی شکایت بھی فرمائی، پھر قبر پر تشریف لے گئے اور اس پر جنازے کی نماز پڑھی اور یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی اور اس کے لئے دُعا فرمائی، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر خود اس نے اس عمل کی کتنی بڑی فضیلت بیان کی۔ افسوس! اب مسجد میں جھاڑو دینے کو لوگ عیب اور ذلت سمجھتے ہیں۔

۴- حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ عنہ سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مسجد سے کوڑا کباڑ نکالنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے۔

(طبرانی کبیر)

۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کردی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کباڑ، کانٹا، اصلی فرش سے الگ کنکر، پتھر) اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنادے گا۔

(ابن ماجہ)

۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلہ محلہ میں مسجدیں بنانے کا اور ان کو صاف پاک رکھنے کا حکم فرمایا۔

(احمد وترمذی وابوداؤد وابن ماجہ وابن خزیمہ)

ف:- پاک رکھنا یہ کہ اس میں کوئی ناپاک آدمی یا ناپاک کپڑا یا ناپاک تیل وغیرہ نہ جانے پائے اور صاف رکھنا یہ کہ اس میں سے کوڑا کباڑ نکالتے رہیں۔

۷- حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مسجدوں کو جمعہ جمعہ (خوشبو کی) دھونی دیا کرو۔ (ابن ماجہ وکبیر طبرانی)

ف:- جمعہ کی قید نہیں، صرف یہ مصلحت ہے کہ اس روز نمازی زیادہ ہوتے ہیں جن میں ہر طرح کے آدمی ہوتے ہیں، کبھی کبھی دھونی دے دینا اور کسی طرح خوشبو لگا دینا، چھڑک دینا سب برابر ہے۔

۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد میں خرید وفروخت کر رہا ہے تو یوں کہہ دیا کرو: ''اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے!'' اور جب ایسے شخص کو دیکھو کہ کھوئی ہوئی چیز کو مسجد میں پکار پکار کر تلاش کر رہا ہے تو یوں کہہ دو کہ: ''اللہ تعالیٰ تیرے پاس وہ چیز نہ پہنچا دے!''۔ (ترمذی ونسائی وابن خزیمہ وحاکم)

اور ایک روایت میں یہ بھی ارشاد ہے کہ: مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئیں۔ (مسلم وابوداؤد وابن ماجہ)

ف:- مراد اس چیز کا تلاش کرنا ہے جو باہر کھوئی اور مسجد میں اس لئے پکار رہا ہے کہ مختلف لوگوں کا مجمع ہے شاید کوئی پتہ دے دے، اور یہ بددعا دینا تنبیہ کے لئے ہے، لیکن اگر لڑائی دنگے کا ڈر ہو تو دل میں کہہ لے۔ اس حدیث میں باطنی ادب مسجد کا مذکور ہے کہ وہاں دُنیا کے کام نہ کرے۔

۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چند اُمور ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں، اس کو رستہ نہ بنایا جائے (جیسا بعض لوگ چکر سے بچنے کے لئے مسجد کے اندر سے ہو کر دوسری طرف نکل جاتے ہیں)

اور اس میں ہتھیار نہ سوتے جائیں اور نہ اس میں کمان کھینچی جاوے اور نہ اس میں تیروں کو بکھیرا جاوے (تاکہ کسی کو چبھ نہ جاویں) اور نہ کچا گوشت لے کر اس میں سے گزرے اور نہ اس میں کسی کو سزا دی جائے اور نہ اس میں کسی سے بدلہ لیا جاوے (جس کو شرع میں حدود و قصاص کہتے ہیں) اور نہ اس کو بازار بنایا جاوے۔ (ابن ماجہ)

ف:- یہ سب باتیں مسجد کے آداب کے خلاف ہیں۔

۱۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب اخیر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی باتیں مسجدوں میں ہوا کریں گی، اللہ تعالیٰ کو ان کی کچھ پرواہ نہ ہوگی (یعنی ان سے خوش نہ ہوگا)۔ (ابن حبان)

ف:- دُنیا کی باتیں کرنا ہی مسجد کی بے ادبی ہے۔

۱۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جماعت کے لئے مسجد کی طرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اس کے لئے نیکی لکھتا ہے، جاتے میں بھی لوٹنے میں بھی۔ (احمد و طبرانی وابن حبان)

ف:- کیا ٹھکانہ ہے رحمت کا کہ جاتے ہوئے تو ثواب ملتا ہے، لوٹنے میں بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے۔

۱۲- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کی اندھیری میں مسجد کی طرف چلے، اللہ تعالیٰ سے قیامت کے روز نور کے ساتھ ملے گا۔ (طبرانی)

۱۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس روز سوائے اس کے سائے کے کوئی سایہ نہ ہوگا، ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے

جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو۔ (بخاری و مسلم وغیرہما)

۱۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان بدبودار ترکاریوں سے (یعنی پیاز، لہسن سے جیسا اور حدیثوں میں آیا ہے) بچو کہ ان کو کھا کر ہماری مسجدوں میں آؤ، اگر تم کو ان کے کھانے کی ضرورت ہے تو ان (کی بدبو) کو آگ سے مار دو (یعنی پکا کر کھاؤ، کچی کھا کر مسجد میں نہ آؤ)۔ (طبرانی)

۱۵- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسجد کی طرف جائے اور اس کا ارادہ صرف یہ ہو کہ کوئی اچھی بات (یعنی دین کی بات) سیکھے یا سکھائے، اس کو حج کرنے والے کے برابر پورا ثواب ملے گا۔ (طبرانی)

ف:- اس سے معلوم ہوا کہ مسجد جیسے نماز کے لئے ہے ایسے ہی علم دین سیکھنے سکھانے کے لئے بھی ہے، سو مسجد میں ایسے شخص کو رہنا چاہئے جو دین کی باتیں بتلایا کرے۔ یہ سب حدیث ترغیب سے لی گئی ہیں، بجز دو حدیثوں کے کہ اس میں مشکوٰۃ، جمع الفوائد کا نام لکھ دیا ہے۔

دستور العمل

جو ان سب آیات اور احادیث سے ثابت ہوا، یہ ہے:-

الف:- کہ ہر بڑی چھوٹی بستی میں وہاں کی ضرورت کے موافق مسجد بنانا چاہئے۔

ب:- مگر وہ حلال مال سے اور حلال زمین میں ہو۔

ج:- مسجد کا ادب کرے، یعنی اس کو پاک صاف رکھے، اس میں جھاڑو دیا کرے، اس کی ضروری خدمت کا خیال رکھے، بدبودار چیز جیسے تمباکو وغیرہ کھا کر یا لے کر اس میں نہ جائے، وہاں دنیا کا کوئی کام یا بات نہ کرے۔

د:- مردوں کو نماز مسجد میں پڑھنا چاہئے اور بدون عذر شدید کے جماعت

نہ چھوڑنا چاہئے، مسجد میں اور جماعت سے نماز پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ آپس میں تعلق بڑھے، ایک دوسرے کا حال معلوم رہے۔ مالکؒ کی حدیث سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے، چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہیں پایا، حضرت عمرؓ بازار تشریف لے گئے اور سلیمان کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان تھا تو سلیمان کی ماں سے پوچھا: میں نے سلیمان کو صبح کی نماز میں نہیں دیکھا ....الخ۔ اس حدیث کے ذیل میں علماء نے یہ فائدہ بھی ذکر کیا ہے۔

ھ:- مسجد میں ایسے شخص کو رکھیں کہ وہ بستی والوں کو مسئلے مسائل بھی بتلاتا رہے۔

و:- جب فرصت ملا کرے مسجد میں جا کر بیٹھ جایا کرے مگر وہاں جا کر دین کے کاموں میں دین کی باتوں میں لگا رہے، اگر سب آدمی اس کی پابندی رکھیں تو علاوہ ثواب کے جماعت کو بھی قوت پہنچے۔ فقط۔

تنبیہ:- حدیثوں میں صاف آیا ہے کہ عورتوں کے لئے گھروں میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجدوں میں نماز پڑھنے سے زیادہ ہے۔

روح سیزدہم (۱۳)

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

یعنی جس قدر ہو سکے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے رہنا، قرآن و حدیث میں اس کا حکم بھی آیا ہے اور فضیلت و ثواب بھی، اور کچھ مشکل کام بھی نہیں، تو ایسے آسان کام میں بے پروائی یا سستی کر کے حکم کے خلاف کرنا اور اتنا بڑا ثواب کھو کر اپنا نقصان کرنا کیسی بے جا اور بُری بات ہے، پھر اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے اور نہ وقت کی اور نہ تسبیح رکھنے کی، نہ پکار پڑھنے کی، نہ وضو کی، نہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی، نہ کسی خاص جگہ کی، نہ ایک جگہ بیٹھنے کی، ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے، پھر کیا مشکل ہے؟ البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے تسبیح پر پڑھنا چاہے خواہ گنتی یاد رکھنے کے لئے یا اس لئے کہ تسبیح ہاتھ میں ہونے سے پڑھنے کا خیال آجاتا ہے، خالی ہاتھ یاد نہیں رہتا، تو اس مصلحت کے لئے تسبیح رکھنا بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے، اور اس کا خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہو جاوے گا، دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے، یعنی جب یہ نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھ کو بزرگ سمجھیں گے، اور اگر یہ نیت نہ ہو تو دکھلاوا نہیں، اس کو دکھلاوا سمجھنا اور ایسے وہموں سے ذکر چھوڑ دینا یہ شیطان کا دھوکا ہے، وہ اس طرح بہکا کر ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے، اور وہ ایک دھوکا یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے تو اس سے کیا فائدہ؟ سو خوب سمجھ لو کہ یہ بھی غلطی ہے، جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کرلی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں، اس کے بعد اگر دل دوسری طرف بھی ہو جاوے مگر

نیت نہ بدلے، برابر ثواب ملتا رہے گا، البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو اس میں دل کو ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی بھی کوشش کرے، فضول قصوں کی طرف خیال نہ لے جاوے تاکہ اور زیادہ ثواب ہو۔ اب ذکر کے بارے میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

آیات ۱- پس تم مجھ کو یاد کرو میں (عنایت سے) تم کو یاد رکھوں گا۔ (البقرہ)

۲- ایسے لوگ جو (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی۔ (آل عمران)

۳- اے شخص! اپنے رب کی یاد کیا کر (خواہ) اپنے دل میں (یعنی آہستہ آواز سے) عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور (خواہ) زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ (اسی عاجزی اور خوف کے ساتھ) صبح اور شام (یعنی ہمیشہ) اور (ہمیشہ کا مطلب یہ ہے کہ) غفلت والوں سے مت ہونا۔ (الاعراف)

ف:- اور بہت زور زور سے ذکر کرنا کوئی ثواب نہیں، لیکن اگر کوئی بزرگ جو شریعت کے پابند ہوں علاج کے طور پر بتلا دیں تو جائز ہے، اور وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعضوں کے دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے لیکن اس کا خیال رکھے کہ کسی کی عبادت یا کسی کی نیند میں خلل نہ پڑے، نہیں تو گناہ ہوگا۔

۴- (جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف رسائی دیتا ہے) وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے، خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر میں ایسی ہی خاصیت ہے کہ اس سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے (اس طرح سے کہ اس سے حق تعالیٰ میں اور بندے میں تعلق بڑھ جاتا ہے اور ایمان کی جڑ یہی تعلق ہے)۔ (الرعد)

۵- (مسجدوں میں ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ) ان کو نہ (کسی چیز کا) خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے اور نہ (کسی چیز کا) بیچنا، اللہ کی یاد سے اور

نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے۔ (النور)

۶- اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے (یعنی اس میں بہت بڑی فضیلت ہے)۔

(العنکبوت)

۷- اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو۔ (الاحزاب)

۸- اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پاویں۔ (المنافقون)

۹- اور اپنے رب کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہو کر اسی کی ہو جاؤ (الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کا علاقہ سب علاقوں پر غالب رہے)۔

(المزمل)

۱۰- مراد کو پہنچا جو شخص (برے عقیدوں اور برے اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ (الاعلیٰ)

احادیث ۱۱- حضرت ابو ہریرہ و ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھیں ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان پر خدا تعالیٰ کی رحمت چھا جاتی ہے اور ان پر چین کی کیفیت اُترتی ہے۔ (مسلم)

۱۲- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو، اور جو شخص ذکر نہ کرتا ہو، ان کی حالت زندہ اور مُردہ کی سی حالت ہے، (یعنی پہلا شخص مثل زندہ کے ہے اور دوسرا مثل مُردہ کے کیونکہ رُوح کی زندگی بھی اللہ کی یاد ہے، یہ نہ ہو تو رُوح مردہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اس کے (یعنی اپنے بندے کے) ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، پھر اگر وہ اپنے جی میں میرا ذکر کرے تو میں اس کا

ذکر اپنے جی میں کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں اس کا ذکر ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اس مجمع سے بہتر ہوتا ہے یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کے مجمع میں۔

(بخاری و مسلم)

ف:- اللہ تعالیٰ کے جی کا یہ مطلب نہیں جیسا ہمارا جی ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس یاد کی کسی کو خبر نہیں ہوتی، جیسے دوسری حالت میں مجمع کو خبر ہوگئی۔ اور وہاں کے مجمع کے یہاں کے مجمع سے اچھا ہونا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مجمع کے زیادہ شخص اس مجمع کے زیادہ شخصوں سے اچھے ہوتے ہیں، یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص ہر شخص سے اچھا ہو، سو اگر دنیا میں کوئی مجمع ذکر کا ایسا ہو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہوں، جیسا کہ آپ کے زمانے میں تھا، تو کسی فرشتے یا پیغمبر کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہ آئے گا۔

۱۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں گزرا کرو تو اس سے میوے منہ جھپٹ کھایا کرو! لوگوں نے عرض کیا کہ: جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذکر کے حلقے (اور مجمعے)۔

(ترمذی)

۱۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہوگا اور جو شخص کسی جگہ لیٹے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے، اللہ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہوگا۔

(ابوداؤد)

ف:- مقصد یہ ہے کہ کوئی موقع اور کوئی حالت ذکر سے خالی نہ ہونا چاہئے۔

۱۶- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت سے ہوگئے (مراد نفلی اعمال ہیں کیونکہ تاکیدی اعمال تو بہت نہیں ہیں، مطلب یہ کہ ثواب کے اتنے کام

ہیں، سب کا یاد رکھنا اور عمل کرنا مشکل ہے) اس لئے آپ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے کہ اس کا پابند ہو جاؤں (اور وہ سب کے بدلے میں کافی ہو جائے)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس کی پابندی کر لو کہ) تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے (یعنی چلتی رہے)۔ (ترمذی وابن ماجہ)

۱۷- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدتر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جو عورتیں (اسی طرح کثرت سے) ذکر کرنے والی ہیں۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے (کیا یہ) اس سے بھی (افضل ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص کفار ومشرکین میں اس قدر تلوار مارے کہ تلوار بھی ٹوٹ جائے اور یہ شخص بھی تمام خون میں (اپنے زخموں سے) رنگین ہو جائے، اللہ کا ذکر کرنے والا درجے میں اس سے بھی افضل ہے۔

(احمد وترمذی)

ف:- وجہ ظاہر ہے کہ جہاد خود اللہ ہی کی یاد کے لئے مقرر ہوا ہے، جیسے وضو نماز کے لئے مقرر ہوا ہے۔ (سورۂ حج) آیت: "اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ" میں اس کا صاف ذکر ہے تو یاد اصل ہوئی اور اصل کا افضل ہونا ظاہر ہے۔

۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ: ہر شے کی ایک قلعی ہے اور دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے۔ (بیہقی)

۱۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان آدمی کے قلب پر چمٹا بیٹھا رہتا ہے، جب وہ اللہ تعالیٰ کا

ذکر کرتا رہتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے اور جب (یاد سے) غافل ہوتا ہے، وسوسہ ڈالنے لگتا ہے۔ (بخاری)

۲۰- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذکر اللہ کے سوا بہت کلام مت کیا کرو، کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ سے دُور وہ قلب ہے جس میں سختی ہو۔ (ترمذی)

ف:- اخیر کی تین حدیثوں کا مجموعی حاصل یہ ہے کہ اصل صفائی اچھے عملوں سے ہوتی ہے اور اصل سختی بُرے عملوں سے، اور دونوں عملوں کی جڑ قلب کا ارادہ ہے اور ارادہ کی جڑ خیال ہے، پس جب ذکر میں کمی ہوتی ہے شیطان بُرے بُرے خیال قلب میں پیدا کرتا ہے جس سے بُرے ارادوں کی نوبت آجاتی ہے اور نیک ارادوں کی ہمت نہیں رہتی، پس نیک کام نہیں ہوتے اور بُرے ہونے لگتے ہیں اور جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو بُرے خیال قلب میں پیدا نہیں ہوتے۔ پس بُرا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور گناہ بھی نہیں ہوتے اور نیک کاموں کا ارادہ اور نیک کام ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح سے صفائی اور نزہت قلب میں پیدا ہوجاتی ہیں مگر یہ باتیں خودبخود نہیں ہوتیں، کرنے سے ہوتی ہیں، سو اگر کوئی خالی ذکر کیا کرے اور نیک کاموں کے کرنے اور بُرے کاموں سے بچنے کا ارادہ اور ہمت نہ کرے، وہ دھوکے میں ہے۔ یہاں تک کی حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں۔

۲۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت لوگ دُنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کو اُونچے اُونچے درجوں میں داخل فرمائے گا۔ (ابن حبان)

ف:- یعنی کوئی یوں نہ سمجھے کہ جب تک امیری سامان کو نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوتا۔

۴۲- ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں۔ (احمد و ابو یعلی و ابن حبان)

۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اتنا ذکر کرو کہ منافق (یعنی بد دین) لوگ تم کو ریا کار (مکار) کہنے لگیں۔ (طبرانی)

۴۴- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت والوں کو کوئی حسرت نہ ہوگی، مگر جو گھڑی ان پر ایسی گزری ہوگی جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہوگا اس گھڑی پر ان کو حسرت ہوگی۔

(طبرانی و بیہقی)

ف:- مگر اس حسرت میں دُنیا کی سی تکلیف نہ ہوگی، پس یہ شبہ نہ رہا کہ جنت میں تکلیف کیسی۔

۴۵- حضرت عائشہ بنت ابی وقاص رضی اللہ عنہا اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بی بی کے ہاں گئے اور اس بی بی کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن پر وہ "سبحان اللہ، سبحان اللہ" پڑھ رہی تھیں ....الخ۔ (اور آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا)۔

(ابوداؤد و ترمذی مع تحسین و نسائی و ابن حبان و حاکم مع تصحیح)

ف:- یہ اصل ہے تسبیح پر گننے کی (کما قررالشامی) یہ پانچ حدیثیں ترغیب کی ہیں۔ یہاں تک تو عام ذکر کا بیان تھا، بعض خاص خاص ذکروں کا بھی ثواب آتا ہے ان میں سے بعضے آسان اور مختصر بطور نمونہ بتلاتا ہوں، جیسے: الف:- "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" یا مع "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" ب:- "سُبْحَانَ اللّٰہِ" ج:- "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" د:- "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" ھ:- "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" و:- "اَسْتَغْفِرُ

اللہَ وَاَتُوبُ اِلَیْہِ" ز- دُرودِ شریف جو کئی طرح سے ہے، ایک ہلکا سا یہ ہے: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ"۔ (نسائی عن زید بن خارجہ)

خلاصہ یہ کہ ذکر سے غافل مت ہو، خواہ کوئی خاص ذکر کرو یا عام، پھر خواہ ہر وقت ایک ہی یا کسی وقت کوئی، کسی وقت کوئی، پھر خواہ بے گنتی، خواہ انگلیوں یا تسبیح پر گنتی سے۔ اور بعض دُعائیں خاص وقتوں کی بھی ہیں، اگر شوق ہو تو کسی دین دار عالم سے پوچھ لو، ورنہ نمونہ کے طور پر جو ابھی لکھ دی ہیں یہ بھی کافی ہیں، اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

(کتبہ اشرف علی عفی عنہ)

روح چہاردہم (۱۴)

مال داروں کو زکوۃ کی پابندی کرنا

یہ بھی مثل نماز کے اسلام کا ایک رُکن یعنی بڑی شان کا ایک لازم حکم ہے۔
بہت سی آیتوں میں زکوۃ دینے کا حکم اور اس کے دینے کا ثواب اور اس کے نہ دینے کا عذاب مذکور ہے اور زیادہ آیتیں ایسی ہیں جن میں نماز کے ساتھ زکوۃ کا بھی حکم ہے، یہ سب آیتیں قرآنِ مجید میں آسانی سے مل سکتی ہیں، اور جو شخص عربی نہ جانتا ہو اس کو ترجمے والے قرآن میں مل سکتی ہیں، اس لئے اس جگہ صرف حدیثیں لکھتا ہوں۔

۱- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زکوۃ اسلام کا پل ہے یا بلند عمارت ہے (کہ اگر زکوۃ نہ دے تو اسلام پر چل نہیں سکتا، یا اسلام کے نیچے کے درجے میں رہا)۔ (طبرانی اوسط وکبیر)

ف:- اس سے زکوۃ کا کتنا بڑا درجہ ثابت ہوا اور اس کے نہ دینے سے مسلمانی میں کتنا بڑا نقصان معلوم ہوا۔

۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کردی اُس سے اس کی بُرائی جاتی رہی (یعنی زکوۃ نہ دینے سے جو اس مال میں نحوست اور گندگی آجاتی ہے وہ نہیں رہی)۔
(طبرانی اوسط وابن خزیمہ صحیح)

ف:- معلوم ہوا کہ جس مال کی زکوۃ نہ دی جائے اس میں برکت نہیں

رہتی، اس کی کچھ تفصیل نمبر ۱۳ و نمبر ۱۴ میں آتی ہے۔

۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: جو شخص تم میں سے اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ (طبرانی کبیر)

ف:- اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے سے ایمان میں کمی رہتی ہے۔

۴- حضرت عبداللہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص اُن کو کرے گا وہ ایمان کا ذائقہ چکھے گا، صرف اللہ کی عبادت کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اس پر خوش ہو اور اس پر آمادہ کرتا ہو (یعنی اس کو روکتا نہ ہو)۔

ف:- زکوٰۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس کو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔

۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کوئی شخص سونے کا رکھنے والا اور چاندی کا رکھنے والا ایسا نہیں جو اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) نہ دیتا ہو مگر (اس کا حال یہ ہوگا کہ) جب قیامت کا دن ہوگا اس شخص کے (عذاب کے) لئے اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان (تختیوں) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر ان سے اس کی کروٹ اور پیشانی اور پشت کو داغ دیا جائے گا، جب وہ (تختیاں) ٹھنڈی ہونے لگیں گی پھر دوبارہ ان کو تپایا جائے گا (اور) یہ اس دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی (یعنی قیامت کے دن کی)..... الخ۔ (بخاری و مسلم واللفظ لمسلم)

۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ[1] صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) وروی موقوفا علی علی وھو اشبہ لکنہ مرفوع حکما۔ ۱۲

نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے مسلمان مال داروں پر ان کے مال میں اتنا حق (یعنی زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو اُن کے غریبوں کو کافی ہو جائے اور غریبوں کو بھوکے ننگے ہونے کی جب بھی تکلیف ہوتی ہے مال داروں ہی کی (اس کرتوت) کی بدولت ہوتی ہے (کہ زکوٰۃ نہیں دیتے)، یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان سے (اس پر) سخت حساب لینے والا اور اُن کو دردناک عذاب دینے والا ہے۔ (طبرانی، اوسط وصغیر)

ف:- ایک حدیث میں اس کی تفصیل میں یہ بھی ارشاد ہے کہ محتاج لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے مال داروں کی یہ شکایت کریں گے کہ ہمارے حقوق جو آپ نے ان پر فرض کئے تھے، انہوں نے ہم کو نہیں پہنچائے، اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا: اپنی عزت وجلال کی قسم میں تم کو مقرب بناؤں گا اور ان کو دُور کردوں گا۔

(طبرانی صغیر و اوسط وابوالشیخ کتاب الثواب)

۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم کیا گیا ہے اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی (مقبول) نہیں ہوتی۔ (طبرانی واصبہانی) اور ایک روایت میں ان کا ارشاد ہے کہ: جو شخص نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ (پورا) مسلمان نہیں (کہ اس کا نیک عمل اس کو نفع دے)۔ (اصبہانی)

ف:- لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ نماز بھی چھوڑ دیں، اگر ایسا کریں گے تو اس کا عذاب الگ ہوگا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ بھی دینے لگیں۔

۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے، قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنادیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اُوپر دو نقطے ہوں گے (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے) اور اس کے گلے میں طوق (یعنی ہنسلی) کی طرح ڈال دیا جائے گا اور اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا: میں

تیرا مال ہوں، میں تیری جمع ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی تصدیق میں) یہ آیت پڑھی: "وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ" الآیۃ۔ اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانے کا ذکر ہے۔ (بخاری ونسائی)

۹- حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (علاوہ "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پر ایمان لانے کے) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں اور فرض کی ہیں، پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اس کو (پورا) کام نہ دیں گے جب تک سب کو ادا نہ کرے، نماز، زکوٰۃ اور رمضان کے روزے اور بیت اللہ شریف کا حج۔ (احمد)

ف:- اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز، روزہ وحج سب کرتا ہو مگر زکوٰۃ نہ دیتا ہو وہ سب بھی اس کی نجات کے لئے کافی نہیں۔

۱۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائے گا۔ (طبرانی صغیر)

۱۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز تو سب کے سامنے ظاہر ہونے والی چیز ہے اس کو تو قبول کرلیا، اور زکوٰۃ پوشیدہ چیز ہے اس کو خود کھالیا (حق داروں کو نہ دیا) ایسے لوگ منافق ہیں۔ (بزار)

ف:- یعنی بعضے لوگ نماز اس لئے پڑھتے ہیں کہ نہ پڑھیں گے تو سب کو خبر ہوگی اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دیتے کہ اس کی خبر کسی کو نہیں ہوئی، اور منافق ایسا ہی کرتے تھے، ورنہ خدا کے حکم تو دونوں ہیں۔

۱۲- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جس قوم نے زکوٰۃ دینا بند کرلیا اللہ تعالیٰ ان کو قحط میں مبتلا کرتا ہے۔ اور ایک حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ: اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک لیتا ہے۔ (طبرانی وحاکم وبیہقی)

۱۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ: جس مال میں زکوٰۃ ملی ہوئی رہی وہ اس کو برباد کر دیتی ہے۔ (بزار و بیہقی)

ف:- "زکوٰۃ ملنا" یہ ہے کہ اس میں زکوٰۃ فرض ہو جائے اور نکالی نہ جاوے، اور "برباد ہونا" یہ ہے کہ وہ مال جاتا رہے یا اس کی برکت جاتی رہے، جیسا اگلی حدیث میں مذکور ہے۔

۱۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی مال خشکی یا دریا میں تلف ہوتا ہے، زکوٰۃ نہ دینے سے ہوتا ہے۔
(طبرانی اوسط)

ف:- اور باوجود زکوٰۃ دینے کے شاذ و نادر تلف ہو جائے تو وہ حقیقت میں تلف نہیں ہے کیونکہ اس کا اجر آخرت میں ملے گا۔ اور زکوٰۃ نہ دینے سے جو تلف ہوا وہ سزا ہے اس پر اجر کا وعدہ نہیں۔

۱۵- حضرت اسماء بن یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا کہ تم کو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہناوے؟ اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرو! (احمد بسند حسن)

یہ سب روایتیں ترغیب و ترہیب میں ہیں۔

ف:- ان حدیثوں سے یہ اُمور ثابت ہوئے:-

الف:- زکوٰۃ کی فرضیت اور فضیلت۔

ب:- زکوٰۃ نہ دینے کا وبال اور عذاب دُنیا میں تو مال کی بربادی یا بے برکتی اور آخرت میں دوزخ۔

ج:- زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز و روزہ وغیرہ بھی مقبول نہ ہونا۔

د:- زکوٰۃ نہ دینے کی حالت کا منافق کے مشابہ ہونا، جس کا بیان نمبر ۱۱ کے ذیل میں گزرا۔

ھ:- زکوٰۃ کا حقوق العباد کے مشابہ ہونا جیسا کہ نمبر ۶ کے ذیل میں گزرا۔ اس سے اس کی تاکید دُوسری عبادتوں سے اور زیادہ بڑھ گئی۔

اب چند ضروری مضامین زکوٰۃ کے متعلق لکھتا ہوں۔

پہلا مضمون:- جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے، وہ کئی چیزیں ہیں، ایک چاندی سونا خواہ وہ روپیہ اشرفی ہو، خواہ نوٹ کی شکل میں، پھر خواہ اپنے قبضے میں خواہ کسی کے ذمے اُدھار ہو، جس کا ثبوت اپنے پاس ہو، یا اُدھار لینے والا اقراری ہو، خواہ سونے چاندی کے برتن یا زیور یا سچا گوٹہ ٹھپہ ہو، اگر صرف چاندی کی چیزیں ہوں اور وزن میں ساڑھے چوّن روپے کے برابر ہو جاوے، اور اگر چاندی کے ساتھ کچھ سونے کی بھی چیزیں ہوں اور سونے کے دام چاندی کے وزن کے ساتھ مل کر وہی ساڑھے چوّن روپے کے برابر ہو جاوے تو جس دن سے ان چیزوں کا مالک ہوا ہے اس دن سے اسلامی سال گزرنے پر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہوگی اور احتیاط یہ ہے کہ اگر پچاس روپے کے برابر بھی مالیت ہو تب بھی سوا روپیہ زکوٰۃ کا دے دے۔

اور دُوسری چیز جس میں زکوٰۃ فرض ہے، سوداگری کا مال ہے، جب وہ قیمت میں اتنے کا ہو جس کا ابھی بیان ہوا ہے اور اس کی قیمت کے مقدار سے بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ مسلمانوں میں کثرت سے ایسے لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ اتنے زیور سے یا سوداگری کی اتنی مالیت سے بہت کم گھر خالی ہوں گے مگر وہ اس سے غافل ہیں، سو اس کا ضرور خیال کرنا چاہئے۔

تیسری چیز ایسے اُونٹ یا گائے یا بھینس یا بھیڑ بکریاں ہیں جن کو صرف دُودھ اور بچے حاصل کرنے کے لئے پالا ہو اور وہ جنگل میں چرتے ہوں چونکہ اس ملک میں اس کا رواج کم ہے لہٰذا ان کی تعداد جس میں زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے نہیں لکھی گئی، جس کو ضرورت ہو عالموں سے پوچھ لے۔

چوتھی چیز عشری زمین کی پیداوار ہے، اس کے مسائل بھی عالموں سے پوچھ

لئے جاویں۔

پانچویں چیز صدقۂ فطر ہے، جو عید کے دن زکوٰۃ والوں پر تو سب پر واجب ہے، اور بعضے ایسے شخصوں پر بھی واجب ہے جن پر زکوٰۃ واجب نہیں، اس کو بھی کسی عالم سے پوچھ لیں۔ یہ اپنی طرف سے اور باپ کو نابالغ بچوں کی طرف سے بھی دینا چاہئے۔

سب سے زیادہ زکوٰۃ کے حق دار اپنے غریب رشتہ دار ہیں خواہ بستی میں ہوں یا دوسری جگہ، ان کے بعد اپنی بستی کے دوسرے غریب، لیکن اگر دوسری بستی کے لوگ زیادہ غریب ہوں تو پھر ان ہی کا حق زیادہ ہے، مگر جن کو زکوٰۃ دینا ہو وہ نہ بنی ہاشم ہوں، یعنی سید وغیرہ اور نہ زکوٰۃ دینے والے کے ماں باپ یا دادا دادی یا نانا نانی نہ اولاد یا میاں بی بی لگتے ہوں، اور کفن یا مسجد میں لگانا بھی درست نہیں، البتہ میت والے کو اگر دے دے تو درست ہے، مگر پھر اس کو کفن میں لگانے نہ لگانے کا اختیار ہوگا، اور اسی طرح ہر انجمن یا مدرسے میں دینا درست نہیں، جب تک مدرسے والوں یا انجمن والوں سے پوچھ نہ لے کہ تم زکوٰۃ کو کس طریقے سے خرچ کرتے ہو۔ اور پھر کسی عالم سے پوچھ لے کہ اس طریقے سے خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

مسلمانوں کی زیادہ پریشانی ظاہری و باطنی کا سبب افلاس ہے، اور زکوٰۃ اس کا کافی علاج ہے، اگر مال دار فضول خرچی نہ کریں اور ہٹے کٹے مزدوری کرتے رہیں اور معذور لوگوں کی زکوٰۃ سے امداد ہوتی رہے تو مسلمانوں میں ایک بھی ننگا بھوکا نہ رہے۔

حدیث نمبر ۶ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں یہ مضمون صاف صاف مذکور ہے۔ فقط۔

رُوح پانزدہم (۱۵)

علاوہ زکوٰۃ کے نیک کاموں میں خرچ کرنا اور ہمدردی کرنا

یعنی زکوٰۃ دے کر بے فکر اور بے رحم نہ ہو جاوے کہ اب میرے ذمے کسی کی کوئی ہمدردی لازم نہیں رہی۔ زکوٰۃ تو ایک بندھا ہوا حق ہے، باقی بہت سے متفرق کام ایسے بھی ہیں کہ موقع پر ان میں مال خرچ کرنا اور جس کے پاس مال نہ ہو یا اس میں مال کا کام نہ ہو تو جان سے مدد کرنا بھی ضروری ہے، باقی ضرورت کا درجہ، اس کی تحقیق علماء سے ہو سکتی ہے، اس کی اجمالی دلیل ایک آیت اور حدیث لکھ کر پھر کچھ تفصیل لکھی جاوے گی۔

اجمالی دلیل

۱۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی کچھ حقوق ہیں، پھر (اس کی تائید میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: "لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا" الآیۃ۔ (تائید اس طرح ہوئی کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا اور خاص موقع پر مال دینے کا بھی ذکر فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ یہ موقعے مال دینے کے زکوٰۃ کے علاوہ ہیں)۔ (ترمذی وابن ماجہ ودارمی)

ف:- یہ دعویٰ آیت اور حدیث دونوں سے ثابت ہو گیا، حاشیہ میں طیبی و

مرقات ـــ اس کی تفصیل کی کچھ مثالیں لکھی ہیں، یعنی یہ کہ سائل کو اور قرض مانگنے والے کو محروم نہ کرے، برتنے کی چیز مانگی دینے سے انکار نہ کرے، پانی، نمک، آگ وغیرہ خفیف چیزیں ویسے ہی دے دے، آگے آیتوں اور حدیثوں سے زیادہ تفصیل معلوم ہوگی۔

تفصیلی دلیلیں

آیات ۲- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کی راہ۔

(سیقول قریب نصف)

۳- کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا (یعنی اخلاص کے ساتھ)..... الخ۔ (سیقول قریب ختم)

۴- تم خیرِ کامل کو کبھی حاصل نہ کرسکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں۔ (لن تنالوا شروع)

۵- (وہ جنت) تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے، ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں۔ (لن تنالوا بعد ربع)

۶- بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ (یعتذرون ربع اوّل)

۷- اور جو کچھ چھوٹا بڑا انھوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان (اللہ کی راہ میں) ان کو طے کرنے پڑے، یہ سب ان کے نام لکھا گیا، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔ (یعتذرون ربع اوّل)

۸- اور قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی۔

(پارہ پندرہ ربع اوّل)

۹- اور جو چیز تم خرچ کرو گے سو وہ اس کا عوض دے گا۔ (ومن یقنت بعد نصف)

۱۰- اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (پارہ ۲۹ سورۂ دہر)

ف:- اور بھی بہت آیتیں ہیں جن میں زکوٰۃ کی قید نہیں، دُوسرے نیک کاموں میں خرچ کرنے کا مضمون مذکور ہے۔ آگے احادیث ہیں۔

۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بیٹے آدمؑ کے! تو (نیک کام میں) خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ (بخاری ومسلم)

۱۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ: حرص (حبِ مال) سے بچو! اس حرص نے پہلے لوگوں کو برباد کردیا۔ (مسلم)

۱۳- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی حیات میں ایک درہم خیرات کرنا مرنے کے وقت سو درہم کے خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

۱۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیرات کرنے میں (حتی الامکان) جلدی کیا کرو، کیونکہ بلا اس سے آگے نہیں بڑھنے پاتی، بلکہ رُک جاتی ہے۔ (رزین)

ف:- ثواب کے علاوہ یہ دُنیا کا بھی فائدہ ہے۔

۱۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک کھجور کے برابر پاک کمائی سے خیرات کرے گا اور اللہ تعالیٰ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے (داہنے ہاتھ کا مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے) پھر اس کو بڑھاتا ہے جیسا تم میں کوئی اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۱۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیرات دینا مال کو کم نہیں ہونے دیتا (خواہ آمدنی بڑھ جائے یا برکت بڑھ جائے خواہ ثواب بڑھتا رہے)۔ (مسلم)

۱۷- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی قسم کی بھلائی کو حقیر نہ سمجھنا، گو اتنی ہی کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے خندہ پیشانی سے مل لو۔ (مسلم)

۱۸- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان کے ذمے کچھ نہ کچھ صدقہ کرنا ضروری ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس (مال) موجود نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے ہاتھوں سے کچھ محنت کرے (اور مال حاصل کرے) اپنے بھی کام میں لاوے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے عرض کیا: اگر (معذوری کی وجہ سے) یہ بھی نہ کرسکے، یا (اتفاق سے) ایسا نہ کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کسی حاجت مند کی مدد کرے (یہ بھی صدقہ ہے)۔ لوگوں نے عرض کیا: اگر یہ بھی نہ کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کو کوئی نیک بات بتلادے۔ لوگوں نے عرض کیا: اگر یہ بھی نہ کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کو شر نہ پہنچاوے، یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف:- ان سب کو صدقہ اس وجہ سے فرمایا جیسا کہ صدقہ سے خلق کو نفع پہنچتا ہے، ان کاموں سے بھی نفع پہنچتا ہے، ورنہ صدقہ کے اصل معنی تو اللہ کی راہ میں کچھ مال دینے کے ہیں، اور نقصان نہ پہنچانے کو نفع پہنچانے میں داخل فرمانا کتنی بڑی رحمت ہے!

۱۹، ۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے ہر جوڑ پر ہر روز ایک صدقہ (لازم) ہے، دو شخصوں کے

درمیان انصاف کردے، یہ بھی صدقہ ہے، کسی شخص کو جانور پر سوار کرنے میں یا اس کا اسباب لادنے میں مدد کردے یہ بھی صدقہ ہے، کوئی اچھی بات (جس سے کسی کا بھلا ہوجاوے) یہ بھی صدقہ ہے، جو قدم نماز کی طرف اٹھاوے وہ بھی صدقہ ہے، کوئی تکلیف کی چیز راستے سے ہٹادے یہ بھی صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف:- مسلم کی ایک دوسری حدیث میں اس کی شرح آئی ہے کہ (گنتی کے قابل) انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، جس شخص نے روزمرہ اتنی نیکیاں کرلیں اس نے اپنے کو دوزخ سے بچالیا۔

۲۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت اچھا صدقہ یہ ہے کہ کوئی اونٹنی دودھ والی کسی کو مانگی دے دی جاوے اور اسی طرح بکری دودھ والی کسی کو مانگی دے دی جاوے (اس طرح کہ وہ اس کا دودھ پیتا رہے، جب دودھ نہ رہے لوٹادے) جو ایک برتن صبح کو بھر دیوے، ایک برتن شام کو بھر دیوے۔ (بخاری و مسلم)

۲۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کوئی درخت لگادے یا کوئی کھیتی بووے، پھر اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا چرندہ یا جانور کھاوے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جو اس میں سے چوری ہوجاوے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

ف:- حالانکہ مالک نے چور کو نفع پہنچانے کا ارادہ نہیں کیا، پھر بھی صدقے کا ثواب ملنا کتنی بڑی رحمت ہے۔

۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک بدچلن عورت کی اس پر بخشش ہوگئی کہ اس کا ایک کتے پر گزر ہوا جو ایک کنویں کے کنارے زبان لٹکائے ہوئے تھا، پیاس سے ہلاک ہونے کو

تھا، اس عورت نے اپنا چمڑے کا موزہ نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی میں باندھا اور اس کے لئے پانی نکالا (اور اس کو پلایا) اس سے اس کی بخشش ہوگئی۔ عرض کیا گیا کہ: کیا ہم کو جانوروں (کی خدمت کرنے) میں ثواب ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنے تر کلیجے والے ہیں (یعنی جاندار ہیں) ان سب میں ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف:- مگر جو موذی جانور ہیں جیسے سانپ، بچھو، ان کا حکم بخاری و مسلم کی دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ ان کو قتل کردو۔ (باب المحرم یجتنب الصید)

۲۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحمٰن کی عبادت کرو اور کھانا کھلایا کرو اور سلام کو عام کرو (یعنی ہر مسلمان کو سلام کرو خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو) جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

۲۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اپنے بھائی (مسلمان) کا سامنا (یعنی ملاقات) ہو، اس وقت مسکرانا (جس سے وہ سمجھے کہ مجھ سے مل کر اس کو خوشی ہوئی ہے) یہ بھی صدقہ ہے اور کسی کو اچھی بات کا حکم کردینا اور بری بات سے منع کردینا یہ بھی صدقہ ہے، اور راستہ بھول جانے کے مقام میں کسی کو راستہ بتلا دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے، اور کوئی پتھر، کانٹا، ہڈی راستے سے ہٹا دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے، اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں (پانی) انڈیل دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔ (ترمذی)

۲۶- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ: اُمِّ سعدؓ (یعنی میری والدہ) مر گئیں، سو کون سا صدقہ زیادہ فضیلت کا ہے (جس کا ثواب اُن کو بخشوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی، انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور یہ کہہ دیا کہ یہ (یعنی اس کا ثواب) اُمِّ سعدؓ کے لئے ہے۔
(ابوداؤد و نسائی)

۲۷- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کسی مسلمان کو اس کے ننگے ہونے (یعنی کپڑا نہ ہونے) کی حالت میں کپڑا دے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے سبز کپڑے دے گا، اور جو مسلمان کسی مسلمان کو (اس کے) بھوکے ہونے (یعنی کھانا نہ ہونے) کی حالت میں کھانا دے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل دے گا، اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کے وقت پانی پلادے، اللہ اس کو (جنت کی) مہر لگی ہوئی (یعنی نفیس) شراب پلادے گا۔

(ابوداؤد وترمذی)

۲۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات چیزیں ہیں جن کا ثواب بندے کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور یہ قبر میں پڑا رہتا ہے، جس نے علم دین سکھایا، یا کوئی نہر کھودی یا کوئی کنواں کھدوایا، یا کوئی درخت لگایا، یا کوئی مسجد بنائی، یا کوئی قرآن چھوڑ گیا یا کوئی اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد بخشش کی دعا کرے۔ (ترغیب از بزار و ابونعیم) اور ابن ماجہ نے بجائے درخت لگانے اور کنواں کھدوانے کے صدقہ کا اور مسافرخانے کا ذکر کیا ہے۔ (ترغیب) اس حدیث سے دینی مدرسہ کی اور رفاہِ عامہ کے کاموں کی بھی فضیلت ثابت ہوئی۔

۲۹- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ (مال) تقسیم فرمایا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فلانے کو بھی دے دیجئے، (حدیث کے اخیر میں ہے کہ) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں (بعض اوقات) کسی شخص کو دیتا ہوں، حالانکہ دُوسرا شخص مجھ کو اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے، (مگر) اس اندیشے سے (دیتا ہوں) کہ اس کو اگر نہ ملے تو وہ اسلام پر قائم نہ رہے گا، اور (اس وجہ سے) اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دے (کیونکہ بعضے نومسلم اوّل میں مضبوط نہیں ہوتے اور تکلیف کی سہار نہیں کرسکتے، ان کے اسلام سے پھر جانے کا شبہ رہتا ہے، تو ان کو آرام دینا ضروری ہے۔ (تیسیر مسلم)

ف:- اس حدیث سے تو مسلموں کی امداد کرنے کی اور ان کو آرام پہنچانے کی فضیلت ثابت ہوئی۔

۳۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو سچا دین دے کر بھیجا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہ دے گا جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرمی کے ساتھ بات کی اور اس کی یتیمی اور بے چارگی پر ترس کھایا۔ (ترغیب از طبرانی)

ف:- اس حدیث سے یتیم خانوں کی امداد کی بھی فضیلت ہوئی۔

خلاصہ:- یہ دس آیتیں اور بیس حدیثیں ہیں، جو مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں، بجز دو تین کے ان میں دُوسری کتاب کا نام لکھ دیا ہے۔ ان سے بہت سے مواقع مخلوق کو نفع پہنچانے کے معلوم ہوئے، اور ایسے ہی اور بہت کام ہیں جو سب ایک آیت اور ایک حدیث میں جمع ہیں۔ آیت: ایک دُوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں۔

فائدہ:- حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ پیارا وہ ہے جو آدمیوں کو زیادہ نفع پہنچاوے۔ (ترغیب عن الاصبہانی)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔

رُوح شانزدہم (۱۶)

روزے رکھنا

روزے رکھنا خاص کر فرض روزے رمضان کے اور واجب روزے رکھنا، روزہ بھی مثل نماز و زکوٰۃ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے، چنانچہ:-

۱- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔

۲- اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ..... الخ۔ یہ وہ حدیث ہے جو رُوح چہاردہم کے نمبر ۹ میں گزر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و حج سب کرتا ہو مگر روزہ نہ رکھتا ہو تو اس کی نجات کے لئے کافی نہیں، روزے میں ایک خاص بات ایسی ہے جو کسی عبادت میں نہیں، وہ یہ ہے کہ چونکہ روزہ ہونے یا نہ ہونے کی بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو خبر نہیں ہوسکتی اس لئے روزہ وہی رکھے گا جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت یا اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوگا، اور اگر فی الحال کچھ کمی بھی ہوگی تو تجربے سے ثابت ہے کہ محبت و عظمت کے کام کرنے سے محبت و عظمت پیدا ہوجاتی ہے، اس لئے روزہ رکھنے سے یہ کمی پوری ہوجائے گی، اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا کا خوف اور محبت ہوگی وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا، تو روزہ رکھنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہوگئی، اگلی دو حدیثوں میں اسی بات کو اس طرح فرمایا ہے۔

۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدمی کے سب عمل اس کے لئے ہیں، مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لئے ہے۔ (بخاری)

۴- ایک اور روایت میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ: روزہ دار اپنا کھانا، اپنا پینا، اپنی نفسانی خواہش (جو بی بی کے متعلق ہے) میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔ (بخاری)
اور اس حدیث کی تفصیل ایک دوسری حدیث میں آئی ہے۔

۵- یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کا ارشاد نقل فرمایا کہ وہ کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور پینا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی لذت میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی بی بی کو میرے لئے چھوڑ دیتا ہے (یعنی اپنی خواہش اس سے پوری نہیں کرتا)۔ (ابن خزیمہ)

ف:- ان حدیثوں سے اُوپر والی بات ثابت ہوگئی اور اسی لئے روزے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی چیز فرمایا، جیسا نمبر ۳ میں گزرا، اور اسی خصوصیت مذکورہ کے سبب روزے کو اگلی حدیث میں بڑی تاکید سے سب عملوں میں بے نظیر فرمایا، چنانچہ:-

۶- حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے، فرمایا: روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اس کے برابر نہیں۔ میں نے (دوبارہ) عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے! فرمایا: روزہ کو لو! کیونکہ کوئی عمل اس کے مثل نہیں۔ میں نے (تیسری بار) پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے! فرمایا: روزہ کو لو! کیونکہ کوئی عمل اس کی مثل نہیں۔ (نسائی وابن خزیمہ)

ف:- یعنی بعض خصوصیتوں میں بے مثل ہے مثلاً خصوصیت مذکورہ میں اور روزے میں جو حق تعالیٰ کی محبت اور خوف کی خاصیت ہے، روزہ دار اگر اس کا خیال رکھے تو ضرور گناہوں سے بچے گا، کیونکہ گناہ محبت اور خوف کی کمی ہی سے ہوتا ہے، اور جب گناہوں سے بچے گا تو دوزخ سے بھی بچے گا، اگلی حدیث کا یہی مطلب ہے۔

۷- پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا: روزہ ایک ڈھال ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے (بچانے کے لئے)۔ (احمد وبیہقی) اور جس

طرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے جو کہ باطنی بیماریاں ہیں، اسی طرح بہت سی ظاہری بیماریوں سے بھی بچاتا ہے، کیونکہ زیادہ تر یہ بیماریاں کھانے پینے کی زیادتی سے ہوتی ہیں، روزے سے ان میں کمی ہوگی تو ایسی بیماریاں بھی نہ آویں گی۔ (اگلی حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے)۔

۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (ابن ماجہ)

ف:- یعنی جس طرح زکوٰۃ میں مال کا میل کچیل نکل جاتا ہے اسی طرح روزے میں بدن کا میل کچیل یعنی مادۂ فاسدہ جس سے بیماری پیدا ہوتی ہے دُور ہوجاتی ہے، اور اگلی حدیث میں یہ مضمون بالکل صاف آیا ہے۔

۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ رکھا کرو، تندرست رہوگے۔ (طبرانی) اور روزے سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسی طرح اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ:-

۱۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کو دو خوشیاں (نصیب) ہوتی ہیں، ایک تو جب افطار کرتا ہے (یعنی روزہ کھولتا ہے تو اپنے افطار پر خوش ہوتا ہے، چنانچہ ظاہر ہے) اور جب اپنے پروردگار سے ملے گا (اس وقت) اپنے روزے پر خوش ہوگا۔ (بخاری)

اور رمضان میں ایک دُوسری عبادت بھی مقرر کی گئی ہے یعنی تراویح میں قرآن پڑھنا اور سننا جو سنتِ مؤکدہ ہے، بعض باتیں اس میں روزے کی سی ہیں، مثلاً نیند جو کھانے پینے کی طرح نفس کو پیاری چیز ہے، تراویح سے اس میں کسی قدر کمی ہوتی ہے اور مثلاً اس کم سونے کی بھی پوری خبر کسی کو نہیں ہوسکتی، چنانچہ بہت دفعہ آدمی نماز میں سوجاتا ہے اور دُوسرے لوگ سمجھتے ہیں کہ جاگ رہا ہے اور مثلاً بعض دفعہ سجدے

میں نیند آجانے سے بدن ایسی وضع پر ہوجاتا ہے کہ اس وضع پر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جب وضو نہ رہا، نماز بھی نہ رہی، مثلاً وضو بھی نہ ٹوٹا مگر سوتے ہوئے جس قدر حصہ نماز کا ادا ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہوا تو ایسی حالت میں نیند جیسی پیاری چیز کو دفع کرنا یا تازہ وضو کرکے اس نماز کو لوٹانا یا نماز کے اس حصے کو لوٹانا جو سوتے میں ادا ہوا ہے، وہی شخص کرسکتا ہے جس کے دل میں خدائے تعالیٰ کی محبت اور خوف ہوگا۔ پس روزے کی طرح اس عبادت یعنی تراویح میں قرآن پڑھنے اور سننے میں بھی زیادہ دکھلاوا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شان کی دو عبادتیں جمع فرمادیں، ایک دن میں، ایک رات میں، اگلی دو حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے۔

۱۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح و قرآن کے لئے) تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا (جو مؤکدہ ہونے کے سبب وہ بھی ضروری ہے)، جو شخص ایمان سے اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (نسائی)

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندے کی شفاعت (یعنی بخشش کی سفارش) کریں گے، روزہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار! میں نے اس کو کھانے اور نفسانی خواہش سے روکے رکھا، سو اس کے حق میں میری سفارش قبول کیجئے۔ اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو پورا سونے سے روکے رکھا، سو اس کے حق میں میری سفارش قبول کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ان دونوں کی سفارش قبول کرلی جائے گی۔ (احمد و طبرانی فی الکبیر و ابن ابی الدنیا و حاکم)

ف:۔ دونوں حدیثیں ملانے سے صیام و قیام میں مناسبت جس کی تفصیل

ابھی اوپر آئی ہے، ظاہر ہے۔ یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا، آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے۔

آیت:۱۳- ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ایک لمبی آیت میں): اور روزے رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں (آخیر میں ارشاد فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب تیار کیا ہے۔ (الاحزاب)

احادیث:۱۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے! کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو (جو فاقہ سے پیدا ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (بخاری)

ف:- اس بدبو کا اصلی سبب چونکہ معدہ ہے، اس لئے یہ مسواک سے بھی نہیں جاتی، ہاں کچھ کم ہوجاتی ہے۔(۱)

۱۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث جس میں اعمال کے ثواب کی مختلف مقداریں آئی ہیں) ارشاد فرمایا کہ: روزہ خاص اللہ ہی کے لئے ہے، اس پر عمل کرنے والے کا ثواب (غیر محدود ہے اس کو) کوئی شخص نہیں جانتا بجز اللہ کے۔ (طبرانی فی الاوسط وبیہقی)

۱۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر ان میں کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا، یہاں تک کہ رمضان کی آخیر رات ہوجاتی ہے اور کوئی ایمان دار بندہ ایسا نہیں جو ان راتوں میں سے کسی رات میں نماز پڑھے (مراد وہ نماز ہے جو رمضان کے سبب ہو، جیسے تراویح)

---

(۱) لم یرض لموسیٰ علیہ السلام ھذا الخفۃ فزاد عشرا ان ثبت ما رواہ الدیلمی کما فی الدر المنثور ورضیھا لنا مع بقاء اصل الخلوف فشرع لنا السواک وھذا من باب اختلاف الشرائع۔۱۲

مگر اللہ تعالیٰ ہر سجدے کے عوض ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے، اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر سرخ یاقوت سے بناتا ہے، جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے، ان میں سے ہر دروازے کے متعلق ایک محل سونے کا ہوگا، جو سرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا، پھر جب رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے سبب گزشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں (جو رمضان گزشتہ کے ایسے ہی دن تک ہوئے ہوں، یعنی اس رمضان کی پہلی تاریخ سے پہلے رمضان کی پہلی تاریخ تک) اور ہر روز صبح کی نماز سے لے کر آفتاب کے چھپنے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں، اور یہ جتنی نمازیں رمضان کے مہینے میں پڑھے گا خواہ دن کو خواہ رات کو ہر سجدے کے عوض ایک درخت ملے گا، جس کے سایے میں سوار پانچ سو برس تک چل سکے گا۔ (بیہقی)

۱۷- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری جمعہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا: اے لوگو! تمہارے پاس ایک بڑا اور برکت والا مہینہ آپہنچا (یعنی رمضان)، ایسا مہینہ جس میں ایک رات ہے جو (ایسی ہے جس میں عبادت کرنا) ایک ہزار مہینے (تک عبادت کرنے) سے افضل ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کو فرض کیا ہے اور اس کی شب بیداری (تراویح) کو فرض سے کم (یعنی سنت) کیا ہے، جو شخص اس میں کسی نیک کام سے (جو فرض نہ ہو) خدا تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرے وہ ایسا ہوگا جیسے اس کے سوا کسی دُوسرے زمانے میں ایک فرض ادا کرے، اور جو کوئی اس میں کوئی فرض ادا کرے وہ ایسا ہوگا جیسا اس کے سوا کسی دُوسرے زمانے میں ستر فرض ادا کرے۔ (آگے ارشاد ہے کہ) جو شخص اس میں کسی روزے دار کا روزہ کھلوادے گا (یعنی کچھ اِفطاری دے دے) یہ اس کے گناہوں کی بخشش کا اور دوزخ سے اس کے چھٹکارے کا ذریعہ ہوجائے گا اور اس کو بھی اس روزے دار کے برابر ثواب ملے گا اس طرح کہ اس کا ثواب بھی نہ گھٹے گا، لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں ہر شخص کو تو اتنا میسر نہیں جس سے روزے دار

کا روزہ کھلوا سکے (یہ پوچھنے والے روزہ کھلوانے کا مطلب یہ سمجھے کہ پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ثواب اس شخص کو بھی دیتا ہے جو کسی کا روزہ ایک چھوارے پر یا پیاس بھر پانی پر یا دودھ کی لسی پر (جو دودھ میں پانی ملا کر بنائی جاتی ہے) کھلوادے.... الخ۔ (ابن خزیمہ)

اور رمضان کے متعلق ایک تیسری عبادت اور بھی ہے یعنی اعتکاف۔ رمضان کے اخیر دس دن میں جو ایسی سنت ہے کہ سب کے ذمے ہے لیکن اگر بستی میں ایک بھی کر لے تو سب کی طرف سے کافی ہے، اور اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ یہ ارادہ کر کے مسجد میں پڑا رہے کہ اتنے دن تک بدون پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کی مجبوری کے یہاں سے نہ نکلوں گا، اور روزہ اور تراویح کی طرح اس میں بھی نفس کی ایک پیاری چیز چھوٹتی ہے یعنی کھلے مہار پھرنا اور اسی طرح اس میں بھی دکھلاوا نہیں ہوسکتا کیونکہ کسی کو کیا خبر کہ مسجد میں کسی خاص نیت سے بیٹھا ہے یا ویسے ہی آگیا ہے۔ آگے اس کی فضیلت کا ذکر ہے۔

۱۸- حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رمضان میں دس روز کا اعتکاف کرے، دو حج اور دو عمرے جیسا ثواب ہوگا۔

۱۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے رکا رہتا ہے اور اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے کوئی تمام نیکیاں کر رہا ہو۔ (مشکوٰۃ از ابن ماجہ) اور ایک فضیلت اس میں یہ بھی ہے کہ اس کو مسجد میں رہنا پڑتا ہے اور مسجد میں حاضر رہنے کی فضیلت روح دوازدہم میں گزر چکی ہے، البتہ[1] عورتیں گھر ہی میں اپنی نماز پڑھنے کی

---

(۱) وفی قوله تعالیٰ: "وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ" اشارة لطيفة الى تخصيص الرجال بالمساجد حيث خص بالخطاب من يتصور مباشرة النساء وما هم الا الرجال ۱۲۔

جگہ اعتکاف کریں اور یہ سب عبادتیں جس دن ختم ہوتی ہیں یعنی عید کے دن اس کی بھی فضیلت آتی ہے۔ چنانچہ:-

۲۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انہوں نے میرا فرض ادا کیا، پھر دُعا کے لئے نکلے ہیں، اپنی عزت و جلال اور کرم و شانِ بلند کی قسم میں ضرور ان کی عرض قبول کروں گا، پھر فرماتا ہے کہ: واپس جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری بُرائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا، پس وہ بخشے بخشائے واپس آتے ہیں۔ (مشکوٰۃ از بیہقی) آخر کی دو حدیثیں تو مشکوٰۃ کی ہیں، باقی سب ترغیب سے ہیں۔ (اشرف علی عفی عنہ)

رُوحِ ہفتدہم (۱۷) [1]

حج کرنا

حج کرنا (جن اشخاص میں شرطیں پائی جائیں ان پر فرض ہے اور دوسروں کے لئے نفل) اور حج بھی مثل نماز و زکوٰۃ و روزہ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے، چنانچہ:-

۱- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمے اس مکان (یعنی کعبہ) کا حج کرنا ہے، یعنی اس شخص کے ذمے جو کہ طاقت رکھے وہاں تک (پہنچنے) کی سبیل (یعنی سامان) کی۔ (لن تنالوا)

۲- اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے .... الخ۔ یہ وہ حدیث ہے جو رُوحِ چہاردہم کے نمبر۹ میں گزر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و روزہ سب کرتا ہو مگر حج فرض نہ کیا ہو تو اس کی نجات کے لئے کافی نہیں۔ اور حج میں ایک خاص بات ایسی ہے جو اور عبادتوں میں نہیں، وہ یہ ہے کہ اور عبادتوں کے افعال میں کچھ عقلی مصلحتیں بھی سمجھ میں آسکتی ہیں مگر حج کے افعال میں عاشقانہ شان ہے تو حج وہی کرے گا جس کا عشق عقل پر غالب ہوگا اور فی الحال اس میں کچھ کمی بھی ہوگی، تو تجربے سے ثابت ہے کہ عاشقانہ کام کرنے سے عشق پیدا ہو جاتا ہے اس لئے حج کرنے سے یہ کمی پوری ہو جائے گی، اور خاص کر جب ان کاموں کو اسی خیال سے

---

(۱) سیاق ھذا الروح کسیاق روح الصوم سواء بسواء فانظر وتفرج۔۱۲
لقب بلقب خاص کما قبلہ لما قبلہ

کرے اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا؟ تو حج کرنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہوگئی (ایسی ہی تقریر روزے کے بیان میں گزری ہے) اگلی حدیثوں سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بیت اللہ کے گرد پھرنا اور صفا و مروہ کے درمیان پھیرے کرنا، اور کنکریوں کا مارنا یہ سب اللہ کی یاد کے قائم کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

(سنن ابوداؤد باب الرمل)

ف:- یعنی گو ظاہر والوں کو تعجب ہوسکتا ہے کہ اس گھومنے، دوڑنے، کنکریاں مارنے میں عقلی مصلحت کیا ہے، مگر تم مصلحت مت ڈھونڈو، یوں سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے، اس کے کرنے سے اس کی یاد ہوتی ہے اور اس سے علاقہ بڑھتا ہے اور محبت کا امتحان ہوتا ہے کہ جو بات عقل میں بھی نہیں آئی حکم سمجھ کر اس کو بھی مان لیا، پھر محبوب کے گھر کے بل بل قربان ہونا، اس کے کوچے میں دوڑے دوڑے پھرنا کھلم کھلا عاشقانہ حرکات ہیں۔

۴- حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ: (اب طواف میں) شانے ہلاتے ہوئے دوڑنا اور شانوں کو چادرہ سے باہر نکال لینا کس وجہ سے ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو (مکہ میں) قوت دی اور کفر کو اور کفر والوں کو مٹا دیا (اور یہ فعل شروع ہوا تھا ان ہی کو اپنی قوت دکھلانے کے لئے جیسا روایات میں آیا ہے) اور باوجود اس کے (کہ اب مصلحت نہیں رہی مگر) ہم اس فعل کو نہ چھوڑیں گے جس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپ کے اتباع اور حکم سے کرتے تھے (کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حجۃ الوداع میں عمل فرمایا جبکہ مکہ میں ایک بھی کافر نہ تھا)۔ (سنن ابوداؤد باب الرمل)

ف:- اگر حج میں عاشقی کا رنگ غالب نہ ہوتا تو جب عقلی ضرورت ختم ہوگئی تھی یہ فعل بھی موقوف کر دیا جاتا۔

۵- حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ حجرِ اسود کی طرف آئے اور اس کو بوسہ دیا اور فرمایا: میں جانتا ہوں تو پتھر ہے، نہ (کسی کو) نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا کہ تجھ کو بوسہ دیتے تھے تو میں (کبھی) تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ (بین ابوداؤد باب تقبیل الحجر)

ف:- محبوب کے علاقے کی چیز کو چومنے کا سبب بجز عشق کے اور کون سی مصلحت ہو سکتی ہے؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول سے یہ بات ظاہر کر دی کہ مسلمان حجرِ اسود کو معبود نہیں سمجھتے، کیونکہ معبود تو وہی ہے جو نفع وضرر کا مالک ہو۔

۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کی طرف رُخ کیا پھر اس پر اپنے دونوں لب (مبارک) ایسی حالت میں رکھے کہ بڑی دیر تک روتے رہے پھر جو نگاہ پھیری تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت عمرؓ بھی رو رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ وابن خزیمہ وحاکم وبیہقی)

ف:- محبوب کی نشانی کو پیار کرتے ہوئے رونا صرف عشق سے ہو سکتا ہے، خوف وغیرہ سے نہیں ہو سکتا، اور افعالِ عاشقانہ تو ارادے سے بھی ہو سکتے ہیں مگر رونا بدون جوش کے نہیں ہو سکتا، پس حج کا تعلق عشق سے ہے، اس حدیث سے اور زیادہ ثابت ہوا ہے۔

۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا کہ: جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں ہوتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان لوگوں پر فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز راستے سے اس حالت میں آئے

ہیں کہ پریشان بال ہیں اور غبار آلود بدن ہے اور دُھوپ میں چل رہے ہیں، میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ (بیہقی وابن خزیمہ)

ف:- اس صورت کا عاشقانہ ہونا ظاہر ہے اور فخر کے ساتھ اس کا ذکر فرمانا اس عاشقانہ صورت کے پیارے ہونے کو بتلا رہا ہے، یہ چند حدیثیں حج میں عاشق کی شان ہونے کی تائید میں بطور نمونے کے لکھ دی گئیں ورنہ حج کے سارے افعال کھلم کھلا اسی عاشقانہ رنگ کے ہیں، یعنی مزدلفہ، عرفات کے پہاڑوں میں پھرنا، لبیک کہنے میں چیخنا پکارنا، ننگے سر پھرنا، اپنی زندگی کو موت کی شکل بنالینا، یعنی مُردوں کا لباس پہننا، ناخن، بال تک نہ اُکھاڑنا، جوں تک نہ مارنا، جس سے دیوانوں کی سی بھی صورت ہوجاتی ہے، سر نہ منڈانا، کسی جانور کا شکار نہ کرنا، خاص حد کے اندر درخت نہ کاٹنا، گھاس تک نہ توڑنا، جس میں کوچۂ محبوب کا ادب بھی ہے۔ یہ کام عاقلوں کے ہیں یا عاشقوں کے؟ اور ان میں بعض افعال جو عورتوں کے لئے نہیں ہیں، اس میں ایک خاص وجہ ہے، یعنی پردے کی مصلحت۔ اور خانۂ کعبہ کے گرد گھومنا اور صفا و مروہ کے بیچ میں دوڑنا اور خاص نشانوں پر کنکر پتھر مارنا اور حجرِ اسود کو بوسہ دینا اور زار و زار رونا اور خاک آلودہ دُھوپ میں چلتے ہوئے عرفات میں حاضر ہونا، ان کے عاشقانہ افعال ہونے کا ذکر اُوپر حدیثوں میں آچکا ہے اور جس طرح حج میں عشق و محبت کا رنگ ہے اس کے آداب کا جس مقام سے تعلق ہے یعنی مکہ معظمہ مع اپنے تعلقات کے، اس میں بھی محبت کی شان رکھی گئی ہے، جس سے حج کا وہ رنگ اور تیز ہوجائے، چنانچہ آیت میں ہے:-

۸- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی کہ: میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب آباد کرتا ہوں، آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کردیجئے۔ (سورۂ ابراہیم مختصراً)

ف:- اس دُعا کا وہ اثر آنکھوں سے نظر آتا ہے کہ جس کو ابن ابی حاتم نے

سدی سے روایت کیا ہے۔

۹- کوئی مومن ایسا نہیں جس کا دل کعبہ کی محبت میں پھنسا ہوا نہ ہو، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ کہہ دیتے کہ لوگوں کے قلوب، تو یہود و نصاریٰ کی وہاں بھیڑ ہو جاتی، لیکن انہوں نے اہلِ ایمان کو خاص کر دیا کہ کچھ لوگوں کے قلوب کہہ دیا۔ (عین در منثور) اور حدیث میں ہے۔ چنانچہ:-

۱۰- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہجرت کے وقت مکہ معظمہ کو خطاب کر کے) فرمایا: تو کیسا کچھ ستھرا شہر ہے اور میرا کیسا محبوب ہے، اور اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے جدا نہ کرتی تو میں اور جگہ جا کر نہ رہتا۔ (عین مشکوٰۃ از ترمذی)

ف:- اور جب ہر مومن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو آپؐ کے محبوب شہر مکہ معظمہ سے ضرور محبت ہوگی، تو مکہ سے محبت دو پیغمبروں کی دعا کا اثر ہوا۔ یہ توجہ کی اور مقام کی دینی فضیلت تھی جو کہ اصلی فضیلت ہے اور بعض دنیوی منفعتیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھی ہیں، گو حج میں ان کی نیت نہ ہونا چاہئے مگر وہ خود حاصل ہو جاتی ہیں، چنانچہ آگے دو آیتوں میں اس طرح اشارہ ہے:-

۱۱- ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے: خدائے تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مقام ہے لوگوں (کی مصلحت) قائم رہنے کا سبب قرار دیا.... الخ۔ (المائدۃ)

ف:- مصلحت عام لفظ ہے، سو کعبہ کی دینی مصلحتیں تو ظاہر ہیں اور دنیوی مصلحتیں بعضی یہ ہیں: اس کا جائے امن ہونا، وہاں پر ہر سال مجمع ہونا، جس میں مالی ترقی اور قومی اتحاد بہت سہولت سے میسر ہو سکتا ہے اور اس کے بقاء تک عالم کا باقی رہنا، حتیٰ کہ کفار جب اس کو منہدم کر دیں گے قریب ہی قیامت آجائے گی، جیسا احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ (بیان القرآن بحاصلہ)

۱۲- اللہ تعالیٰ نے (حج کے لئے لوگوں کے آنے کی حکمت میں یہ) ارشاد فرمایا: تاکہ اپنے (دینی و دنیوی) فوائد کے لئے آ موجود ہوں۔ (مثلاً) آخرت کے منافع یہ ہیں: حج وثواب ورضائے حق، اور دنیوی فوائد یہ ہیں: قربانی کا گوشت کھانا، تجارت ومثل ذالک، چنانچہ:-

۱۳- حضرت ابن ابی حاتم نے اس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے (کذافی روح بیان القرآن) اور حج کے رنگ کی ایک دوسری عبادت اور بھی ہے یعنی عمرہ جو کہ سنت مؤکدہ ہے، جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں، اسی لئے اس کا لقب حجِ اصغر ہے۔ چنانچہ:-

۱۴- حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ اور حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے (عین درمنثور عن ابی شیبہ) مگر یہ حج کے زمانے میں بھی ہوتا ہے جس سے دو عبادتیں ایک شان کی جمع ہوجاتی ہیں اور دوسرے زمانے میں بھی ہوتا ہے۔ یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا، آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے۔

۱۵- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور (جب حج یا عمرہ کرنا ہو تو اس) حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے (خوش کرنے کے) واسطے پورا پورا ادا کرو (کہ افعال وشرائط بھی سب بجالاؤ اور نیت بھی خالص ثواب کی ہو)۔ (بیان القرآن)

۱۶- حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کردینے والی بیماری حج سے روکنے والی نہ ہو اور وہ پھر بے حج کئے مرجائے، اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔ (عین مشکوٰۃ از داری)

ف:- فرض حج نہ کرنے میں کتنی سخت دھمکی ہے۔

۱۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حج کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا چاہئے۔

(عین مشکوٰۃ از ابوداؤد و ترمذی)

۱۸- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج اور عمرہ میں اتصال کرلیا کرو (جبکہ زمانہ حج کا ہو) دونوں افلاس کو اور گناہوں کو دُور کرتے ہیں، جیسا بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو دُور کرتی ہے (بشرطیکہ کوئی دُوسرا امر اس کے خلاف اثر کرنے والا نہ پایا جائے) اور جو حج احتیاط سے کیا جائے اس کا عوض بجز جنت کے کچھ نہیں۔ (عین مشکوٰۃ از ترمذی ونسائی)

ف:- اس میں حج وعمرہ کا دینی نفع مذکور ہے اور ایک دُنیوی نفع اور گناہ سے مراد حقوق اللہ ہیں، کیونکہ حقوق العباد[1] تو شہادت سے بھی معاف نہیں ہوتے۔ (الحدیث: الا الدین کما فی المشکوٰۃ عن مسلم)۔

۱۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ دُعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی دُعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت چاہتے ہیں تو وہ ان کی مغفرت فرماتا ہے۔ (عن مشکوٰۃ از ابن ماجہ)

۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے یا جہاد کرنے چلا، پھر وہ راستے ہی میں (ان کاموں کے کرنے سے پہلے) مرگیا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے غازی اور حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھے گا۔ (عین مشکوٰۃ از بیہقی) اور حج کے متعلق ایک تیسرا عمل اور بھی ہے، یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ شریفہ کی زیارت جو اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے، اور جس طرح حج میں عشقِ الٰہی کی شان تھی، اس زیارت میں عشقِ نبوی کی شان ہے اور جب حج سے عشقِ الٰہی میں ترقی ہوئی اور زیارت سے عشقِ نبوی میں، جس کے دل میں اللہ ورسول کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا؟ اس

---

(۱) وما ورد فی ضمان التبعات فبعد ثبوتہ کما تردد فی ثبوتہ صاحب الترغیب یحمل علی غیر المالیات کالاغتیاب ونحوہ واللہ اعلم۔

شانِ عشق کا پتہ اس حدیث سے چلتا ہے:-

۲۱- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو شخص حج کرے اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسے میری حیات میں میری زیارت کرے۔ (بیہقی مشکوٰۃ از بیہقی)

ف:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں زیارتوں کو برابر فرمایا اور جب کسی خاص بات کی تخصیص نہیں تو ہر اثر میں برابر ہوں گی، اور ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں آپؐ کی زیارت ہوتی تو کس قدر آپؐ کا عشق قلب میں پیدا ہوتا، تو وفات کے بعد زیارت کرنے کا بھی وہی اثر ہوگا۔ اور حدیث تو اس دعوے کی تائید کے لئے لکھ دی ورنہ اس زیارت کا یہ اثر ترقی عشقِ نبوی کھلم کھلا آنکھوں سے نظر آتا ہے اور جس طرح حج کے مقام یعنی مکہ معظمہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے جس کا بیان اُوپر ہو چکا ہے اسی طرح اس زیارت کے مقام یعنی مدینہ منورہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے، چنانچہ:-

۲۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث) میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! انہوں نے (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) تجھ سے مکہ کے لئے دُعا کی ہے اور میں تجھ سے مدینہ کے لئے دُعا کرتا ہوں وہ بھی اور اتنی ہی اور بھی.... الخ۔ (مشکوٰۃ از مسلم)

ف:- نمبر ۸ میں گزرا ہے کہ حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کے لئے محبوبیت کی دُعا فرمائی ہے تو مدینہ منورہ کے لئے دُگنی محبوبیت کی دُعا ہوگی۔

۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم مکہ سے (محبت) کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ.... الخ۔ (مشکوٰۃ از بخاری)

۲۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب

سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو سواری کو تیز کر دیتے، مدینہ کی محبت کے سبب۔ (مشکوٰۃ از بخاری)

ف:- محبوب کا محبوب جب محبوب ہوتا ہے تو ضرور سب مسلمانوں کو مدینہ سے محبت ہوگی۔

۴۵- حضرت یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روئے زمین میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھ کو اپنی قبر ہونا مدینہ سے زیادہ پسند ہو یہ بات تین بار دُہرائی۔ (مشکوٰۃ از مالک) اس میں یہ بھی تقریر ہے کہ جو اس سے پہلی حدیث میں تھی اور حج و زیارت سے محبت کا بڑھ جانا اور خود حج و زیارت کی اور ان مقاموں کی محبت ہر ایمان والے کے دل میں ہونا دلیل کا محتاج نہیں اور اس محبت کا جو اثر دین پر پڑتا ہے اس کا بیان اُوپر ہو چکا ہے، پس اے مقدور والے مسلمانو! اس دولت کو نہ چھوڑو!

(والروایات ماخوذة من کتب مختلفة وصرح باسمائها عند کل)

رُوحِ ہشدہم (۱۸)

قربانی کرنا

قربانی کرنا، جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر قربانی کرنا واجب ہے، اور اس کا بیان کہ زکوٰۃ کس پر فرض ہوتی ہے، رُوحِ چہاردہم کے اخیر حصے کے پہلے مضمون میں گزر چکا ہے۔ اور بعضے ایسے شخص پر بھی واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض نہیں، اس کو کسی عالم سے زبانی پوچھ لے اور جس پر قربانی واجب نہ ہو، اگر وہ بھی کرے یا اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی کرے تو اس کو بھی بہت ثواب ملتا ہے اور اگر کسی مرے ہوئے کی طرف سے کرے تو اس مرے ہوئے کو بھی بہت ثواب ملتا ہے۔ اب اس کے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

آیات: ۱- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ہر اُمت کے لئے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپایوں پر (یعنی گائے، اُونٹ، بکری، بھیڑ پر) اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے تھے۔ (اور یہ وہ جانور ہیں جن کا ذکر دُوسری آیت میں مع ان کے کھانے کے حلال ہونے کے اس طرح آیا ہے کہ) آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم یعنی نر و مادہ، اور بھیڑ میں دُنبہ بھی آ گیا، اور بکری میں وہی دو قسم اور اُونٹ میں وہی دو قسم اور گائے میں وہی دو قسم (اور گائے میں بھینس بھی آ گئی)۔ (سورۃ الانعام) (پھر ارشاد ہے) اور قربانی کے اُونٹ اور گائے کو ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے (کہ ان کی قربانی سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دین کی رفعت ظاہر ہوتی ہے اور اس حکمت کے علاوہ) ان جانوروں میں تمہارے اور بھی فائدے ہیں (مثلاً

دُنیوی فائدہ کھانا اور کھلانا، اور اُخروی فائدہ ثواب۔ پھر ارشاد فرمایا) اللہ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے، اور نہ ان کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ (اور اخلاص) پہنچتا ہے۔ (پھر ارشاد ہوتا ہے) اور اِخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔ (الحج)

ف ۱:- اس سے معلوم ہوا کہ قربانی پہلی اُمتوں پر بھی تھی۔

ف ۲:- اگر چہ بکری بھیڑ بھی قربانی کے جانور ہیں اور اس لئے وہ بھی دین کی یادگار ہیں مگر آیت میں خاص اُونٹ اور گائے کا ذکر فرمانا اس لئے ہے کہ ان کی قربانی بھیڑ بکری کی قربانی سے افضل ہے، اور اگر پوری گائے یا اُونٹ نہ ہو بلکہ اس کا ساتواں حصہ قربانی میں لے لے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ ساتواں حصہ اور پوری بکری یا بھیڑ قیمت اور گوشت کی مقدار میں برابر ہوں تو جس کا گوشت عمدہ ہو وہی افضل ہے، اور اگر قیمت اور گوشت میں برابر نہ ہوں تو جو زیادہ ہو وہ افضل ہے۔

(شامی از تاتارخانیہ)

ف ۳:- قربانی میں اِخلاص یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ کے لئے اور اس سے ثواب لینے کے لئے کرے۔

۲- آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔ (الکوثر)

ف:- یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ہے جب آپ کو اس کی تاکید ہے تو ہم کو کیسے معاف ہوگی، جیسے اس کے ساتھ کی چیز ہے، یعنی نماز کہ اُمت پر بھی فرض ہے۔

احادیث: ۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قربانی کے دن میں آدمی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں، اور قربانی کا جانور قیامت کے دن مع اپنے سینگوں اور اپنے بالوں اور کھروں کے حاضر ہوگا (یعنی ان سب چیزوں کے بدلے ثواب ملے گا) اور (قربانی کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک

خاص درجے میں پہنچ جاتا ہے، سو تم لوگ جی خوش کر کے قربانی کرو! (زیادہ داموں کے خرچ ہو جانے پر جی بُرا مت کیا کرو!)۔ (ابن ماجہ و ترمذی و حاکم)

۴- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے، انہوں نے عرض کیا کہ: ہم کو اس میں کیا ملتا ہے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی! انہوں نے عرض کیا کہ: اگر اُون (والا جانور) ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر اُون کے بدلے بھی ایک نیکی۔ (حاکم)

۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! اُٹھ اور (ذبح کے وقت) اپنی قربانی کے پاس موجود رہ، کیونکہ پہلا قطرہ جو قربانی کا زمین پر گرتا ہے اس کے ساتھ ہی تیرے لئے تمام گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی (اور) یاد رکھ کہ (قیامت کے دن) اس (قربانی) کا خون اور گوشت لایا جائے گا اور تیری میزان (عمل) میں ستر حصے بڑھا کر رکھ دیا جائے گا (اور ان سب کے بدلے نیکیاں دی جاویں گی)۔ ابو سعیدؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ (ثواب مذکور) کیا خاص آلِ محمدؐ کے لئے؟ کیونکہ وہ اس کے لائق بھی ہیں کہ کسی چیز کے ساتھ خاص کئے جائیں یا آلِ محمد اور سب مسلمانوں کے لئے عام طور بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: آلِ محمد کے لئے (ایک طرح سے) خاص بھی ہے، اور سب مسلمانوں کے لئے عام طور بھی ہے۔ (اصبہانی)

ف:- ایک طرح سے خاص ہونے کا مطلب ویسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے لئے فرمایا ہے کہ نیک کام کا ثواب بھی اوروں سے دُونا ہے اور گناہ کا عذاب بھی دُونا ہے۔ سو قرآن مجید سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے لئے اور اس حدیث سے آپ کی اولاد کے لئے بھی یہ

قانون ثابت ہوتا ہے اور اس کی بنا پر زیادہ بزرگی ہے۔

۶- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص اس طرح قربانی کرے کہ اس کا دل خوش ہو (اور اپنی قربانی میں ثواب کی نیت رکھتا ہو، وہ قربانی اس شخص کے لئے دوزخ سے آڑ ہو جائے گی۔
(طبرانی کبیر)

۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص قربانی کرنے کی گنجائش رکھے اور قربانی نہ کرے سو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آوے۔
(حاکم)

ف:- اس سے کس قدر ناراضی ٹپکتی ہے! کیا کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کی سہار کر سکتا ہے؟ اور یہ ناراضی اسی سے ہے جس کے ذمے قربانی واجب ہو، اور جس کو گنجائش نہ ہو اس کے لئے نہیں۔ یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں۔

۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں اپنی بیبیوں کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرعید کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔
(مسلم)

ف:- یہ ضرور نہیں کہ ایک گائے سب بیبیوں کی طرف سے کی ہو، بلکہ ممکن ہے کہ سات کے اندر اندر کی ہو اور اونٹ بکری کثرت سے ملتے ہوئے گائے کی قربانی فرمانا، اگر اتفاقی طور پر نہ سمجھا جائے تو ممکن ہے کہ یہود جو بچھڑے کو پوجا کرتے تھے اس شرک کے مٹانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اہتمام فرمایا ہو۔ اور بعض روایتوں میں جو گائے کے گوشت کا مرض (یعنی مضر) ہونا آیا ہے وہ شرعی حکم نہیں ہے بطور پرہیز کے ہے، جیسا کہ زوج وہم نمبر ۹ میں حضرت علی رضی اللہ

عنہ کو کھجور کھانے سے ممانعت فرمانے کا مضمون گزر چکا ہے۔ چنانچہ حلیمی نے کہا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حجاز خشک ملک ہے اور گائے کا گوشت بھی خشک ہے، (مقاصد حسنة في علمكم وفي لحوم البقر) اور مقاصد والے نے کہا ہے کہ گویا یہ حجاز والوں کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ معنی پسند کئے گئے ہیں یعنی سب علماء نے اس کو پسند کیا ہے۔

۹- حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو دُنبے قربانی کئے اور فرمایا: ان میں ایک میری طرف سے ہے اور دُوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے، میں نے ان سے (اس کے متعلق) گفتگو کی، انہوں نے فرمایا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس کا حکم دیا ہے، میں اس کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔ (ابوداؤد و ترمذی)

ف: - حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر بڑا حق ہے، اگر ہم ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی ایک حصہ کر دیا کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔

۱۰- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دُنبے کی اپنی طرف سے قربانی کی اور) دُوسرے دُنبے کے ذبح میں فرمایا کہ: یہ (قربانی) اس کی طرف سے ہے جو میری اُمت میں سے مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی۔ (موصلی وکبیر واوسط) یہ حدیثیں جمع الفوائد میں ہیں۔

ف ۱: - مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت کو ثواب میں شامل کرنا تھا، نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے ایسی طرح ہوگئی کہ اب کسی کے ذمے قربانی نہیں رہی۔

ف ۲: - غور کرنے کی بات ہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی میں اُمت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ اُمتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد نہ رکھیں اور ایک حصہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہ کریں۔

۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنی قربانیوں کو خوب (۱) قوی کیا کرو! (یعنی کھلا پلا کر) کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔ (کنز العمال عن ابی ہریرۃ)

ف:- عالموں نے سواریاں ہونے کے دو مطلب بیان کئے ہیں، ایک یہ کہ قربانی کے جانور خود سواریاں ہو جائیں گے اور اگر کئی جانور قربانی کئے ہوں یا تو سب کے بدلے میں ایک بہت اچھی سواری مل جاوے گی اور یا ایک ایک منزل میں ایک ایک جانور پر سواری کریں گے۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ قربانیوں کی برکت سے پل صراط پر چلنا ایسا آسان ہو جائے گا جیسے گویا خود ان پر سوار ہو کر پار ہو گئے۔ اور کنز العمال میں ایک حدیث اس مضمون کی یہ ہے کہ: سب سے افضل قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجے کی ہو اور خوب موٹی ہو۔ اور ایک حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیاری قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجے کی ہو اور خوب موٹی ہو، (ھق عن رجل، والضعف غیر مضر فی الفضائل لاسیما بعد انجبارہ بتعدد الطرق)۔

قربانی سے روکنے کا مسئلہ

بعضے ظالم لوگ قربانی کرنے پر خاص کر گائے کی قربانی پر مسلمانوں سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں اور کبھی عین قربانی کے وقت مسلمانوں پر چڑھ آتے ہیں اور قربانی جو کہ ان کا حق جائز بلکہ واجب ہے اس کے چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں، جو سراسر ان کی زیادتی ہے اور چونکہ اوپر آیتوں اور حدیثوں میں خاص گائے کا حلال ہونا اور اس کی قربانی کی فضیلت اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا گائے کی قربانی فرمانا بھی

---

(۱) دلیلہ ما فی کتاب الاکراہ من الدر المختار فان اکرہ علی اکل میتۃ الی قولہ حل الفعل فان صبر اثم الا اذا اراد مغایظۃ الکفار فلا باس و کذا لو لم یعلم الاباحۃ بالاکراہ وفی وان اکرہ علی الکفر الی قولہ یوجر لو صبر ومثلہ سائر حقوقہ تعالی، کافساد صوم وصلوۃ و کل ما ثبت فرضیتہ بالکتب. قلت وسائر الشعائر عامۃ اصلیۃ کانت او خاصہ لعارض ملحقۃ الصوم والصلوۃ فافہم. ۱۲

مذکور ہے اس لئے مسلمان اس مذہبی دست اندازی کو گوارا نہیں کرتے اور اپنی جان دے دیتے ہیں جس میں وہ بالکل بے قصور ہیں، سو اس کے متعلق مسئلہ سمجھ لینا چاہئے کہ جس طرح ایسی مضبوطی کرنا جائز ہے، اگر کہیں ایسی مضبوطی کرنا خلاف مصلحت ہو تو شروع سے دُوسری بات بھی جائز ہے، وہ یہ کہ اس وقت صبر کریں اور قربانی نہ کریں، اور فوراً حکام کو اطلاع کر کے ان سے مدد لیں اور اگر قربانی کی مدت میں یعنی بارہ تاریخ تک اس کا کافی انتظام کر دیا جائے، قربانی کر لیں اور اگر اس کے بعد انتظام ہو تو اگلے سال سے قربانی کریں اور اس سال قربانی کے اس حصے کی قیمت محتاجوں کو دے دیں اور اگر پہلے سے معلوم ہو جائے کہ جھگڑا ہوگا تو اس وقت وہ طریقہ اختیار کریں جو رُوح دہم میں لکھا گیا ہے، اس کا یہ مضمون ہے کہ اگر کسی مخالف کی طرف سے کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعے سے اس کی مدافعت کرو، خواہ وہ خود انتظام کر دیں خواہ تم کو انتظام کی اجازت دے دیں، اور اگر خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کر دو، اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو، اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ تمہاری مصیبت دُور ہو، اھ۔ اور اگر کہیں ظاہر لم لوگ چھوڑ دینے پر نہ مانیں، اور جان ہی لینے پر آمادہ ہوں تو مسلمانوں کے مقابلے پر مضبوط ہو جانا ہر حال میں فرض ہے،[1] گو کمزور ہی ہوں، خلاصہ یہ کہ حتی الامکان فتنہ و فساد کو امن کے ساتھ دفع کریں اور جو کوئی اس پر بھی سر ہی ہو جائے تو پھر مرتا کیا نہ کرتا، بقول سعدیؒ:-

چو دست از ہمہ حیلتے درگسست
حلال ست بردن بشمشیر دست
اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ
وگر جنگ جوید عناں بر مپیچ

---

(۱) وھذا من باب القتال حیث یفرض علینا اذا ھجم العدو لا من باب الاکراہ۔ ۱۲

رُوح نوزدہم ⑲

آمدنی اور خرچ کا انتظام رکھنا

(یعنی مال کمانے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو اور اس کے خرچ کرنے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو۔)

۱- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن کسی آدمی کے قدم (حساب کے موقع سے) نہیں ہٹیں گے جب تک اُس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو چکے گا اور (ان پانچ میں دو یہ بھی ہیں کہ) اس کے مال کے متعلق بھی (سوال ہوگا) کہ کہاں سے کمایا؟ (یعنی حلال سے یا حرام سے) اور کاہے میں خرچ کیا؟..... الخ۔ (ترمذی)

ف:- تفصیل اس کی یہ ہے کہ کمانے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے سود لینا اور رشوت لینا اور کسی کا حق دبالینا، جیسے کسی کی زمین چھین لینا یا موروثی کا دعویٰ کرنا یا کسی کا قرض مار لینا یا کسی کا حصہ میراث کا نہ دینا جیسے بعضے آدمی لڑکیوں کو نہیں دیتے یا اس کے کمانے میں اتنا کھپ جانا کہ نماز کی پروا نہ رہے یا آخرت کو بھول جائے یا زکوٰۃ وحج ادا نہ کرے یا دین کی باتیں سیکھنا یا بزرگوں کے آس پاس آنا جانا چھوڑ دے اور اسی طرح خرچ کرنے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے گناہوں کے کام میں خرچ کرنا یا شادی غمی کی رسموں میں یا نام کے لئے خرچ کرنا یا محض نفس کے خوش کرنے کو ضرورت سے زیادہ کھانے، کپڑے یا مکان کی تعمیر یا سجاوٹ یا سواری شکاری یا بچوں کے کھلونوں میں خرچ کرنا، سوان سب

احتیاطوں کے ساتھ اگر مال کماوے یا جمع کرے کچھ ڈر نہیں بلکہ بعضی صورتوں میں ایسا کرنا بہتر بلکہ ضروری ہے، جیسے بیوی بچوں کا ساتھ ہے اور ان کے کھانے پینے یا ان کو دین سکھلانے میں روپے کی حاجت ہے یا دین کی حفاظت میں روپے کی ضرورت ہے جیسے علمِ دین کے مدرسے ہیں یا مسلمانوں[1] کی خدمت یا اسلام کی تبلیغ کی انجمنیں ہیں یا اسلامی یتیم خانے ہیں یا مسجدیں ہیں خاص کر جب دُشمنانِ دین ان چیزوں کے مٹانے کے لئے روپے خرچ کرتے ہیں اور حالات ایسے ہوں کہ روپے کا مقابلہ روپے ہی سے ہو سکتا ہو، جیسا اللہ تعالیٰ نے ایسے موقع کے لئے پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان دُرست رکھنے کا حکم فرمایا (سورۂ توبہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی گھوڑوں کے رکھنے میں خاص درجے کے ثواب کا اور ان گھوڑوں کی ہر حالت میں بہت بہت نیکیوں کا وعدہ فرمایا ہے (مسلم) پس ایسی حالتوں میں دُنیا اور دین کی موجودہ اور آئندہ[2] حاجتوں کی کفایت کی قدر روپیہ حاصل کرنا عبادت ہوگا، اگلی حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے۔

۲- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حلال کمائی کی تلاش کرنا فرض ہے[3] بعد فرض (عبادت) کے۔ (بیہقی)

۳- ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دُنیا چار شخصوں کے لئے (ان میں سے) ایک وہ بندہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو مال بھی دیا اور دین کی واقفیت بھی دی، سو وہ اس میں اپنے رَبّ سے ڈرتا ہے اور اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور اس میں

---

(۱) دل علی ھذا التعمیم قولہ تعالیٰ: وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِھِمْ لَا تَعْلَمُوْنَھُمْ ...... (التوبۃ:۱۱)

(۲) مثلاً کوئی کافر زمین دار کسی مسلمان رعایا کو تنگ کرے، اگر مسلمان کے پاس زمین ہو وہ اس کو پناہ دے سکتا ہے۔

(۳) اشار الی تاخر المقصود بالغیر عن المقصود بالذات۔ ۱۲

اللہ تعالیٰ کے لئے اس کے حقوق پر عمل کرتا ہے، یہ شخص سب سے افضل درجے میں ہے.....الخ۔ (ترمذی)

۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ مال خوشنما، خوش مزہ چیز ہے، جو شخص اس کو حق کے ساتھ (یعنی شرع کے موافق) حاصل کرے اور حق میں (یعنی جائز موقع میں) خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے.....الخ۔ (بخاری ومسلم)

۵- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا مال اچھے آدمی کے لئے اچھی چیز ہے۔ (احمد)

۶- حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں صرف اشرفی اور روپیہ ہی کام دے گا۔

۷- حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ: مال پہلے زمانے میں (یعنی صحابہؓ کے وقت میں) ناپسند کیا جاتا تھا (کیونکہ قلب میں دین کی قوت ہوتی تھی، اس لئے مال سے قوت حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی اور اس کی خرابیوں پر نظر کر کے اُس سے دُور رہنا پسند کرتے تھے) لیکن اس زمانے میں وہ مال مؤمن کی ڈھال ہے (یعنی اس کو بددینی سے بچاتا ہے کیونکہ قلب میں وہ قوت نہیں، پس مال کے نہ ہونے سے پریشان ہوجاتا ہے اور پریشانی میں دین کو برباد کرلیتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ: اگر ہمارے پاس یہ اشرفیاں نہ ہوتیں تو یہ بڑے لوگ ہماری صافی بنالیتے یعنی ذلیل وخوار سمجھتے (اور ذلت سے بعض دفعہ دین کا بھی نقصان ہوجاتا ہے، اب مال کے سبب ہماری عزت کرتے ہیں اور عزت کے سبب ہمارا دین محفوظ رہتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کے ہاتھ میں کچھ روپیہ پیسہ ہو اس کی

درستی کرتا رہے (یعنی اس کو بڑھاتا رہے، یا کم از کم اس کو برباد نہ کرے) کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی اس میں محتاج ہوجاتا ہے تو سب سے پہلے اپنے دین ہی پر ہاتھ صاف کرتا ہے (جیسا ڈھال ہونے کے مطلب میں ابھی گزرا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ: حلال مال فضول خرچی کی برداشت نہیں کرسکتا (یعنی اکثر وہ اتنا ہوتا ہی نہیں کہ اس کو بے موقع اڑایا جائے اور وہ پھر بھی ختم نہ ہو، اس لئے اس کو سنبھال کر ضرورت میں خرچ کرے تاکہ جلدی ختم ہونے میں پریشانی نہ ہو)۔

(شرح السنۃ)

آگے حلال مال کے حاصل کرنے کے ذریعوں کی فضیلت کا ذکر ہے۔

۸- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سچ بولنے والا، امانت والا تاجر (قیامت میں) پیغمبروں اور ولیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی و دارمی و دارقطنی)

ف:- اس میں حلال تجارت کی فضیلت ہے۔

۹- حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص نے کوئی کھانا اس سے اچھا نہیں کھایا کہ اپنی دستکاری سے کھائے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے۔ (بخاری) اور وہ دستکاری زرہ بنانا ہے، جیسا قرآن مجید میں آیا ہے اور اس سے حلال دستکاری کی فضیلت معلوم ہوئی، البتہ حرام دستکاری گناہ کی چیز ہے جیسے جاندار کا فوٹو لینا یا تصویر بنانا، باجے بنانا۔

۱۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اور آپ نے بھی چرائی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! میں اہل مکہ کی بکریاں کچھ قیراطوں پر چرایا کرتا تھا۔ (بخاری)

ف:- قیراط دینار کا چوبیسواں حصہ ہوتا ہے، اور دینار ہمارے سکے سے قریب پونے تین روپے کا ہوتا ہے تو قیراط دو پائی کم دو آنے کا ہوا، غالباً ہر بکری کی چرائی اتنی ٹھہر جاتی ہوگی اور اس سے ایسی مزدوری کی فضیلت معلوم ہوئی جس میں کئی شخصوں[1] کا کام کیا جائے۔

۱۱- حضرت عتبہ بن النذر رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو آٹھ یا دس برس کے لئے نوکر رکھ دیا تھا (حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانے پر)۔ (احمد وابن ماجہ)

ف:- یہ قصہ قرآن مجید میں بھی ہے، اسی لئے ایسی نوکری کی فضیلت معلوم ہوئی جس میں ایک[2] ہی شخص کا کام کیا جائے۔

۱۲- حضرت ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر دینے کی اجازت دی ہے اور فرمایا کہ اس کا کچھ حرج نہیں۔ (مسلم)

ف:- اس سے جائز کرایہ کی آمدنی کی اجازت معلوم ہوئی۔

۱۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ کوئی درخت لگاوے یا کچھ کھیتی کرے، پھر اس سے آدمی یا کوئی پرندہ یا کوئی مویشی کھاوے مگر اس شخص کے لئے وہ (بجائے) خیرات ہوتا ہے (یعنی خیرات کا ثواب ملتا ہے)۔ (بخاری ومسلم)

ف:- اس سے کھیتی کرنے کی اور اسی طرح درخت یا باغ لگانے کی کیسی فضیلت ثابت ہوتی ہے، تو یہ بھی آمدنی کا ایک پسندیدہ ذریعہ ہوا۔

---

(۱) بشرطیکہ دین کی ذلت نہ ہو، جیسے مسلمان کسی کافر کی بہت ذلیل خدمت کرے۔

(۲) وسمي بالاجير المشترک۔۱۲

۱۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (ایک لمبی حدیث میں) کہ ایک شخص انصار میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مانگنے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے گھر سے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ پانی پینے کا منگا کر اور اس کو نیلام کر کے اس کی قیمت میں سے کچھ اناج اور ایک کلہاڑی خرید کر اس کو دے کر) فرمایا کہ: جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر بیچو، پھر فرمایا: یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ مانگنے کا کام (قیامت کے دن) تمہارے چہرے پر (ذلت کا) ایک داغ ہو کر ظاہر ہو۔

(ابوداؤد وابن ماجہ)

ف:- اس سے ثابت ہوا کہ حلال پیشہ کیسا[1] ہی گھٹیا ہو، اگرچہ گھاس ہی کھودنا ہو، مانگنے سے اچھا ہے، اگرچہ شان ہی بنا کر مانگا جاوے، جیسے بہت لوگوں نے چندہ مانگنے کا پیشہ کر لیا ہے، جس سے اپنی ذات اور دوسرے پر گرانی ہوتی ہے، البتہ اگر دینی کام کے لئے عام خطاب سے چندہ کی ضرورت ظاہر کی جائے تو مضائقہ نہیں۔

۱۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ (حلال) پیشہ کرنے والے مؤمن سے محبت کرتا ہے۔

(عین ترغیب از طبرانی وبیہقی)

ف:- اس میں ہر حلال پیشہ آگیا، کسی حلال پیشے کو ذلیل نہ سمجھنا چاہئے، آگے اس کا ذکر ہے کہ اپنی تسلی کے لئے حلال مال کا ذخیرہ رکھنا بھی مصلحت ہے۔

۱۶- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ (یہود) بنی نضیر کے اموال (مراد زمینیں ہیں جو بذریعہ فتح مسلمانوں کے قبضے میں آئی تھیں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (خرچ کے) لئے مخصوص تھے، آپ اس میں سے اپنی بیبیوں کا خرچ ایک سال کا دے دیتے تھے (اور) جو بچتا، اس کو ہتھیار اور گھوڑوں (یعنی جہاد کے سامان) میں لگا دیتے۔ (عین بخاری)

---

(۱) وسمی بالأجیرانی ص ۱۳۔

۱۷- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا اور اپنے کل مال کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کرکے اس سے دست بردار ہو جاؤں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ مال تھام لینا چاہئے، یہ تمہارے لئے بہتر (اور مصلحت) ہے (وہ مصلحت یہی ہے کہ گزر کا سامان اپنے پاس ہونے سے پریشان نہیں ہونے پاتی) میں نے عرض کیا: تو میں اپنا وہ حصہ تھامے لیتا ہوں جو خیبر میں مجھ کو ملا ہے۔ (عین ترمذی)

ف:- پہلی حدیث سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بقدر ضرورت ذخیرہ رکھنا اور دوسری حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے لئے مشورہ دینا ثابت ہوتا ہے۔

۱۸- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایسے شخص سے نفرت رکھتا ہوں جو محض بیکار ہو، نہ کسی دنیا کے کام میں ہو اور نہ آخرت کے کام میں ہو۔ (عین مقاصد حسنہ از سعید بن منصور و احمد و ابن مبارک و بیہقی و ابن ابی شیبہ)

ف:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے متعلق کوئی دینی کام نہ ہو اس کو چاہئے کہ معاش کے کسی جائز کام میں لگے، بیکار عمر نہ گزارے، باقی دینی کام کرنے والوں کا ذمہ دار خود خدا تعالیٰ ہے، وہ معاش کی فکر نہ کریں۔

یہاں تک آمدنی کا ذکر تھا، آگے خرچ کا ذکر ہے۔

۱۹- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مال کے ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف:- ضائع کرنے کا مطلب بے موقع خرچ کرنا ہے، جس کی کچھ تفصیل حدیث نمبر ا کے ذیل میں مذکور ہے۔

۲۰- حضرت انس و ابو امامہ و ابن عباس و علی رضی اللہ عنہم سے (مجموعاً و مرفوعاً) روایت ہے کہ بیچ کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اُڑائے، بلکہ

سوچ سمجھ کر اور سنبھال کر، ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام و اعتدال کے ساتھ ضرورت کے موقعوں میں صرف کرے تو اس طرح خرچ کرنا) آدھی کمائی ہے، جو شخص (خرچ کرنے میں اس طرح) بیچ کی چال چلے گا وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اُڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا۔ (تین مقاصد از عسکری و دیلمی وغیرہا)

ف :- اس میں خرچ کے انتظام کا گر بتلا دیا گیا اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ زیادہ تر پریشانی و بربادی کا سبب یہی ہے کہ خرچ کا انتظام نہیں رکھا جاتا، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ہاتھ میں ہے وہ ختم ہو جاتا ہے، پھر قرض لینا شروع کر دیتے ہیں جس کے بُرے نتیجے بے شمار ہیں، دُنیا میں بھی جو کہ دیکھے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی جیسا کہ:-

۲۱- حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے بارے میں فرمایا: یعنی جو کسی کا مالی حق کسی کے ذمے آتا ہو، قسم ہے اس ذات کی کہ میری جان اُس کے قبضے میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جاوے پھر زندہ ہو کر (دوبارہ) شہید ہو جاوے، پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جائے اور اس کے ذمے کسی کا دَین آتا ہو وہ جنت میں نہ جاوے گا جب تک اُس کا دَین ادا نہ کیا جائے گا۔

(تین ترغیب از نسائی وطبرانی وحاکم مع لفظ وتصحیح حاکم)

ف :- البتہ جو دَین کسی ایسی ضرورت سے لیا کہ شرع کے نزدیک بھی وہ ضرورت ہے اور اس کے ادا کرنے کی دُھن میں بھی لگا رہا، اس کی اجازت ہے۔

(الاحادیث فی الترھیب من الدَّین من الترغیب)

ان سب حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ مال کا آمد و خرچ اگر شرع کے موافق ہو تو وہ خدائے تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، اس میں کوئی بُرائی نہیں اور جہاں بُرائی آتی ہے وہ اس صورت میں جب اس کا آمد و خرچ شرع کے خلاف ہو جیسے حدیثوں میں نکاح کرنے کی اور نسل بڑھانے کی تاکید بھی آئی ہے (کما فی الروح الاتی) پھر بی بی

اور اولاد کو دشمن بھی فرمایا ہے (تغابن) یعنی جب آخرت سے روکے (جلالین) پس ان سب کی ایک حالت ہوئی۔ سو خدا تعالیٰ کی نعمتیں خوب برتو! مگر غلام بن کر، نہ کہ باغی بن کر۔ یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں اور بعضی حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی ہیں، ان کے نام کے ساتھ لفظ عین بڑھا دیا۔

روح بستم ⑳

نکاح کرنا اور نسل بڑھانا

(یعنی جس مرد یا عورت کو کوئی عذر نکاح سے روکنے والا نہ ہو، اس کے لئے کبھی مصلحت کے درجے میں اور کبھی ضرورت کے درجے میں اصلی حکم یہی ہے کہ نکاح کرلے) چنانچہ:۔

۱۔ حضرت ابن ابی نجیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: محتاج ہے، محتاج ہے وہ مرد جس کی بی بی نہ ہو، لوگوں نے عرض کیا کہ: اگرچہ وہ بہت مالدار ہو (تب بھی وہ محتاج ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ہاں) اگرچہ وہ بہت مالدار ہو! (پھر فرمایا) محتاج ہے، محتاج ہے وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو! لوگوں نے عرض کیا: اگرچہ وہ بہت مالدار ہو (تب بھی وہ محتاج ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والی ہو۔ (رزین)

ف:۔ کیونکہ مال کا جو مقصود ہے یعنی راحت اور بے فکری، نہ اس مرد کو نصیب ہے جس کی بی بی نہ ہو، اور نہ اس عورت کو نصیب ہے جس کا خاوند نہ ہو، چنانچہ دیکھا بھی جاتا ہے۔ اور نکاح میں بڑے بڑے فائدے ہیں دین کے بھی اور دنیا کے بھی، چنانچہ:۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جوانوں کی جماعت! جو شخص تم میں گھرستی کا بوجھ اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو (یعنی بی بی کے حقوق ادا کرسکتا ہو) اس کو نکاح کرلینا

چاہئے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھنے والا ہے اور شرمگاہ بچانے والا ہے (یعنی حرام نگاہ سے اور حرام فعل سے آسانی کے ساتھ بچ سکتا ہے)۔ (بخاری و مسلم)

ف:- اس کا دینی فائدہ ہونا ظاہر ہے اور دنیوی فائدہ ایک تو نمبر ا میں مذکور ہو چکا ہے اور کچھ آگے مذکور ہوتے ہیں۔

۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: عورتوں سے نکاح کرو، وہ تمہارے لئے مال لاویں گی۔ (بزار)

ف:- یہ بات اس وقت ہے جب میاں بی بی دونوں سمجھ دار، ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں، ایسی حالت میں مرد تو یہ سمجھ کر کہ میرے ذمہ خرچ بڑھ گیا ہے کمانے کی زیادہ کوشش کرے گا اور عورت گھر کا ایسا انتظام کرے گی جو مرد نہیں کر سکتا، اور اس حالت میں راحت اور بے فکری لازم ہے اور مال کا یہی فائدہ ہے، یہ مطلب ہوا مال لانے کا۔

۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: کون سی عورت سب سے اچھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کو دیکھے (دل) خوش ہو جاوے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کو بجا لاوے اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی ناگوار بات کر کے اس کے خلاف نہ کرے۔ (نسائی)

ف:- خوشی اور فرمانبرداری اور موافقت کتنے بڑے فائدے ہیں۔

۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ اور سینے میں چکی پیسنے سے اور پانی ڈھونے سے نشان پڑ گئے اور جھاڑو کی گرد اور چولہے کے دھوئیں سے کپڑے میلے ہو گئے، کہیں سے کچھ لونڈیاں آئی تھیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی مانگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! اللہ سے ڈرو اور اپنے پروردگار کا فرض ادا کرتی

رہو اور اپنے گھر والوں کا کام کرتی رہو۔ (بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی)

ف:- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی کون ہوگی جو گھر کا کام نہ کرے؟ تو گھر کا انتظام رکھنا کتنا بڑا فائدہ ہے۔

۶- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو (اگر وہ بیوہ ہے تو پہلے نکاح سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے اور اگر کنواری ہے تو اس کی تندرستی سے اور اس کے خاندان کی نکاح کی ہوئی عورتوں سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے) کیونکہ میں تمہاری کثرت سے اور امتوں پر فخر کروں گا (کہ میری اُمت اتنی زیادہ ہے)۔ (ابوداؤد ونسائی)

ف:- اولاد کا ہونا بھی کتنا بڑا فائدہ ہے، زندگی میں بھی کہ وہ سب سے بڑھ کر اپنی خدمت گزار و مددگار اور فرمانبردار اور خیرخواہ ہوتے ہیں، (کما ھو مشاھد فی الاکثر) اور مرنے کے بعد اس کے لئے دُعا بھی کرتے ہیں (عین مشکوٰۃ باب العلم از مسلم) اور اگر آگے نیک نسل چلی تو اس کے دینی راستے پر چلنے والے مدتوں تک رہتے ہیں (روح دوم نمبر۵) اور قیامت میں بھی اس طرح کہ جو بچپن میں مرگئے وہ اس کو بخشوائیں گے (کتاب الجنائز) اور جو بالغ ہوکر نیک ہوئے وہ بھی سفارش کریں گے (روح سوم نمبر۶ و نمبر۷) اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی ہے جس سے دُنیا میں بھی قوت بڑھتی ہے اور قیامت میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوکر فخر فرمائیں گے۔ سو نکاح نہ کرنا اتنے فائدوں کو برباد کرنا ہے اور اگر کسی ملک میں شرع کے موافق باندی مل سکے، ان فائدوں کے حاصل کرنے میں وہ بھی بجائے بی بی کے ہے، پس بدون معقول عذر کے حلال عورت سے خالی رہنے کی بُرائی آئی ہے، چنانچہ:-

۷- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عکاف بن بشیر

تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے عکاف! کیا تمہارے پاس بی بی ہے؟ عرض کیا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور باندی بھی نہیں؟ عرض کیا: باندی بھی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور خیر سے تم مالدار بھی ہو، وہ بولے: خیر سے میں مالدار بھی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: پھر تو تم اس حالت میں شیطان کے بھائی ہو، اگر تم نصاریٰ میں سے ہوتے تو اُن کے راہبوں میں سے ہوتے، ہمارا (یعنی اہلِ اسلام کا) طریقہ نکاح کرنا ہے (یا شرعی باندی رکھنا)، تم میں سب سے بدتر مجرد لوگ ہیں، شیطان کے پاس کوئی ہتھیار جو نیک لوگوں میں پورا اثر کرنے والا ہو، عورتوں سے بڑھ کر نہیں، مگر جو لوگ نکاح کئے ہوئے ہیں وہ گندی باتوں سے پاک وصاف ہیں۔ (احمد مختصراً)

ف:- یہ اس حالت میں ہے جب نفس میں عورت کا تقاضا ہو، سو جب حلال نہ ہوگی، حرام کا ڈر ظاہر ہے، اور یہ سب فائدے دین و دُنیا کے جو ذکر کئے گئے پورے طور سے اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب میاں بیوی میں محبت ہو اور محبت اُس وقت ہوتی ہے جب ایک دُوسرے کے حقوق ادا کرتے رہیں، پھر ان حقوق کا حکم بھی ہے اس لئے کچھ بڑے بڑے حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے، باقی حقوق اس سے سمجھ میں آجاویں گے، بی بی کے حقوق یہ ہیں:-

۸- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی فضیلت فرمائی جس کے پاس کوئی باندی تھی اس نے اس کو (دینی) ادب اور علم اچھی طرح سکھلایا..... الخ۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ از بخاری ومسلم)

ف:- ظاہر ہے کہ بی بی کا حق باندی سے زیادہ ہی ہے، تو اس کو علم دین سکھانے کی کیسی کچھ فضیلت ہوگی، اور روح نمبر ۴ میں اس کا حکم قرآن سے مذکور ہوا ہے۔

۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: عورتوں کے حق میں (تم کو) اچھے برتاؤ کی نصیحت (کرتا ہوں، تم اس کو) قبول کرو، کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے، سو اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے، اور اگر اس کو اس کے حال پر رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی، اس لئے اُن کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت قبول کرو! (بخاری و مسلم و ترمذی)

ف:- سیدھا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اُن سے کوئی بات بھی تمہاری طبیعت کے خلاف نہ ہو، سو اس کوشش میں کامیابی نہ ہوگی، انجام کار طلاق کی نوبت آوے گی، اس لئے معمولی باتوں میں درگزر کرنا چاہئے۔ نیز زیادہ سختی یا بے پروائی کرنے سے کبھی عورت کے دل میں شیطان دین کے خلاف باتیں پیدا کر دیتا ہے، اس کا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔

۱۰- حضرت حکیم بن معاویہؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری بی بی کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہے کہ جب تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جب کپڑا پہنو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو! (یعنی قصور پر بھی منہ پر مت مارو اور بے قصور مارنا تو سب جگہ بُرا ہے) اور نہ اُس کو بُرا کوسنا اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑو مگر گھر کے اندر اندر رہ کر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ)۔ (ابوداؤد)

۱۱- حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کوئی شخص اپنی بی بی کو غلام کی سی مار نہ دے، پھر شاید دن کے ختم ہونے پر اس سے ہم بستری کرنے لگے۔ (بخاری و مسلم و ترمذی)

ف:- یعنی پھر کیسے آنکھیں ملیں گی؟

۱۲- حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور میمونہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں، اتنے میں حضرت ابن اُم مکتومؓ (نابینا)

آئے اور یہ واقعہ ہم کو پردے کا حکم ہونے کے بعد کا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں ان سے پردے میں ہو جاؤ! ہم نے عرض کیا: کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ ہم کو دیکھتے ہیں، نہ ہم کو پہچانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں؟ (ترمذی وابوداؤد)

ف:- یہ بھی بی بی کا حق ہے، اس کو نامحرم سے ایسا پردہ کراوے کہ نہ یہ اس کو دیکھے، نہ وہ اس کو دیکھے، اور اس میں بی بی کے دین کی بھی حفاظت ہے، اس لئے کہ تجربہ ہے کہ کسی سے جس قدر زیادہ خصوصیت ہوتی ہے اسی قدر اس سے زیادہ تعلق ہوتا ہے، اور جتنی کوئی چیز عام ہوتی ہے اس سے کم تعلق ہوتا ہے، اور پردے میں یہ خصوصیت ظاہر ہے، اس لئے تعلق بھی زیادہ ہوگا اور جتنا تعلق بی بی سے زیادہ ہوگا اتنا ہی اس کا حق زیادہ ادا ہوگا، تو پردے میں بی بی کا دُنیا کا نفع بھی زیادہ ہوگا۔ آگے خاوند کا حق مذکور ہوتا ہے۔

۱۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو بی بی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ (ترمذی)

ف:- اس سے کتنا بڑا حق شوہر کا ثابت ہوتا ہے۔

۱۴:- حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے گی۔ (ابن ماجہ)

ف:- یعنی صرف نماز و روزہ کرکے یوں نہ سمجھ بیٹھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیا، وہ حق بھی پورا ادا نہیں ہوا۔

۱۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: اس عورت کی نماز اس کے سر سے آگے نہیں بڑھتی (قبول نہیں ہوتی) جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرے اور جب تک وہ اس سے باز نہ آجائے۔ (اوسط وصغیر طبرانی)

یہاں تک نکاح کی تاکید اور حقوق کا مضمون ہو چکا، البتہ اگر نکاح سے روکنے والا کوئی عذر قوی ہو تو اس حالت میں نہ مرد کے لئے نکاح ضروری رہتا ہے، نہ عورت کے لئے، اگلی حدیثوں میں بعضے عذروں کا بیان ہے۔

۱۶- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور عرض کیا کہ: یہ میری بیٹی نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی سے فرمایا: (نکاح کے بارے میں) اپنے باپ کا کہنا مان لے، اس نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا، میں نکاح نہ کروں گی جب تک آپ مجھ کو یہ نہ بتلا دیں کہ خاوند کا حق بی بی کے ذمہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس میں بعضے بڑے حقوق کا ذکر ہے) اس نے عرض کیا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا، میں کبھی نکاح نہ کروں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کا نکاح (جب وہ شرعاً با اختیار ہوں) بدون ان کی اجازت کے مت کرو۔ (بزار)

ف:- اس کا یہ عذر تھا کہ اس کو اُمید نہ تھی کہ خاوند کا حق ادا کرسکوں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مجبور نہیں فرمایا۔

۱۷- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں اور وہ عورت جس کے رُخسارے (محنت مشقت سے) بدرنگ ہوگئے ہوں، قیامت کے دن اس طرح ہوں گے جیسے بیچ کی اُنگلی اور شہادت کی اُنگلی۔ یعنی ایسی عورت جو اپنے خاوند سے بیوہ ہوگئی ہو اور شان و شوکت والی اور حسن و جمالی والی ہے (جس کے طالب نکاح بہت سے ہوسکتے ہیں مگر) اس نے اپنے کو یتیموں (کی خدمت) کے لئے مقید کردیا، یہاں تک کہ (سیانے ہوکر)

جدا ہو گئے یا مر گئے۔ (ابوداؤد)

ف:- یہ اس صورت میں ہے جب عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ دُوسرا نکاح کرنے سے بچے برباد ہو جائیں گے۔ پہلی حدیث میں پہلے نکاح کا اور دُوسری حدیث میں دُوسرے نکاح کا عذر ہے، یہ عذر عورت کے لئے تھے، آگے مردوں کے عذر کا ذکر ہے۔

۱۸- حضرت یحیٰی بن واقدؒ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک سو اسّی ۱۸۰ھ ہو (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پونے دو سو برس کے قریب گزر جاویں جس میں فتنوں کی کثرت ہوگی، اور بعضی روایات میں دو سو برس آئے ہیں، کما فی تخریج العراقی علی الاحیاء، عن ابی یعلی والخطابی، سو ایسی کسر کو شمار نہ کرنے سے دونوں کا ایک ہی مطلب ہوا) میں (اس وقت) اپنی اُمت کے لئے مجرد رہنے کی اور تعلقات چھوڑ کر پہاڑیوں کی چوٹیوں میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔ (رزین)

ف:- اس کا مفصل مطلب آگے آتا ہے۔

۱۹- حضرت ابن مسعود و ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بی بی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی کہ یہ لوگ اس کو ناداری سے عار دلائیں گے اور ایسی باتوں کی فرمائش کریں گے جس کو یہ اُٹھا نہیں سکے گا، سو یہ ایسے کاموں میں گھس جاوے گا جس میں اس کا دین جاتا رہے گا، پھر یہ برباد ہو جائے گا۔

(عین تخریج مذکور از خطابی و بیہقی)

ف:- حاصل اس عذر کا ظاہر ہے کہ جب دین کے ضرر کا قوی اندیشہ ہو اور بعضے آدمی کم ہمتی سے نکاح نہیں کرتے اور پرائے ٹکڑوں پر پڑے رہتے ہیں اُن کی نسبت یہ حدیث آئی ہے۔

۲۰- حضرت عیاضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پانچ آدمی دوزخی ہیں (ان میں سے) ایک وہ کم ہمت ہے جس کو (دین کی) عقل نہیں، جو لوگ تم میں طفیلی بن کر رہتے ہیں، نہ اہل وعیال رکھتے ہیں، نہ مال رکھتے ہیں۔ (مسلم)

اور بیبیوں کی طرح اولاد کے بھی حقوق ہیں، جن کا حکم بھی ہے اور ان کے ادا کرنے سے یہ بھی زیادہ امید ہے کہ وہ زیادہ خدمت کریں گے، ان میں دینی حقوق کا ذکر روح دوم کے نمبر۴ و ۶ و ۷ میں اور روح سوم نمبر۶ و ۷ میں ہو چکا ہے، اور ان کا دنیوی حق یہ ہے کہ جن چیزوں سے دنیا کا نفع اور آرام ملتا ہے وہ بھی سکھلا دے۔

۲۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بیٹوں کو تیرنا اور تیر چلانا سکھاؤ اور عورت کو کاتنا سکھلاؤ۔

(عین مقاصد از بیہقی)

ف:- ان تین کا نام مثال کے طور پر ہے، مراد سب ضرورت کی چیزیں ہیں۔ یہ سب حدیثیں جمع الفوائد سے لی گئیں اور بعض حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی گئی ہیں ان کے نام کے ساتھ لفظ عین بڑھا دیا گیا ہے، فقط۔

روح بست وکیم (۲۱)

دُنیا سے دِل نہ لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا

اس سے دین میں پختگی اور دل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور یہ بات اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ ہمیشہ یوں سوچا کرے کہ دُنیا ایک ادنیٰ درجے کی چیز اور پھر ختم ہونے والی ہے (خاص کر اپنی عمر تو بہت جلد گزر جائے گی اور آخرت ایک شاندار چیز اور آنے والی ہے) جس میں موت تو بہت ہی جلد آ کھڑی ہوگی، پھر لگاتار یہ واقعات ہونا شروع ہو جائیں گے، قبر کا ثواب و عذاب، قیامت کا حساب کتاب، جنت اور دوزخ کی جزا و سزا، اس مضمون کی چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں:-

۱- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی مثلاً عورتیں ہیں اور بیٹے ہیں اور لگے ہوئے ڈھیر ہیں سونے چاندی کے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے ہیں اور دُوسرے مواشی ہیں اور زراعت ہے (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگی کی، اور انجام کار کی (خوبی کی چیز) تو اللہ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آوے گی جس کی خبر دینے کا آگے حکم ہے یعنی) آپ (ان لوگوں سے یہ) فرما دیجئے کیا میں تم کو ایسی چیز بتا دوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان (مذکورہ) چیزوں سے؟ (سو سنو) ایسے لوگوں کے لئے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے ہیں ان کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں (یعنی بہشت) جن کے پائیں میں نہریں جاری ہیں، ان (بہشتوں) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور (ان کے لئے) ایسی بیبیاں ہیں جو (ہر طرح) صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور (ان کے لئے) خوشنودی

ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ (آل عمران)

۲- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو کچھ (دُنیا میں) تمہارے پاس ہے وہ (ایک روز) ختم ہونے ہوجاوے گا (خواہ زوال سے یا موت سے) اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا۔ (النحل)

۳- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: مال اور اولاد حیاتِ دُنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمالِ صالحہ (ہمیشہ ہمیشہ کو) باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رَبّ کے نزدیک (یعنی آخرت میں اس دُنیا سے) ثواب کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہیں اور اُمید کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہیں، یعنی اعمالِ صالحہ پر جو جو اُمیدیں وابستہ ہوئی ہیں وہ آخرت میں پوری ہوں گی اور ان سے بھی زیادہ ثواب ملے گا، بخلاف متاعِ دُنیا کے کہ اس سے خود دُنیا ہی میں اُمیدیں پوری نہیں ہوتیں اور آخرت میں تو احتمال ہی نہیں۔ (پ۱۵، سورۂ کہف ع۱۴)

۴- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: تم خوب جان لو کہ (آخرت کے مقابلے میں) دُنیوی حیات (ہرگز قابلِ اشتغال مقصود نہیں کیونکہ) وہ محض لہو ولعب اور (ایک ظاہری) زینت اور باہم ایک دُوسرے پر فخر کرنا (قوت و جمال میں اور دُنیوی ہنر و کمال میں) اور اموال و اولاد میں ایک دُوسرے سے زیادہ بتلانا ہے (آگے دُنیا کے زوال کو ایک مثال سے بیان کرکے فرماتے ہیں) اور آخرت کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں (کفار کے لئے) عذابِ شدید ہے اور (اہلِ ایمان کے لئے) خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے۔ (الحدید)

۵- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بلکہ تم دُنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو، حالانکہ آخرت دُنیا سے بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے۔ (الاعلیٰ)

۶- حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ: خدا کی قسم! دُنیا کی نسبت بمقابلے آخرت

کے صرف ایسی ہے جیسے تم میں کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈالے، پھر دیکھے کتنا پانی لے کر واپس آتی ہے (اس پانی کو جو نسبت تمام دریا سے ہے، وہ نسبت دُنیا کو آخرت سے ہے)۔ (مسلم)

۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کن کٹے مرے ہوئے بکری کے بچے پر گزر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کون پسند کرتا ہے کہ یہ (مردہ بچہ) اس کو ایک درہم کے بدلے مل جاوے؟ لوگوں نے عرض کیا: (درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو اس کو بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ ہم کو کسی ادنیٰ چیز کے بدلے بھی مل جاوے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اللہ کی! دُنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر یہ تمہارے نزدیک۔ (مسلم)

۸- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دُنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی پینے کو نہ دیتا۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

۹- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص اپنی دُنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کا ضرر کرے گا اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرے گا وہ اپنی دُنیا کا ضرر کرے گا، سو تم باقی رہنے والی چیز کو (یعنی آخرت کو) فانی چیز پر (یعنی دُنیا پر) ترجیح دو! (احمد و بیہقی)

۱۰- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیے جائیں وہ بھی بکریوں کو اتنا تباہ نہ کریں گے جتنا انسان کے دین کو مال اور بڑائی کی محبت تباہ کرتی ہے۔ (ترمذی و دارمی)

ف:- یعنی ایسی محبت کہ اس میں دین کے تباہ ہونے کی بھی پروا نہ رہے اور یہ بڑائی چاہنا بھی دُنیا کا ایک بڑا حصہ ہے، خواہ دینی سرداری ہو جیسے رئیس یا حاکم یا

صدر انجمن وغیرہ بن کر اپنی اپنی شان وشوکت یا حکومت چاہتا ہو، قرآن مجید میں بھی اس کی بُرائی آئی ہے، چنانچہ:-

۱۱- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: یہ عالم آخرت ہم ان لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دُنیا میں نہ تو (نفس کے لئے) بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد (یعنی گناہ اور ظلم) کرنا چاہتے ہیں۔ (القصص) البتہ اگر بے چاہے اللہ تعالیٰ کسی کو بڑائی دے دے اور وہ اس بڑائی سے دین میں کام لے، وہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ جیسا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے سے قیامت کے دن فرماوے گا: کیا میں نے تجھ کو سرداری نہ دی تھی۔ (مسلم) اس سے بڑائی کا نعمت ہونا ظاہر ہے۔ اور جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو وجاہت والا فرمایا۔ (الاحزاب) اور جیسا عیسیٰ علیہ السلام کو دُنیا و آخرت میں وجاہت والا فرمایا۔ (آل عمران) یہاں تک کہ بعض حضرات انبیاء علیہم السلام کو سلطنت تک عطا فرمائی، جیسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام بادشاہ تھے (ص وغیرہ) بلکہ دین کی خدمت کے لئے خود سرداری کی خواہش کرنا بھی مضائقہ نہیں، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے ملکی خزانوں پر بااختیار ہونے کی خود خواہش کی۔ (یوسف) لیکن باوجود نعمت اور جائز ہونے کے پھر بھی اس میں خطرہ ہے، چنانچہ:-

۱۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دس آدمیوں پر بھی حکومت رکھتا ہو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں حاضر کیا جائے گا کہ اس کی مشکیں کسی ہوں گی، یہاں تک کہ یا تو اس کا انصاف (جو دُنیا میں کیا ہوگا) اس کی مشکیں کھلواوے گا اور یا بے انصافی (جو اس نے دُنیا میں کی ہوگی) اس کو ہلاکت میں ڈال دے گی۔ (دارمی)

ف:- اس کا خطرہ ہونا ظاہر ہے۔

۱۳- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے پھر اُٹھے تو آپؐ کے بدن مبارک میں چٹائی کا نشان ہوگیا تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم آپ کے لئے بستر بچھادیں اور (بستر) بنادیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو دُنیا سے کیا واسطہ، میری اور دُنیا کی تو مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جاوے پھر اس کو چھوڑ کر (آگے) چل دے۔

(احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

۱۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: دُنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو، اور اس شخص کا مال ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو اور اس کو (حد ضرورت سے زیادہ) وہ شخص جمع کرتا ہے جس کو عقل نہ ہو۔ (احمد و بیہقی)

۱۵- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اپنے خطبے میں یہ بھی فرماتے تھے کہ: دُنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ (رزین و بیہقی عن الحسن مرسلاً)

۱۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (ایک لمبی حدیث میں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دُنیا ہے جو سفر کرتی ہوئی جارہی ہے اور یہ آخرت ہے جو سفر کرتی ہوئی آرہی ہے، اور دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ فرزند ہیں، سو اگر تم یہ کرسکو کہ دُنیا کے فرزندوں میں نہ ہو تو ایسا کرو! کیونکہ آج دار العمل میں ہو اور یہاں حساب نہیں ہے، اور تم کل کو آخرت میں ہوگے اور وہاں عمل نہ ہوگا۔ (بیہقی)

۱۷- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ: ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نور سینے میں داخل ہوتا ہے وہ کشادہ ہوجاتا ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ!

کیا اس کی کوئی علامت ہے جس سے (اس نور کی) پہچان ہوجاوے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! دھوکے کے گھر سے (یعنی دُنیا سے) کنارہ کشی اور ہمیشہ رہنے کے گھر کی طرف (یعنی آخرت کی طرف) توجہ ہوجانا، اور موت کے لئے اس کے آنے سے پہلے تیار ہوجانا۔ (بیہقی)

یہاں تک دُنیا سے دل ہٹانے کا مضمون تھا، آگے آخرت سے دل لگانے اور اس کے خیال رکھنے کا مضمون ہے۔

۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کثرت سے یاد کیا کرو لذتوں کو قطع کرنے والی چیز یعنی موت کو۔

(ترمذی ونسائی وابن ماجہ)

۱۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت تحفہ ہے مؤمن کا۔ (بیہقی)

ف:- سو تحفے سے خوش ہونا چاہئے، اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ ورسول کے احکام کو بجالاوے، کوتاہی پر توبہ کرے۔

۲۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں شانے پکڑے، پھر فرمایا: دُنیا میں اس طرح رہ جیسے گویا تو پردیسی ہے (جس کا قیام پردیس میں عارضی ہوتا ہے، اس لئے اُس سے دل نہیں لگاتا) یا (بلکہ ایسی طرح رہ جیسے گویا تو) راستے میں چلا جارہا ہے (جس کا بالکل قیام ہی نہیں)۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ: جب شام کا وقت آوے تو صبح کے وقت کا انتظار مت کر اور جب صبح کا وقت آوے تو شام کے وقت کا انتظار مت کر..... الخ۔ (بخاری)

۲۱- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب مؤمن دُنیا سے آخرت کو

جانے لگتا ہے تو اس کے پاس سفید چہرے والے فرشتے آتے ہیں، اُن کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: اے جانِ پاک! اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل! پھر جب اس کو لے لیتے ہیں تو وہ فرشتے اُن کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اس کو کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے اور اس سے مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے اور اس کو لے کر (اوپر) چڑھتے ہیں اور (زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گزر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں: یہ پاک روح کون ہے؟ یہ فرشتے اچھے القاب سے اس کا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلانا فلانے کا بیٹا ہے، پھر آسمانِ دُنیا تک اس کو پہنچاتے ہیں اور اس کے لئے دروازہ کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک اس کے ساتھ جاتے ہیں، یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے، حق تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں لکھ دو اور اس کو (سوال و جواب کے لئے) زمین کی طرف لے جاؤ سو اس کی روح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے (مگر اس طرح نہیں جیسے دُنیا میں تھی، بلکہ اس عالم کے مناسب جس کی حقیقت دیکھنے سے معلوم ہوگی) پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں: تیرا رَبّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رَبّ اللہ ہے، پھر کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے، پھر کہتے ہیں: یہ شخص کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے تھے؟ وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنے والا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) آسمان سے پکارتا ہے: میرے بندے نے صحیح صحیح جواب دیا، اس کے لئے جنت کا فرش کردو اور اس کو جنت کی پوشاک پہنادو اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو، سو اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے (اس کے بعد اسی حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا جو بالکل اس کی ضد ہے)۔ (احمد)

ف:۔ اس کے بعد یہ واقعات ہوں گے:۔

الف:- صور پھونکا جاوے گا۔

ب:- سب مردے زندہ ہوں گے۔

ج:- میدانِ حشر کی بڑی بڑی ہولیں ہوں گی۔

د:- حساب کتاب ہوگا۔

ہ:- اعمال تولے جائیں گے، کسی کا حق رہ گیا ہوگا تو اس کو نیکیاں دلائی جائیں گی۔

و:- خوش قسمتوں کو حوضِ کوثر کا پانی ملے گا۔

ز:- پلِ صراط پر چلنا ہوگا۔

ح:- بعضے گناہوں کی سزا کے لئے جہنم میں عذاب ہوگا۔

ط:- ایمان والوں کی شفاعت ہوگی۔

ی:- جنتی جنت میں جاویں گے، وہاں حق تعالیٰ کا دیدار ہوگا، ان سب واقعات کی تفصیل اکثر مسلمانوں کے کانوں میں بار بار پڑی ہے، اور جس نے نہ سنا ہو یا پھر معلوم کرنا چاہے، شاہ رفیع الدین صاحب کا قیامت نامہ اُردو پڑھ لے، ان سب باتوں کو سوچا کرے، اگر سوچنے کا زیادہ وقت نہ ملے تو سوتے ہی وقت ذرا اچھی طرح سوچ لیا کرے۔ یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔

رُوحِ بست و دوم (۲۲)

گناہوں سے بچنا

گناہ ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں سزا بھی نہ ہوتی تب بھی یہ سوچ کر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہوجاتی ہے، اگر دُنیا میں کوئی اپنے ساتھ احسان کرتا ہو اس کو ناراض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کے احسانات تو بندے کے ساتھ بے شمار ہیں، اس کے ناراض کرنے کی کیسے ہمت ہوتی ہے؟ اور اب تو سزا کا بھی ڈر ہے، خواہ دُنیا میں بھی سزا ہوجاوے[1] یا صرف آخرت میں، چنانچہ دُنیا میں ایک سزا یہ بھی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ اس شخص کو دُنیا سے رغبت اور آخرت سے وحشت ہوجاتی ہے اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جس سے دل کی مضبوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی ہے جیسا رُوحِ بست و یکم کے شروع مضمون سے بھی یہ صاف سمجھا جاتا ہے، تو اس حالت میں تو گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہئے خواہ دل[2] کے گناہ ہوں، خواہ ہاتھ پاؤں کے، خواہ زبان کے، پھر خواہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ہوں، خواہ بندوں کے ہوں اور یہ سزا تو سب گناہوں میں مشترک ہے، اور بعض بعض گناہوں میں خاص خاص سزائیں بھی آئی ہیں اور ان سب باتوں کے متعلق حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

---

(۱) کما فسر به فی الحدیث قوله تعالٰی: "مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ"۔ ۱۲ وهو مصرف فی الحدیث الآتی (نمبر ۸)۔ ۱۲

(۲) قال تعالٰی: "وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ"۔ ۱۲

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ ہو جاتا ہے، پھر اگر توبہ و استغفار کرلی تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر (گناہ میں) زیادتی کی تو وہ (سیاہ دھبہ) اور زیادہ ہو جاتا ہے، سو یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) فرمایا ہے: ہرگز ایسا نہیں (جیسا وہ لوگ سمجھتے ہیں) بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال (بد) کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

۲- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے کو گناہ سے بچاؤ، کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے۔ (احمد)

۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا نہ بتلادوں؟ سن لو تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے۔ (بیں ترغیب از بیہقی والا شبہ انہ قول قتادۃ)

۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دلوں میں ایک قسم کا زنگ لگ جاتا ہے (یعنی گناہوں سے) اور اس کی صفائی استغفار ہے۔ (بیں ترغیب از بیہقی)

۵- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب، جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔ (بیں جزاء الاعمال از مسند احمد غالبًا)

ف:- ظاہر میں بھی محروم ہو جانا تو کبھی ہوتا ہے، اور رزق کی برکت سے محروم ہو جانا ہمیشہ ہوتا ہے۔

۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: پانچ چیزیں ہیں، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان کو پاؤ، جب کسی قوم

میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوگی، ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوگی جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں، اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوگی، اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا اس سے بارانِ رحمت، اگر بہائم بھی نہیں ہوتے تو کبھی بارش نہ ہوتی، اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرماوے گا اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن کو غیر قوم سے، پس بہ جبر لیں گے وہ اس کے اموال کو۔

(تیمن جزاء الاعمال از ابن ماجہ)

۷- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: جب کسی قوم میں خیانت ظاہر ہوئی، اللہ تعالیٰ اس کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلہ کرنے لگی اس پر دشمن مسلط کر دیا گیا۔ (مالک)

۸- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب زمانہ آرہا ہے کہ (کفار کی) تمام جماعتیں تمہارے مقابلے میں ایک دوسرے کو بلائیں گی، جیسے کھانے والے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا: اور ہم اس روز (کیا) شمار میں کم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم اس روز بہت ہوگے لیکن تم کوڑا (اور ناکارہ) ہوگے، جیسے رو میں کوڑا آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا، ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ: یہ کمزوری کیا چیز ہے؟ (یعنی اس کا سبب کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دُنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ (ابوداؤد و بیہقی)

۹- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: جب اللہ تعالیٰ بندوں سے (گناہوں کا) انتقام لینا چاہتا ہے، بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہوجاتی ہیں۔ (تیمن جزاء الاعمال از ابن ابی الدنیا)

۱۰- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں بادشاہوں کا مالک ہوں، بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں، میں ان کے بادشاہوں کے دلوں کو ان پر رحمت اور شفقت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں، اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں، میں اُن (بادشاہوں) کے دلوں کو غضب اور عقوبت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں، پھر وہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں۔ (آہ مختصرا ابونعیم)

۱۱- حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ: جب میری اطاعت کی جاتی ہے، میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی، غضب ناک ہوتا ہوں اور لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک پہنچتا ہے۔ (عین جزاء الاعمال از احمد)

ف:- یہ مطلب نہیں کہ سات پشت پر لعنت ہوتی ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے نیک ہونے سے جو اولاد کو برکت ملتی ہے وہ نہ ملے گی۔

۱۲- حضرت وکیعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب بندہ اللہ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود ہجو کرنے لگتا ہے۔

(عین جزء الاعمال از احمد)

ف:- ان حدیثوں میں زیادہ تر مطلق گناہ کی خرابیاں مذکور ہیں، اب بعض بعض گناہوں کی خاص خاص خرابیاں لکھی جاتی ہیں۔

۱۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے (یعنی لینے والے پر) اور اس کے کھلانے والے پر (یعنی دینے والے پر) اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر، اور فرمایا: یہ سب برابر ہیں (یعنی بعضی باتوں میں)۔ (مسلم)

۱۴- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص مرجاوے اور اس پر دَین (یعنی کسی کا حقِ مالی) ہو اور اس کے ادا کرنے کے لئے کچھ نہ چھوڑ جائے۔

(آ مختصراً احمد و ابوداؤد)

۱۵- حضرت ابی حرہ رقاشی رضی اللہ عنہ سے اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! ظلم مت کرنا، سنو! کسی کا مال حلال نہیں بدون اس کی خوشدلی کے۔ (بیہقی و دارقطنی)

ف:- اس میں جیسے کھلم کھلا کسی کا حق چھین لینا یا مار لینا آ گیا، جیسے کسی کا قرض یا میراث کا حصہ وغیرہ دبا لینا، ایسے ہی جو چندہ دباؤ سے یا شرم و لحاظ سے لیا جاتا ہے وہ بھی آ گیا۔

۱۶- حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (کسی کی) زمین سے بدون حق کے ذرا سی بھی لے لے (احمد کی ایک حدیث میں ایک بالشت آیا ہے) اس کو قیامت کے روز ساتوں زمین میں دھنسایا جائے گا۔ (بخاری)

۱۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر۔

(ابوداؤد و ابن ماجہ و ترمذی)

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی زیادہ ہے: اور (لعنت فرمائی ہے) اس شخص پر جو ان دونوں کے بیچ میں (معاملہ ٹھہرانے والا) ہو۔ (احمد و بیہقی)

ف:- البتہ جہاں بدون رشوت دیئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے، وہاں دینا جائز ہے، مگر لینا وہاں بھی حرام ہے۔

۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے شراب اور جوئے سے منع فرمایا.... الخ۔ (ابوداؤد)

ف:- شراب میں سب نشے کی چیزیں آ گئیں، اور جوئے میں بیمہ و لاٹری وغیرہ سب آ گئیں۔

۱۹- حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی سب چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لاویں (یعنی عقل میں فتور لاویں) یا جو حواس میں فتور لاویں۔ (ابوداؤد)

ف:- اس میں افیون بھی آ گئی اور بعضے حقے بھی آ گئے جن سے دماغ یا ہاتھ پاؤں بے کار ہو جاویں۔

۲۰- حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو میرے رب نے حکم دیا ہے باجوں کے مٹانے کا، جو ہاتھ سے بجائے جاویں اور جو منہ سے بجائے جاویں.... الخ۔ (احمد)

۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے، اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے، اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے، اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے) کسی کا (ہاتھ وغیرہ) پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اٹھا کر جانا ہے، اور قلب (کا زنا یہ ہے کہ وہ) خواہش اور تمنا کرتا ہے.... الخ۔ (مسلم)

ف:- اور لڑکوں کے ساتھ ایسی باتیں یا ایسے کام کرنا، اس سے بھی زیادہ سخت[1] گناہ ہے اور اس حدیث کے ساتھ اس سے پہلی حدیث کو ملا کر دیکھنا چاہئے کہ ناچ رنگ میں کتنے گناہ جمع ہیں۔

۲۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بڑے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، اور

---

(۱) لقولہ تعالیٰ: اَئِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ ۔۱۳

ماں باپ (کی نافرمانی کر کے ان) کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

۲۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں بجائے اُس کے جھوٹی گواہی دینا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۲۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی ہیں: یتیم کا مال کھانا اور (جنگجو کافر کی) جنگ کے وقت (جب شرع کے موافق جنگ ہو) بھاگ جانا اور پارسا ایمان والی بیبیوں کو، جن کو (ایسی بُری باتوں کی) خبر بھی نہیں، تہمت لگانا۔ (بخاری ومسلم)

۲۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی ہیں: زنا کرنا، چوری کرنا، ڈکیتی کرنا۔ (بخاری ومسلم)

۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار خصلتیں ہیں جس میں وہ چار ہوں وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک اس کو چھوڑ نہ دے گا، (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب اس کو امانت دی جائے (خواہ مال ہو یا کوئی بات ہو) وہ خیانت کرے، اور جب بات کہے جھوٹ بولے، اور جب عہد کرے اس کو توڑ ڈالے، اور جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں دینے لگے۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ: جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔ (بخاری ومسلم)

۲۷- حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی حکم ارشاد فرمائے، ان میں یہ بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لے جاؤ تاکہ وہ اس کو قتل کرے (یا اس پر کوئی ظلم کرے) اور جادو مت کرو.... الخ۔ (ترمذی وابوداؤد ونسائی)

اور ان گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں: حقارت سے کسی کو ہنسنا، کسی پر طعن کرنا، بُرے لقب سے پکارنا، بدگمانی کرنا، کسی کا عیب تلاش کرنا، بلاوجہ بُرا بھلا کہنا، چغلی کھانا، دو رویہ ہونا یعنی اس کے منہ پر ایسا، اُس کے منہ پر ویسا، تہمت لگانا، دھوکا دینا، عار دلانا، کسی کے نقصان پر خوش ہونا، تکبر و فخر کرنا، ظلم کرنا، ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا، کسی کے مال کا نقصان کرنا، کسی کی آبرو پر صدمہ پہنچانا، چھوٹوں پر رحم نہ کرنا، بڑوں کی عزت نہ کرنا، بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق خدمت نہ کرنا، کسی دُنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا، جاندار کی تصویر بنانا، زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا، ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا، اُن کے متعلق آیتیں اور حدیثیں رُوح ہشتم و نوزدہم میں گزر چکی ہیں۔ داڑھی منڈانا یا کٹانا، کافروں یا فاسقوں کا سا لباس پہننا، عورتوں کے لئے مردانہ وضع بنانا، جیسے مردانہ جوتا پہننا، اُن کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ رُوح بست و پنجم میں آئے گا۔ اور بہت سے گناہ ہیں، نمونے کے طور پر لکھ دیئے ہیں، سب سے بچنا چاہئے، اور جو گناہ ہو چکے ہیں اُن سے توبہ کرتا رہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، چنانچہ:-

۲۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا۔ (بیہقی مرفوعاً و شرح السنہ موقوفاً) البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہلِ حقوق سے بھی معاف کرائے۔ چنانچہ:-

۲۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے ذمے اس کے بھائی (مسلمان) کا کوئی حق ہو، آبرو کا یا اور کسی چیز کا، اس کو آج ہی معاف کرا لینا چاہئے، اس سے پہلے کہ نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا۔ (بخاری) (مراد قیامت کا دن ہے) بقیہ:-

۳۰- اگر اس کے پاس کوئی نیک عمل ہوا تو بقدر اس کے حق کے اس سے لے لیا جاوے گا (اور صاحب حق کو دے دیا جائے گا) اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو دوسرے کے گناہ لے کر اس پر لاد دیے جائیں گے۔ (میں جمع الفوائد از مسلم و ترمذی)

یہ سب حدیثیں مشکوۃ سے لی ہیں، اور بعض حدیث جو دوسری کتاب کی ہے وہاں عین لکھ دیا ہے۔

روح بست وسوم ۲۳

صبر کرنا اور شکر کرنا

انسان کو جو حالتیں پیش آتی ہیں خواہ اختیاری ہوں، خواہ غیر اختیاری وہ دو طرح کی ہوتی ہیں، یا تو طبیعت کے موافق ہوتی ہیں، ایسی حالت کو دل سے خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اس پر خوش ہونا اور اپنی حیثیت سے اس کو زیادہ سمجھنا، اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کا گناہوں میں استعمال نہ کرنا یہ "شکر" ہے۔ اور یا وہ حالتیں طبیعت کے موافق نہیں ہوتیں بلکہ نفس کو ان سے گرانی اور ناگواری ہوتی ہے، ایسی حالت کو یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں میری کوئی مصلحت رکھی ہے، اور شکایت نہ کرنا، اور اگر وہ کوئی حکم ہے تو اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اگر وہ کوئی مصیبت ہے تو مضبوطی سے اس کی سہار کرنا اور پریشان نہ ہونا یہ صبر ہے، اور چونکہ صبر زیادہ مشکل ہے اس لئے اس کا بیان شکر سے پہلے ہی بیان کرتا ہوں اور زیادہ بھی کرتا ہوں، اول اس کی کثرت سے پیش آنے والے موقع بطور مثال کے بتلاتا ہوں پھر اس کے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں، وہ مثالیں یہ ہیں: مثلاً دین کے کاموں سے گھبراتا ہے اور بھاگتا ہے، یا گناہ کے کاموں کا تقاضا کرتا ہے، خواہ نماز روزے سے جی چراتا ہے یا حرام آمدنی کو چھوڑنے سے، یا کسی کا حق دینے سے ہچکچاتا ہے، ایسے وقت میں ہمت کرکے دین کے کام کو بجالاوے اور گناہ سے رُکے، اگرچہ دونوں جگہ کسی قدر تکلیف ہی ہو، کیونکہ بہت جلدی اس تکلیف سے زیادہ آرام اور مزہ دیکھے گا۔ اور مثلاً اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی، خواہ فقر وفاقے کی، خواہ بیماری کی، خواہ کسی کے

مرنے کی، خواہ کسی دشمن کے ستانے کی، خواہ مال کے نقصان ہوجانے کی، ایسے وقت میں مصیبت کی مصلحتوں کو یاد کرے اور سب سے بڑی مصلحت ثواب ہے جس کا مصیبت پر وعدہ کیا گیا ہے اور اس مصیبت کا بلاضرورت اظہار نہ کرے اور دل میں ہر وقت اس کی سوچ بچار نہ کرے، اس سے ایک خاص سکون پیدا ہوجاتا ہے، البتہ اگر اس مصیبت کی کوئی تدبیر ہو جیسے حلال مال کا حاصل کرنا یا بیماری کا علاج کرنا یا کسی صاحب قدرت سے مدد لینا، یا شریعت سے تحقیق کرکے بدلہ لے لینا، یا دُعا کرنا، اس کا کچھ مضائقہ نہیں، اور مثلاً دین کے کام میں کوئی ظالم روک ٹوک کرے یا دین کو ذلیل کرے، وہاں جان کو جان نہ سمجھے مگر قانونِ عقلی اور قانونِ شرعی کے خلاف نہ کرے، یہ صبر کی ضروری مثالیں ہیں، آگے آیتیں اور حدیثیں ہیں۔

۱- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور (اگر تم کو حب مال و جاہ کے غلبے سے ایمان لانا دشوار ہو تو) تم مدد لو صبر اور نماز سے۔ (البقرۃ)

ف:- یہاں صبر کی صورت شہوات خلاف شرع کا ترک کرنا ہے۔

۲- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے (جو دشمنوں کے ہجوم یا حوادث کے نزول سے پیش آوے) اور کسی قدر فقر و فاقہ سے اور کسی قدر مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے (مثلاً مواشی مرگئے یا کوئی آدمی مرگیا یا بیمار ہوگیا یا پھل اور کھیتی کی پیداوار تلف ہوگئی) اور آپ (ان موقعوں میں) صبر کرنے والوں کو بشارت سنا دیجئے .... الخ۔ (البقرۃ)

۳- (پہلی اُمتوں کے مخلصین کے باب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سو نہ ہمت ہاری انہوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ ان (کے قلب یا بدن) کا زور گھٹا، اور نہ وہ (دشمن کے سامنے) دبے (کہ ان سے عاجزی اور خوشامد کی باتیں کرنے لگے ہوں) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے صابرین (یعنی مستقل مزاجوں سے) محبت ہے (جو دین کے کام میں ایسے ثابت رہیں)۔ (آل عمران)

۴- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور جو لوگ (احکامِ دین پر) صابر (ثابت قدم) رہیں ہم اُن کے اچھے کاموں کے عوض میں اُن کا اجر اُن کو ضرور دیں گے۔ (النحل)

۵- اللہ تعالیٰ نے (ایک طویل آیت میں دوسرے اعمال کے ساتھ یہ بھی) فرمایا: اور صبر کرنے والے مرد، اور صبر کرنے والی عورتیں (پھر اخیر میں فرمایا) ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (الاحزاب)

ف:- اس میں سب قسمیں صبر کی آگئیں، صبر طاعات پر، صبر معاصی سے اور صبر مصائب پر۔

۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتلاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے، لوگوں نے عرض کیا: ضرور بتایئے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو کامل کرنا، ناگواری کی حالت میں (کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل ہوتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے) اور بہت سے قدم ڈالنا مسجدوں کی طرف (یعنی دُور سے آنا یا بار بار آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا.... الخ۔ (مسلم و ترمذی)

ف:- ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال ہے۔

۷- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ مجھ کو میرے دلی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا، اگرچہ تیری بوٹیاں کاٹ دی جائیں اور تجھ کو (آگ میں) جلا دیا جائے.... الخ۔

(ابن ماجہ)

ف:- ایسے وقت ایمان پر قائم رہنا صبر کی ایک مثال ہے اور کسی ظالم کی زبردستی کے وقت جو ایسی بات یا ایسا کام شرع سے معاف ہے وہ کفر و شرک میں داخل نہیں، کیونکہ دل تو ایمان سے بھرا ہے۔

۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر پر سردار بنا کر دریا (کے سفر) میں بھیجا، ان لوگوں نے اسی حالت میں اندھیری رات میں کشتی کا بادبان کھول رکھا تھا (اور کشتی چل رہی تھی) اچانک ان کے اوپر سے کسی پکارنے والے نے پکارا: اے کشتی والو ٹھہرو! میں تم کو خدا تعالیٰ کے ایک حکم کی خبر دیتا ہوں جو اس نے اپنی ذات پر مقرر کر رکھا ہے، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: اگر تم کو خبر دینا ہے تو ہم کو خبر دو! اس پکارنے والے نے کہا کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ بات مقرر کر لی ہے کہ جو شخص گرمی کے دن میں روزہ رکھ کر اپنے کو پیاسا رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو پیاس کے دن (یعنی قیامت میں جب پیاس کی شدت ہوگی) سیراب فرمادے گا۔

(عین ترغیب از بزار)

ف:- یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے۔

۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس میں اٹکتا ہو، اور وہ اس کو مشکل لگتا ہو، اس کو دو ثواب ملیں گے۔ (بخاری ومسلم)

ف:- یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے، اور یہ پوری حدیث رُوح سوم (نمبر۳) میں گزر چکی ہے۔

۱۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ پیارا وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہو، اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔

(بخاری ومسلم)

ف:- ظاہر ہے کہ اس طرح ہمیشہ نبھانے میں ضرور کسی نہ کسی وقت نفس کو دشواری ہوتی ہے، اس لئے یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے۔

۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا: دوزخ گھری ہوئی ہے (حرام) خواہشوں کے ساتھ اور جنت گھری ہوئی

ہے ناگوار چیزوں کے ساتھ۔ (مسلم)

ف:- جو عبادتیں نفس پر دُشوار ہیں اور جن گناہوں سے بچنا دُشوار ہے اس میں سب آ گئے۔

۱۲- حضرت ابو ہریرہ و ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو کوئی مصیبت یا کوئی مرض یا کوئی فکر یا کوئی رنج یا کوئی تکلیف یا کوئی غم نہیں پہنچتا، یہاں تک کہ کانٹا جو چبھ جاوے مگر اللہ ان چیزوں سے ان کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۱۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسا شخص نہیں جو طاعون واقع ہونے کے وقت اپنی بستی میں صبر کئے ہوئے، ثواب کی نیت کئے ہوئے ٹھہرا رہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے (تقدیر میں) لکھ دیا ہے، مگر ایسے شخص کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ (بخاری) اگرچہ مرے نہیں، اور مرنے میں اور بڑے درجے کی شہادت ہے۔ (مسلم وغیرہ)

ف:- لیکن گھر بدلنا، یا محلہ بدلنا، یا اسی بستی کے جنگل میں چلا جانا اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے، بشرطیکہ بیماروں اور مردوں کے حقوق ادا کرتا رہے۔

۱۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں (کی مصیبت) میں مبتلا کروں (اس سے مراد دو آنکھیں ہیں، جیسا راوی نے بھی تفسیر اسی حدیث میں کی ہے، یعنی اس کی آنکھیں جاتی رہیں) پھر وہ صبر کرے، میں ان دونوں کے عوض میں اس کو جنت دوں گا۔ (بخاری)

۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے مومن بندے کے لئے جبکہ میں دُنیا میں

رہنے والوں میں سے اس کے کسی پیارے کی جان لے لوں، پھر وہ اس کو ثواب سمجھے (اور صبر کرے تو ایسے شخص کے لئے) میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدل نہیں۔ (بخاری)

ف:- وہ پیارا خواہ اولاد ہو، یا بی بی ہو، یا شوہر ہو، یا اور کوئی رشتہ دار ہو یا دوست ہو۔

۱۶- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کا بچہ مرجاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی جان لے لی؟ وہ کہتے ہیں: ہاں! پھر فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ وہ کہتے ہیں: ہاں! پھر فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں: آپ کی حمد (وثناء) کی اور "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کہا، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (احمد وترمذی)

۱۷- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے (اک لمبی حدیث میں) روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، اور ان کی طرف متوجہ ہوکر ہنستا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور ان کی حالت پر خوش ہوتا ہے (ان تین میں) ایک وہ (بھی) ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے جان دینے کو تیار ہوگیا (جہاں اس کی شرطیں پائی جاویں) پھر خواہ جان جاتی رہی اور خواہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غالب کردیا اور اس کی طرف سے کافی ہوگیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے اس بندے کو دیکھو میرے لئے کس طرح اپنی جان کو صابر بنادیا۔

(آدھ مختصرا عین ترغیب از طبرانی)

یہ صبر کا بیان ہو چکا، اب کچھ شکر(1) کا بیان کرتا ہوں، اور یہ شکر جس طرح خود اپنی ذات میں بھی ایک عبادت ہے، اسی طرح اس میں ایک یہ بھی خاصیت ہے کہ

---

(۱) حقیقت اس کی شروع مضمون میں لکھی گئی۔

اس سے ایک دوسری عبادت یعنی صبر آسان ہو جاتا ہے، عقلی طور سے بھی اور طبعی طور سے بھی، عقلی طور سے تو اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے سوچنے کی اور ان پر خوش ہونے کی (جو کہ شکر میں لازم ہے) عادت پختہ ہو جائے گی تو مصیبت وغیرہ کے وقت بھی یہ سوچے گا کہ جس ذات پاک کے اتنے احسانات ہوتے رہتے ہیں اگر اس کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پیش آ گئی اور وہ بھی ہماری مصلحت اور ثواب کے لئے (جیسا اُوپر حدیثوں سے معلوم ہوا)، تو اس کو خوشی سے برداشت کرنا چاہئے، جیسا دُنیا میں اپنے محسنوں کی سختیاں خوشی سے گوارا کر لی جاتی ہیں خاص کر جب بعد میں انعام بھی ملتا ہو اور طبعی طور اس طرح کہ نعمتوں کے سوچنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت ہو جائے گی اور جس سے محبت ہوتی ہے اس کی سختی ناگوار نہیں ہوتی جیسا دُنیا میں عاشق کو اپنے معشوق کی سختیوں میں خاص لطف آتا ہے۔ آگے اس شکر کے متعلق آیتیں اور حدیثیں آتی ہیں۔

۱۸- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: مجھ کو یاد کرو میں تم کو (رحمت سے) یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو! (البقرۃ)

۱۹- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور ہم بہت جلد جزا دیں گے شکر کرنے والوں کو۔ (آل عمران)

۲۰- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اگر تم (میری نعمتوں کا) شکر کرو گے میں تم کو زیادہ نعمت دوں گا (خواہ دُنیا میں بھی یا آخرت میں تو ضرور) اور اگر تم ناشکری کرو گے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے (ناشکری میں اس کا احتمال ہے)۔ (ابراہیم)

۲۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اس کو دُنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں، دل شکر کرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت کرنا نہیں چاہتی۔ (بیہقی)

خلاصہ:- کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو، خواہ طبیعت کے موافق، خواہ طبیعت کے مخالف، اوّل حالت پر شکر کا حکم ہے، دُوسری حالت میں صبر کا حکم ہے، تو صبر و شکر ہر وقت کے کام ہوئے۔ مسلمانو! اس کو نہ بھولنا، پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت و راحت میں رہو گے۔

یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں اور جو دُوسری کتاب سے لی ہیں اس پر لفظ عین لکھ دیا ہے۔

روح بست و چہارم (۲۴)

مشورہ، اتفاق، صفائی معاملہ وحسنِ معاشرت

مشورہ کے قابل کاموں میں دیانت دار خیر خواہوں سے مشورہ لینا اور آپس میں محبت اور ہمدردی اور اتفاق رکھنا اور معاملات یعنی لین دین وغیرہ میں اور معاشرت یعنی میل جول میں اس کا خیال رکھنا کہ میرے برتاؤ سے کسی کو ظاہری تکلیف یا باطنی تنگی یا پریشانی یا گرانی نہ ہو، اور اس کا نام حسنِ معاشرت ہے، یہ تین چیزیں ہوئیں، مشورہ، اتفاق، صفائی معاملہ وحسنِ معاشرت اور یہ تینوں چیزیں مستقل طور پر بھی مقصود ہیں (یعنی ان کا الگ الگ بھی حکم ہے) جیسا آگے آنے والی آیتوں اور حدیثوں سے معلوم ہوگا اور ایک کا دُوسرے سے خاص تعلق بھی ہے، مثلاً مشورہ پر اسی وقت بھروسہ ہوسکتا ہے جب مشورہ والوں میں باہم محبت و اتفاق ہو، اور محبت و اتفاق اسی وقت قائم رہ سکتا ہے جب ایک کو دُوسرے سے کوئی نقصان یا تکلیف ظاہری یا باطنی نہ پہنچی ہو، اسی طرح دُوسری طرف سے لوکہ کسی کو تکلیف یا نقصان سے بچانے کا خیال پورے طور سے تب ہی ہوسکتا ہے جب اس سے محبت و ہمدردی ہو اور اتفاق و محبت کو پوری ترقی اس سے ہوتی ہے کہ ایک دُوسرے کو اپنے مشورے میں شریک رکھے، اس خاص تعلق کی وجہ سے ان تینوں چیزوں کو مثل ایک ہی چیز کے قرار دے کر سب کا ساتھ ہی ذکر کیا جاتا ہے، اب ترتیب سے ایک ایک کا بیان کرتا ہوں۔

مشورہ

اس میں دُنیا کا بھی فائدہ ہے کہ اس سے کاموں میں غلطی کم ہوتی ہے۔

۱- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اطمینان کے ساتھ کام کرنا اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔ (ترمذی)

ف:- اور ظاہر ہے کہ مشورے میں جلد بازی کا انسداد ہے اور یہ ان ہی اُمور میں ہے جن میں دیر کی گنجائش ہے اور دین کا بھی فائدہ ہے کہ شریعت میں اس کی فضیلت آئی ہے، چنانچہ:-

۲- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: (اے پیغمبرؐ) ان (صحابہؓ) سے خاص[1] خاص باتوں میں مشورہ لیتا رہا کیجئے، پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ ایک (جانب) رائے پختہ کرلیں (خواہ وہ[2] ان کے مشورے کے موافق ہو یا مخالف ہو) سو خدا تعالیٰ پر اعتماد (کرکے اسی کام کو کر ڈالا) کیجئے! بے شک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ (آل عمران)

ف:- خاص باتوں سے مراد وہ اُمور ہیں جن میں وحی نازل نہ ہوئی ہو، اور مہتم بالشان بھی ہوں، یعنی معمولی نہ ہوں، کیونکہ وحی کے بعد اس کی گنجائش نہیں، اور معمولی کاموں میں مشورہ منقول نہیں، جیسے دو وقت کا کھانا وغیرہ۔

۳- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب اور برکت) نہیں ہوتی، ہاں! مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ (خیر) خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی، یا لوگوں میں باہم اصلاح کردینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کے لئے تدبیریں اور مشورہ کرتے ہیں ان کی سرگوشی میں البتہ خیر یعنی ثواب و برکت ہے۔ (نسائی)

ف:- اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اوقات مشورہ خفیہ ہی مصلحت ہے۔

---

(۱) اشارۃ الی کون اللام العہد ۱۲

(۲) یدل علیہ الاطلاق ۱۲

۴- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور ان (مؤمنین) کا ہر کام (جو قابلِ مشورہ ہو جس کا بیان اُوپر آچکا) آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔ (الشوریٰ)

ف:- مشورے پر مؤمنین کی مدح فرمانا، مشورے کی مدح کی صاف دلیل ہے۔

۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (واقعۂ بدر میں جانے کے متعلق صحابہ سے) مشورہ فرمایا.... الخ۔ (عین مسلم)

۶- حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (کسی مقدمے میں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قرآن وحدیث میں حکم نہ ملتا تو) بڑے لوگوں کو اور نیک لوگوں کو جمع کر کے اُن سے مشورہ لیتے، جب ان کی رائے متفق ہو جاتی تو اس کے موافق فیصلہ فرماتے۔ (عین حکمت بالقرعن ازالۃ الخفاعن الداری)

ف:- رائے کا متفق ہونا عمل کی شرط نہیں (لعزمہ علی قتال مانعی الزکوٰۃ مع اختلاف الجماعۃ)۔

۷- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اہلِ مشورہ علماء ہوتے تھے خواہ بڑی عمر کے ہوں یا جوان ہوں۔ (عین بخاری)

ف:- اخیر کی تینوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا مشورہ لینے کا۔

۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اس کو مشورہ دینا چاہئے۔ (عین ابن ماجہ)

اب مشورے کے کچھ آداب ذکر کئے جاتے ہیں۔

۹- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی معرکے کا ارادہ فرماتے تو (اکثر) کسی دُوسرے واقعہ کا پردہ

فرماتے ....الخ۔ (بخاری)

ف:- اس سے معلوم ہوا کہ جس مشورے کا ظاہر کرنا مضر ہو، اس کو ظاہر نہ کرنا چاہئے۔

۱۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں، یعنی کسی مجلس میں کسی معاملے کے متعلق کچھ باتیں ہوں، ان کو باہر ذکر نہ کرنا چاہئے (اس میں مشورے کی مجلس بھی آگئی) مگر تین مجلسیں ....الخ۔ (ابوداؤد)

ف:- ان تین مجلسوں کا حاصل یہ ہے کہ کسی کی جان یا مال یا آبرو لینے کا مشورہ یا تذکرہ ہو اس کو چھپانا جائز نہیں، اور جب خاص آدمی کے ضرر کے شبہ میں ظاہر کرنا گناہ ہے، تو جس کے ظاہر کرنے میں عام مسلمانوں کا ضرر ہو، تو اس کا ظاہر کرنا تو اور زیادہ گناہ ہوگا، چنانچہ:-

۱۱- حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے بدنیتی سے نہیں بلکہ غلط فہمی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا ہی راز کفارِ مکہ کو پہنچادیا تھا، اس پر سورۃ الممتحنہ کی شروع کی آیتوں میں تنبیہ کی گئی ہے۔ (عین در منثور از کتب حدیث) بلکہ جس معاملے کا بھی تعلق عام مسلمانوں سے ہو، اگرچہ اس کے ظاہر کرنے میں کوئی نقصان بھی معلوم نہ ہوتا ہو تب بھی بجز ان لوگوں کے جو عقل اور شرع کے موافق اس معاملے کو ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں عام لوگوں پر اس کا اظہار نہ کرنا چاہئے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے نقصان کی طرف اس شخص کی نگاہ نہ پہنچی ہو، چنانچہ:-

۱۲- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور جب ان لوگوں کو کسی امر (جدید) کی خبر پہنچتی ہے خواہ (وہ امر موجب) امن ہو یا (موجب) خوف، تو اس (خبر) کو (فوراً) مشہور کردیتے ہیں (اس میں ایسے اخبار اور ایسے جلسے بھی آگئے، حالانکہ کبھی وہ غلط ہوتی ہے، کبھی اس کا مشہور کرنا خلافِ مصلحت ہوتا ہے) اور اگر (بجائے خود مشہور کرنے

کے) یہ لوگ اس (خبر) کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے) کے اُوپر اور جو اُن میں ایسے اُمور کو سمجھتے ہیں (یعنی اکابر صحابہؓ ان کی رائے) کے اُوپر حوالہ رکھتے (اور خود کچھ دخل نہ دیتے) تو اس کو وہ حضرات پہچان لیتے جو اُن میں تحقیق کرلیا کرتے ہیں (پھر جیسا یہ حضرات عمل درآمد کرتے ویسا ہی ان خبر اُڑانے والوں کو کرنا چاہئے تھا)۔ (النساء)

ف :- اور اس آیت سے اکثر اخباروں کا خلاف حدود ہونا معلوم ہوگیا، البتہ جو اخبار حدود کے اندر ہو، اس کا مفید ہونا، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، یعنی :-

۱۳- حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ کے حالات کی تلاش رکھتے تھے او (خاص) لوگوں سے پوچھتے رہتے کہ (عام) لوگوں میں کیا واقعات (ہو رہے) ہیں؟

(تبیین شمائل ترمذی)

اتفاق

۱۴- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلے کو (یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کو) اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نا اتفاقی مت کرو ....الخ۔ (آل عمران)

۱۵- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور ان (مسلمانوں) کے دلوں میں اتفاق پیدا کردیا۔ (الانفال)

ف :- احسان کے موقع پر ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اتفاق بڑی نعمت ہے۔

۱۶- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور (تمام اُمور میں) اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت (کا لحاظ) کیا کرو (کہ کوئی کام خلاف شرع نہ ہو) اور آپس میں نزاع مت کرو ورنہ (باہمی نا اتفاقی سے) کم ہمت ہوجاؤ گے (کیونکہ قوتیں منتشر ہوجائیں گی، ایک کو دوسرے پر وثوق نہ ہوگا اور اکیلا آدمی کیا کرسکتا ہے؟) اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی (مراد اس سے بدرعبی ہے، کیونکہ دوسروں کو اس نا اتفاقی کی اطلاع ہونے

سے یہ امر لازمی ہے)۔ (الانفال)

ف:- اس میں نااتفاقی کی برائی اور اصل چیز اللہ و رسول کی اطاعت یعنی دین کا ہونا مذکور ہے۔

۱۷- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو (اپنے بعض آثار کے اعتبار سے) روزہ اور صدقہ (زکوۃ) اور نماز کے درجے سے بھی افضل ہے، لوگوں نے عرض کیا: ضرور خبر دیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آپس کے تعلقات کو درست رکھنا ہے، اور آپس کا بگاڑ (دین) کو مونڈ دینے والی چیز ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

اور جن باتوں سے اتفاق پیدا ہوتا ہے یا اتفاق قائم رہتا ہے، یعنی آپس کے حقوق کا خیال رکھنا، اور جن سے نااتفاقی ہوتی ہے، یعنی آپس کے حقوق میں کوتاہی کرنا، ان کا بیان روح نہم میں ہو چکا ہے۔

صفائی معاملہ[1] وحسنِ معاشرت

جن لوگوں کو دین کا تھوڑا سا بھی خیال ہے وہ پہلی بات کا یعنی صفائی معاملہ کا تو کچھ خیال کرتے بھی ہیں، اور اس کو دین کی بات سمجھتے ہیں، اور مسائل نہ جاننے سے کچھ کوتاہی ہو جاوے تو اور بات ہے۔ اس کا آسان علاج یہ ہے کہ میرا رسالہ "صفائی معاملات" اور پانچواں حصہ "بہشتی زیور" کا دیکھ لیں یا سن لیں یا جو معاملہ پیش آیا کرے اس کا حکم کسی عالم سے پوچھ لیا کریں، اور اگر خود کوئی خیال نہیں کرتا تو دوسرا شخص جس کا حق ہے وہ تقاضا کر کے اس کے کان کھول دیتا ہے اس لئے اس جگہ اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ لیکن دوسری چیز یعنی حسنِ معاشرت کا بہت سے دین دار لوگ بھی خیال نہیں کرتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض دنیا کا ایک انتظام ہے،

---

(۱) ان کے معنی شروع مضمون میں گزر چکے ہیں۔ ۱۲

اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں، اس لئے اس کی کچھ پروا نہیں کرتے، اس کے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

۱۸- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں کے سوا (جن میں کسی دوسرے کے ہونے کا احتمال ہی نہیں، جیسے اپنا خاص کمرہ) دوسرے کے گھروں میں (جن میں دوسرے لوگ رہتے ہوں خواہ مرد، خواہ عورتیں، خواہ محرم، خواہ غیر محرم) داخل مت ہو، جب تک کہ (ان سے) اجازت حاصل نہ کرلو۔ (آگے فرمایا:) اور اگر (اجازت لینے کے وقت) تم سے یہ کہہ دیا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ، تو تم لوٹ آیا کرو! (اور یہی لوٹ آنے کا بخاری و مسلم کی حدیث میں حکم ہے، جب تین بار پوچھنے پر اجازت نہ ملے)۔ (سورۂ نور)

ف:- یہ مسئلہ اجازت چاہنے کا زنانہ اور مردانہ سب گھروں کے لئے ہے، اور اس میں تین حکمتیں ہیں، ایک یہ کہ گھر والے کے کسی ناجائز موقع پر نظر نہ پڑ جائے دوسرے یہ کہ کسی ایسی حالت کی خبر نہ ہوجائے جس کی خبر ہونا اس کو ناگوار ہے، تیسرے یہ کہ بعض اوقات دل پر گرانی ہوتی ہے خواہ آرام میں خلل پڑنے سے، خواہ کسی کام میں حرج ہونے سے، خواہ ملنے ہی کو جی نہیں چاہتا۔

۱۹- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! جب تم سے کہا جاوے (یعنی صدر[1] مجلس کہہ دے) کہ مجلس میں جگہ کھول دو (جس میں آنے والے کو بھی جگہ مل جائے، تو تم جگہ کھول دیا کرو، اور آنے والے کو جگہ دے دیا کرو)، اللہ تعالیٰ تم کو (جنت میں) کھلی جگہ دے گا، اور جب (کسی ضرورت سے) یہ کہا جاوے کہ (مجلس سے) اُٹھ کھڑے ہو، تو اُٹھ کھڑے ہوا کرو، (خواہ خلوت کی ضرورت سے اُٹھاوے اور خواہ دوسری جگہ بیٹھنے کے لئے اُٹھاوے)۔ (المجادلہ)

۲۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) لا تختص بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کما فی الروح۔ ۱۲

میری باری کی رات میں (اوّل) بستر پر لیٹ گئے، پھر اتنا ہی توقف فرمایا کہ آپ نے یہ سمجھا کہ میں سوگئی، سو اپنا چادرہ آہستہ سے لیا اور نعل مبارک آہستہ سے پہنے اور دروازہ آہستہ سے کھولا اور بقیع میں تشریف لے گئے اور (واپسی پر اس کی وجہ میں یہ) فرمایا کہ: میں یہ سمجھا کہ تم سوگئیں، اور میں نے تمہارا جگانا پسند نہیں کیا اور مجھ کو اندیشہ ہوا (کہ تم جاگ کر) اکیلی گھبراؤ گی.....الخ۔ (عین مسلم)

ف:- حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کام اس لئے آہستہ کئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف نہ ہو، خواہ جاگنے کی بھی، خواہ صرف گھبرانے کی۔

۲۱- حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ ہم تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے، بعد عشاء آ کر لیٹ جاتے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا، اس لئے سلام تو فرماتے کہ شاید جاگتے ہوں، مگر ایسا آہستہ فرماتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سن لیں اور اگر سوتے ہوں تو آنکھ نہ کھلے۔ (عین مسلم بحاصلہ)

حسنِ معاشرت کا مضمون اس جگہ مختصر لکھ دیا، اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے رسالہ "آداب المعاشرت" اور دسواں حصہ "بہشتی زیور" کا شروع سے ہنر اور پیشوں کے بیان تک ضرور دیکھ لیں یا سن لیں، اور یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں، مگر جو دوسری کتابوں سے لی ہیں، ان میں لفظ عین لکھ دیا ہے۔

رُوح بست و پنجم (۲۵)

امتیازِ قومی[1]

(یعنی اپنا لباس، اپنی وضع، اپنی بول چال، اپنا برتاؤ وغیرہ غیر مذاہب والوں سے الگ رکھنا) دُوسری قوموں کی وضع و عادات بلاضرورت اختیار کرنے کو شریعت نے منع کیا ہے، پھر ان میں بعضی چیزیں تو ایسی ہیں کہ اگر دُوسری قوموں سے ان کی خصوصیت نہ بھی رہے تب بھی گناہ رہیں گی جیسے ڈاڑھی منڈانا، یا حد سے باہر کترانا یا ٹخنوں سے اُونچا پائجامہ یا جانگیا پہننا کہ ہر حال میں ناجائز[2] ہے اور اگر اس کے ساتھ شرعی وضع کو حقیر سمجھے یا اس کی بُرائی کرے تو پھر گناہ سے گزر کر کفر ہو جائے گا۔ اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر دُوسری قوموں سے ان کی خصوصیت نہ رہے تو گناہ نہ رہیں گی اور خصوصیت نہ رہنے کی پہچان یہ ہے کہ ان چیزوں کے دیکھنے سے عام لوگوں کے ذہن میں یہ کھٹک نہ ہو کہ یہ وضع تو فلانے لوگوں کی ہے، جیسے انگرکھا، یا اچکن پہننا، مگر جب تک یہ خصوصیت ہے اس وقت تک منع کیا جاوے گا، جیسے ہمارے ملک میں کوٹ پتلون پہننا، یا کرگابی پہننا، یا دھوتی باندھنا، یا عورتوں کو لہنگا پہننا، پھر ایسی چیزوں میں جو چیزیں دُوسری قوموں کی محض قومی وضع ہیں جیسے کوٹ پتلون وغیرہ، یا قومی وضع کی طرح ان کی عادت ہے، جیسے میز کرسی پر، چھری کانٹے سے کھانا، ان کے اختیار کرنے سے تو صرف گناہ ہی ہوگا، کہیں کم، کہیں زیادہ، اور جو چیزیں دُوسری

---

(۱) ویلقب بلسان الشرع بمسئلة التشبه۔۱۲

(۲) فالتشبه حکمة للمنهي عنها لا علة۔۱۲

قوموں کی مذہبی وضع ہیں ان کا اختیار کرنا کفر ہوگا، جیسے صلیب لٹکا لینا، یا سر پر چوٹی رکھ لینا، یا جنیو باندھ لینا، یا ماتھے پر قشقہ لگانا، یا جے پکارنا وغیرہ۔ اور جو چیزیں دُوسری قوموں کی نہ قومی وضع ہیں، نہ مذہبی وضع ہیں، گو ان کی ایجاد ہوں اور عام ضرورت کی چیزیں ہیں، جیسے دیا سلائی، یا گھڑی، یا کوئی حلال دوا، یا مختلف سواریاں یا ضرورت کے بعضے نئے آلات جیسے ٹیلی گراف یا ٹیلی فون یا نئے ہتھیار یا نئی ورزشیں جن کا بدل ہماری قوم میں نہ ہو، اُن کا برتنا جائز ہے، نہ کہ گانے بجانے کی چیزیں جیسے گراموفون یا ہارمونیم وغیرہ، مگر ان جائز چیزوں کی تفصیل اپنی عقل سے نہ کریں بلکہ علماء سے پوچھ لیں اور مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں خواہ وہ بدعتی دین کے رنگ میں ہوں، ان کی وضع اختیار کرنا بھی جرم ہے، گو کافروں کی وضع سے کم سہی، بلکہ مرد کو عورت کی وضع اور عورت کو مرد کی وضع بنانا گناہ ہے، پھر ان سب ناجائز وضعوں میں اگر پوری وضع بنائی زیادہ گناہ ہوگا، اور اگر ادھوری بنائی اس سے کم ہوگا، اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ یہ مسئلہ جس طرح شرعی ہے اسی طرح عقلی بھی ہے، کیونکہ مرد کے لئے زنانہ وضع بنانے کو ہر شخص عقل سے بھی بُرا سمجھتا ہے، حالانکہ دونوں مسلمان اور صالح ہیں تو جہاں مسلمان اور کافر کا فرق ہو، یا صالح و فاسق کا فرق ہو، وہاں کافر یا فاسق کی وضع بنانے کو کس کی عقل اجازت دے سکتی ہے؟ اب کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

۱- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور شیطان نے یوں کہا کہ میں اُن کو (اور بھی) تعلیم دُوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے (جیسے ڈاڑھی منڈانا، بدن گودنا وغیرہ)۔ (النساء آیت:۱۱۹)

ف:- بعضی تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے اور حرام ہے، جیسی اُوپر مثالیں لکھی گئیں اور بعضی تبدیلی صورت کا سنوارنا ہے اور واجب ہے جیسے لبیں ترشوانا، بغل اور زیر ناف کے بال لینا۔ اور بعضی تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈا دینا یا کتا دینا، یا مٹھی سے زیادہ ڈاڑھی کتا دینا اور اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے، نہ کہ

رواج سے کیونکہ اوّل تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں، دُوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف ہے، پھر وہ ہر زمانے میں بدلتا بھی رہتا ہے۔

۲- فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ظالموں (نافرمانوں) کی طرف (باعتبار دوستی یا شرکت اعمال واحوال کے) مت جھکو، کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے .... الخ۔

(سورۂ ہود)

ف:- یہ یقینی بات ہے کہ اپنی وضع اور طریقہ چھوڑ کر دُوسرے کی وضع اور طریقہ خوشی سے تب ہی اختیار کرتا ہے جب اس کی طرف دل جھکے، اور نافرمانوں کی طرف جھکنے پر دوزخ کی وعید فرمائی ہے،[1] اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایسی وضع اور طریقہ اختیار کرنا گناہ ہے۔

۳- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر دو کپڑے کُسم کے رنگے ہوئے دیکھے، فرمایا: یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہیں، ان کو مت پہنو۔ (مسلم)

ف:- ایسا کپڑا مرد کے لئے خود بھی حرام ہے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وجہ یہ بھی فرمائی، معلوم ہوا کہ اس وجہ میں بھی اثر ہے، بس یہ وجہ جہاں بھی پائی جائے گی یہی حکم ہوگا۔

۴- حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹوپیوں کے اُوپر عماموں کا ہونا فرق ہے ہمارے اور مشرکین کے درمیان۔ (ترمذی)

ف:- مرقاۃ میں ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ عمامہ ہم ٹوپیوں کے اُوپر باندھتے ہیں اور مشرکین صرف عمامہ باندھتے ہیں۔ آھ

۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

(۱) فمسئلۃ التشبہ ثابتۃ بالقرآن ایضاً۔۱۲

وسلم نے فرمایا: جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی شباہت اختیار کرے گا وہ انہی میں ہے۔ (احمد و ابوداؤد)

ف:- یعنی اگر کفار فساق کی وضع بناوے گا، وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا۔

۶- ابی ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع فرمایا (ان میں یہ بھی ہے یعنی) اور اس سے بھی کہ کوئی شخص اپنے کپڑوں کے نیچے حریر لگاوے مثل عجمیوں کے یا اپنے شانوں پر حریر لگاوے مثل عجمیوں کے ....الخ۔ (ابوداؤد و نسائی)

ف:- اس میں بھی وہی تقریر ہے جو نمبر ۳ میں گزری۔

۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی شباہت بناتے ہیں، اور ان عورتوں پر جو مردوں کی شباہت بناتی ہیں۔ (بخاری)

۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی وضع کا لباس پہنے۔ (ابوداؤد)

۹- حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ: ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے، انہوں نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

ف:- آج کل عورتوں میں اس کا بہت رواج ہوگیا ہے، اور بعضی تو انگریزی جوتا پہنتی ہیں جس سے دو گناہ ہوتے ہیں، ایک مردوں کی وضع کا، دوسرا غیر قوم کی وضع کا۔

۱۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لعنت کرے اللہ تعالیٰ بال میں بال ملانے والی کو اور ملوانے والی کو (جس سے غرض دھوکا دینا ہو کہ دیکھنے والوں کو لمبے معلوم ہوں) اور گودنے والی کو اور

گدوانے والی کو۔ (بخاری ومسلم)

ف:- مردوں کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۱- حضرت حجاج بن حسانؒ سے روایت ہے کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے (حجاج اس وقت بچے تھے، کہتے ہیں کہ) میری بہن مغیرہ نے مجھ سے قصہ بیان کیا کہ تم اس وقت بچے تھے اور تمہارے (سر پر) بالوں کے دو چٹلے[1] یا گپھے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دُعا کی، اور فرمایا: ان کو منڈوا دو یا کاٹ دو، کیونکہ یہ وضع یہود کی ہے۔ (ابوداؤد)

۱۲- عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صاف رکھو اپنے مکانوں کے سامنے کے میدانوں کو اور یہود کے مشابہ مت بنو (وہ میلے کچیلے ہوتے تھے)۔ (ترمذی)

ف:- جب گھر سے باہر کے میدانوں کو میلا رکھنا یہود کی مشابہت کے سبب ناجائز ہے تو خود اپنے بدن کے لباس میں مشابہت کیسے جائز ہوگی؟

۱۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: (جاہل) دیہاتی لوگ مغرب کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجاویں، اور (یہ) دیہاتی اس کو عشاء کہتے تھے (یعنی تم اس کو عشاء مت کہو مغرب کہو)۔ اور یہ بھی فرمایا کہ: (جاہل) دیہاتی لوگ عشاء کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجاویں کیونکہ وہ کتاب اللہ میں عشاء ہے (اور وہ اس کو عتمہ کہتے تھے) اس لئے کہ عتمہ (یعنی اندھیرے) میں اُونٹوں کا دُودھ دوہا جاتا تھا۔ (مسلم)

ف:- اس سے معلوم ہوا کہ بول چال میں بھی بلاضرورت ان لوگوں کی مشابہت نہ چاہئے جو دین سے واقف نہیں۔

---

(۱) چاندی سونے کا وہ گپھا جو ہندو عورتیں چوٹی کے پیچھے لگاتی ہیں یا مصنوعی بال جن کو عورتیں اپنے بالوں میں خوبصورتی کے لئے ملالیتی ہیں۔۱۲

۱۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عربی کمان تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں فارس کی کمان تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو پھینک دو اور (عربی کمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ) اس کو لو، اور جو اس کے مشابہ ہے.... الخ۔

(ابن ماجہ)

ف:- فارسی کمان کا بدل عربی کمان تھی، اس لئے اس کے استعمال سے منع فرمایا، معلوم ہوا کہ برتنے کی چیزوں میں بھی غیر قوم کی مشابہت سے بچنا چاہئے، جیسے کانسی، پیتل کے برتن، بعض جگہ غیر قوموں سے خصوصیت رکھتے ہیں۔

۱۵- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کو عرب کے لہجے اور آواز میں پڑھو (یعنی صحیح اور بلا تکلف) اور اپنے کو اہلِ عشق کے لہجے سے اور دونوں اہلِ کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) کے لہجے سے بچاؤ.... الخ۔ (بیہقی و رزین)

ف:- معلوم ہوا کہ پڑھنے میں بھی غیر قوموں اور بے شرع لوگوں کی مشابہت سے بچنا چاہئے۔

۱۶- ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے اُمِّ سعید دختر ابی جہل کو دیکھا کہ ایک کمان لٹکائے ہوئے تھی اور مردوں کی چال سے چل رہی تھی، حضرت عبداللہ نے کہا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: یہ اُمِّ سعید دختر ابوجہل ہے، انہوں نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے: ایسا شخص ہم سے الگ ہے جو عورت ہو کر مردوں کی مشابہت کرے یا مرد ہو کر عورتوں کی مشابہت کرے۔ (عین ترغیب از احمد و طبرانی و اسقط المبہم)

۱۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کی طرف رُخ کرے اور

ہمارے ذبح کیے ہوئے کو کھائے، وہ ایسا مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کی ذمہ داری ہے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی، سو تم لوگ اللہ کی ذمہ داری میں خیانت نہ کرو! یعنی اس کے اسلامی حقوق ضائع مت کرو۔ (بخاری)

ف:- اس سے معلوم ہوا کہ کھانے کی جن چیزوں کو مسلمانوں کے ساتھ خاص تعلق ہے، ان کا کھانا بھی نماز وغیرہ کی طرح علامت ہے اسلام کی، سو بعضے آدمی جو گائے کا گوشت بلا عذر کسی خاطر چھوڑ دیتے ہیں اس کا ناپسند ہونا اس سے معلوم ہوا، (ویؤیدہ شان نزول قولہ تعالیٰ: "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً") غرض ہر بات میں اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہئے، دین کی باتوں میں بھی، اور دنیا کی باتوں میں بھی، چنانچہ:-

۱۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، سب فرقے دوزخ میں جاویں گے بجز ایک ملت کے، لوگوں نے عرض کیا: اور وہ فرقہ کون سا ہے؟ (جو دوزخ سے نجات پاوے گا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طریقے پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ (ترمذی)

ف:- طریقے سے مراد واجب طریقہ ہے، جس کے خلاف سے دوزخ کا ڈر ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقے میں کسی چیز کی تخصیص نہیں فرمائی تو اس میں دین کی باتیں بھی آگئیں اور دنیا کی بھی، البتہ کسی چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کا طریقہ ہونا اور اس کا واجب ہونا کبھی قول سے معلوم ہوتا ہے اور کبھی فعل سے، کبھی (نص یعنی) صاف عبارت سے، کبھی (اجتہاد اور) اشارے سے، جس کو صرف عالم لوگ سمجھ سکتے ہیں، عام لوگوں کو ان کے اتباع سے چارہ نہیں اور بدون ان کے اتباع کے غیر عالم لوگوں کا دین بچ نہیں سکتا۔

ختمِ کلام

جس قسم کے اعمال کی فہرست کا دیباچے میں ذکر ہے، اس میں اس وقت جس عمل کو سوچتا ہوں وہ ان پچیس حصوں میں پاتا ہوں اجمالاً تفصیلاً اس لئے رسالے کو ختم کرتا ہوں، البتہ اگر ذوقاً کسی کے ذہن میں اور کوئی عمل آوے یا ان میں سے کسی حصے کی تفصیل مصلحت معلوم ہو وہ اس کا ضمیمہ بن سکتا ہے۔

شکرِ انعام

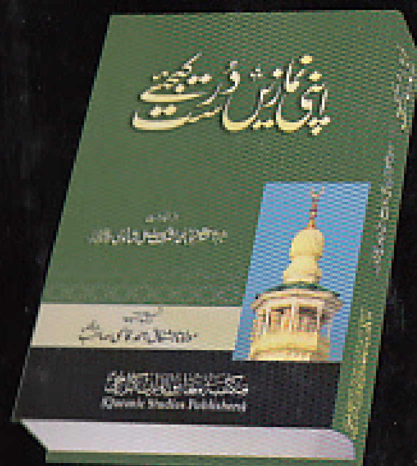
۱۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری طرف سے پہنچاتے رہو، اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ (بخاری)

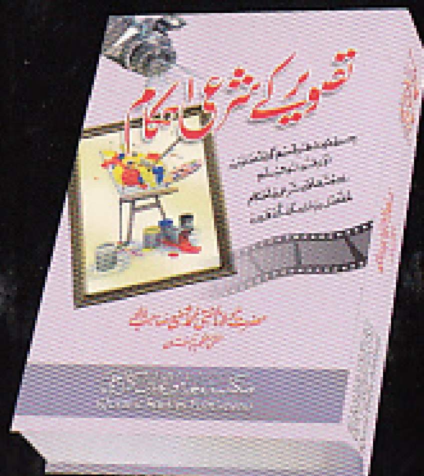
۲۰- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دین کے احکام میں چالیس حدیثیں محفوظ کر کے میری اُمت پر پیش کر دے، اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ کر کے اُٹھاوے گا اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا۔ (بیہقی)

الحمد للہ کہ ان حصوں میں نوے سے زائد آیتوں کی اور غیر مکرر و مرفوع تین سو چالیس سے زائد حدیثوں کی تبلیغ ہوگئی، اگر کوئی ان حصوں کو چھپوا کر تقسیم کرے، یہ ثواب اس کو بھی ملے گا۔ یہ سب حدیثیں مشکوۃ کی ہیں بجز اس کے جس میں عین لکھ دیا ہے۔

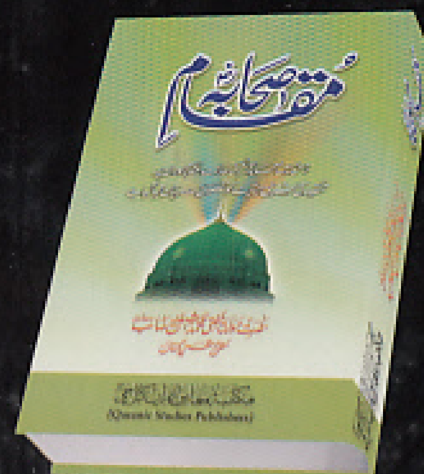
تمام شد

(اشرف علی عفی عنہ)











مکتبہ معارف القرآن کراچی

(Quranic Studies Publishers)



www.maktabamaarifulquran.com